قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ،

معالم العترۃ

اردو ترجمہ

ینابیع المودۃ

علامہ جلیل شیخ سلیمان حسینی بلخی، قندوزی حنفی، سنی مفتی اعظم قسطنطنیہ

ترجمہ وحواشی

ازجناب مولانا ملک محمد شریف صاحب فتنہ ملتان

حسب فرمائش

عالی جناب حاجی الحرمین الشریفین ملک صادق علی صاحب عرفانی

بار دوم

تاریخ اشاعت .. .. اکتوبر ۱۹۷۴ء

تعداد اشاعت ۵۰۰

مطبع .. .. الفاف پریس ریلوے روڈ لاہور

پرنٹر .. .. ملک رضا علی

پبلشر .. .. شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور

قیمت مجلد .. .. [illegible] روپے

نذرِ عقیدت

بخدمت سید الاولیاء امام الانس والجان ولی العصر والزمان الحجۃ ابن الحسن
سلام اللہ علیہ وعلی ابائہ الطاہرین ۔ عجل اللہ فرجہ ۔

میرے آقا! میں تیری بارگاہ میں تیرے اور تیرے آباؤ اجداد علیہم السلام
کے ذکر کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں پیش کر رہا ہوں ۔ میرے مولا! مجھے امید
ہے میری اس کھوٹی پونجی کو شرف قبول عطا فرمائیں گے ۔

فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین

محمد شریف عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

علامہ جلیل شیخ سلیمان حسینی بلخی قندوزی حنفی سنی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، آپ نے کتاب ینابیع المودۃ تالیف فرماکر لازوال شہرت حاصل کی ہے، آپ نے اس جلیل القدر کتاب کو بروز سوموار ۲ ماہ رمضان ۱۲۹۱ھ میں تالیف فرمایا۔ آپ سلطان عبدالعزیز خاں والیٔ قسطنطنیہ کے مصاحب خاص تھے اور آپ کی سلطنت کے مفتی اعظم تھے، آپ سنی المذہب اور صوفی مسلک کے پیرو ہیں، ۱۲۹۱ھ تک جس قدر کتب فضائل و مناقب اہل بیت اطہار میں علماء اہل سنت نے تحریر کی تھیں ان سب کو ماخذ قرار دے کر آپ نے اس لاجواب کتاب کو تالیف کیا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ جابجا ان کتب کے اقتباسات کو آپ نے اس کتاب میں نقل کیا ہے۔ جہاں تک میرے معلومات نے پرواز کی ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ۱۲۹۱ھ تک اہل سنت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ہے جس سے فضائل محمد و آل محمد کو چن کر آپ نے اس کتاب میں نہ پرو دیا ہو، اگر یہ کہا جائے تو ہرگز ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ فضیلت اہل بیت کا کوئی ایسا گوشہ نہیں ہوگا جو آپ کی نظر سے اوجھل رہا ہو۔ اور اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کتاب کیا ہے عرفان و معرفت اہلبیت علیہم السلام کا بحر ذخار ہے اس کتاب کے مطالعہ سے حقیقت محمد و آل محمد آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور مردہ دلوں کے لیے پیام حیات، بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے رہبر کامل ہے۔ ولائے محمدؐ و آل محمدؐ کے ایسے ایسے ساغر پیش کئے گئے ہیں کہ ایک دفعہ آنکھ دیکھتے ہی مخمور و مدہوش ہو جاتی ہے پھر کیا ہوتا ہے؟ ہمیشہ کے لئے آستانۂ محمدؐ و آل محمدؐ پر جبیں سرنگوں ہو جاتی ہے۔ شقی ازل کے سوا کوئی شخص اس کو ایک دفعہ پڑھنے والا سعادت ابدی سے محروم نہیں رہ سکتا۔ میرا ایمان ہے کہ اس کتاب کی موجودہ شکل لاتعداد انسانوں کو دامن اہل بیت علیہم السلام سے وابستہ کر دے گی۔ اصل کتاب عربی میں تھی اردو دان طبقہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس گنہگار نے اس کے اردو ترجمہ کرنے کی جسارت کی تائید الٰہی نے ساتھ دیا۔ آخرکار یہ انمول موتی اردو کے لباس میں ملبوس ہو گیا، معلوم کب تک اس کی اشاعت معرض التوا میں رہتی مگر پردہ غیب سے اس کی اشاعت اور طباعت کے سامان مہیا ہو گئے، فخر قوم الحاج جناب ملک صادق علی صاحب عرفانی مدظلہ نے اسکی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بطفیل آئمہ معصومین علیہم السلام مع اہل و عیال شاد و آباد رکھے اور علوم آل محمد کی اشاعت کے سلسلہ میں آپکی توفیقات میں اور اضافہ کرے۔ آمین ثم آمین۔ میں ہمہ دانی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ فوق کل ذی علم علیم، میں ترجمہ کرنے میں کس قدر

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

علامہ شیخ سلیمان قندوزی کے مختصر حالات زندگی

عالیجناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کرار وی ناظم اعلیٰ مجلس علماء پاکستان (پشاور)

تحصیل علم اور اس میں کمال عطیہ باری ہوتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے دولت علم سے مالا مال کرتا ہے، اس نے علم کو نور کی حیثیت دی ہے۔ رسول کریم نے اسے نور ہی سے تعبیر فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔ العلم نور یقذفہ اللہ فی قلب من یشاء "علم اک نور ہے خدا جس کے دل میں چاہتا ہے اسے جاگزیں کرتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ اس علم سے مراد جو نور کی حیثیت رکھتا ہے، علم دین ہی ہے کیونکہ اس علم والے کو شریعت اسلامیہ نے عالم سمجھا ہے، جس کی جمع علماء ہے، علماء کو بڑی عظمت عطا کی گئی ہے۔ ان کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے افضل بتائی گئی ہے، ارشاد ہوتا ہے مداد العلماء افضل من دماء الشہداء علماء کی روشنائی اور سیاہی شہداء کے خون سے افضل ہے۔ علامہ شیخ سلیمان قندوزی ان اساطین علماء میں سے تھے جن کی عظمت و بزرگی کا اعتراف فریقین کے علماء کو ہے، آپ کا حلقۂ ارادت نہایت وسیع تھا اور آپ حضرت آل محمد کی محبت کو سرمایۂ زندگی سمجھتے تھے، میرے محترم دوست علامہ سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کاموں پوری تحریر فرماتے ہیں۔

علامہ شیخ سلیمان قندوزی، علم و فضل و ریاضت و جوشش تبلیغ و تعلیم و تربیت اور تصنیف و تالیف کے لحاظ سے غیر معمولی شخص تھے، ہمت و عزم کے پتلے تھے، ابتداء سے محنت و مشقت کے عادی تھے۔ اور زندگی کے آخری ایام تک ان کی محنت و سعی کا سلسلہ جاری رہا۔"

آپ کی ولادت باسعادت: آپ اپنے وطن مالوف قصبہ قندوز میں پیدا ہوئے جو کہ علاقہ "بلخ" میں واقع ہے آپ کا سن ولادت ۱۲۲۰ ہجری ہے (ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۴۰۸)

آپ کا پورا نام سلیمان بن ابراہیم خواجہ کلاں بن محمد باباخواجہ بن محمد ابراہیم ابن شیخ ترسون قندوزی بلخی ہے آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل فرمائی، بخارا اس عہد میں بھی علم و فضل کا مرکز تھا۔ آپ نے وہاں سے سند فضیلت حاصل کی، اس کے بعد سابق علماء کی طرح بصیرت و اطلاع کے لئے کمر ہمت باندھ کر سفر کے لئے نکل پڑے۔

آپ کے تبلیغی سفر: علماء تاریخ کا بیان ہے کہ آپ نے اپنا کافی وقت اسلامی ممالک اور ان مقامات کی سیاحت میں صرف کیا جن مقامات میں مسلمانوں کا اثر تھا۔ وہ اس سلسلہ میں ہندوستان اور افغانستان بھی پہنچے۔ یہاں لوگوں کو اپنے علم و فضل کے چشمہ سے سیراب کیا۔ صوفیوں کے اصحاب طریقت سے ملاقات ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ وہ مقامات سلوک اور علوم شرعیہ میں ترقی کرتے رہے۔

اس سفر کے بعد وہ اپنے وطن واپس تشریف لائے اور اپنے وطن میں انہوں نے بچوں کی تعلیم اور عوام کی تربیت کو فروغ

بخشا۔ ایک جامع مسجد اور ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔

ایک عرصہ تک وہ اپنے وطن میں مختلف قسم کے فرائض ادا فرماتے رہے، بالآخر پھر شوق سیاحت نے وطن چھوڑنے پر مجبور کیا، اب وطن چھوڑنا آپ کے لئے دشوار بن گیا تھا۔ کیونکہ وطن میں آپ کے ذمہ بہت سی ذمہ داریاں عائد ہو گئی تھیں جنہیں آپ بڑی تندہی اور محنت و سلیقہ سے انجام دیا کرتے تھے، جب سفر کے عزم و ارادہ میں استحکام پیدا ہو گیا تو آپ کو اپنے کام تقسیم کرنا پڑے، چنانچہ آپ نے اپنے بھتیجے "محمد صلاح" کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور تصوف کے سلسلہ کی ذمہ داریاں اُن کے سپرد کر دیں اور تعلیم و تدریس کی ذمہ داری "ملا محمد عوض" پر عائد کر دی۔

اس کے بعد آپ اپنے وطن سے نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کے اثرات اور آپ کی عقیدت نے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا، جہاں وہ جاتے اُن کے حلقہ بگوشوں کی جماعت سایہ کی طرح ساتھ رہتی۔ اس سفر میں اُن کے ساتھ تین سو افراد تھے، آپ اپنے تمام ساتھیوں سمیت روم پہنچے۔ وہاں آپ نے دو سال قیام فرمایا۔ علامہ کی دلی خواہش یہ تھی کہ اپنی سیاحت کا اختتام مکہ معظمہ میں فرمائیں اور وہیں قیام پذیر رہ کر پیوند خاک ہو جائیں لیکن منظور قدرت نہ تھا اور یہ خواہش سر بر نہ ہو سکی۔

روم سے روانہ ہو کر آپ بغداد پہنچے۔ آپ کا دور دور شہرہ ہو چکا تھا اور آپ کے علم و فضل اور آپ کی دل آویزی سے سب واقف ہو چکے تھے۔ جہاں جاتے حکومت والے اور عوام اپنی آنکھوں پر بٹھاتے۔ بغداد میں آپ کا نہایت پرتپاک خیر مقدم ہوا۔ آپ نے وہاں علم و عرفان کی بارش فرمائی۔ بغداد تقریباً ہر عہد میں علم و فضل کا مرکز رہا ہے۔ اُس وقت آپ کے قیام سے بے انتہا استفادہ کیا گیا، لوگوں نے آپ کے بحر علم سے سیرابی حاصل کی۔

کچھ عرصہ بغداد میں قیام کے بعد آپ بارادہ ایران روانہ ہوئے۔ اور وہاں علم و عرفان کی بارش کرنے کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر موصل، دیار بکر، حلب ہوتے ہوئے "قونیہ" پہنچے۔

"قونیہ" اُس وقت تصوف کا گہوارہ تھا۔ شیخ صدرالدین قونوی کے مقبرہ کے کتب خانہ میں تصوف کے نوادر تھے، خود شیخ اکبر صاحب فتوحات مکیہ کے قلم کی تصانیف وہاں محفوظ تھیں۔ آپ نے قونیہ میں تین سال قیام فرمایا۔ دوران قیام میں وہاں کے باشندے آپ سے علمی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے، آپ نے خود وہاں کے قیام سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ آپ کو جو تصوف کے نوادر ملے اُن میں سے اقتباسات قلمبند فرمائے۔

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۶ھ میں آپ پھر ایران تشریف لائے، ایران حکومت نے آپ کا شاندار خیر مقدم کیا اور آپ کی بے انتہا عزت کی، آپ کے لئے مختلف قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ آپ کا اگرچہ یہی ارادہ تھا کہ ارض مکہ کے پیوند بنیں، لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ آپ ایران ہی کے ہو کے رہ گئے۔

آپ کا قیام اگرچہ ایران میں رہا لیکن آپ کا حلقہ ارادت وسیع سے وسیع تر ہو گیا اور ممالک اسلامیہ کے [illegible] ہی کا مرکز ہو گیا تھا۔

ایران کے دوران قیام میں آپ کے اوقات مریدوں اور اہل سلوک کی رہنمائی اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے لئے وقف رہے

آپ کی تصانیف: آپ کو تصنیف و تالیف کا اچھا خاصہ شوق تھا، آپ بکثرت کتابیں لکھنے کے متمنی تھے۔ لیکن مریدوں کی کثرت اور ان کی آمد و رفت کے تسلسل کی وجہ سے زیادہ کتابیں تحریر نہ فرما سکے۔

آپ کی تصانیف کی تعداد کے سلسلہ میں علامہ خیرالدین زرکلی مصری نے اپنی کتاب الاعلام قاموس تراجم ج ۱ صفحہ ۳۹۰ طبع مصر سنہ ۱۹۲۷ء میں اور مسٹر ذاکر حسین دہلوی نے اپنی "تاریخ اسلام" ج ۵ صفحہ ۹۳ میں صرف ایک کتاب "ینابیع المودۃ" کی نشان دہی کی ہے لیکن میرے نزدیک آپ کی دو کتابیں اور تھیں (۱) جمع الفوائد (۲) مشرق الاکوان جیسا کہ علامہ اسمٰعیل پاشا بغدادی کی کتاب ہدیۃ العارفین ج ۱ صفحہ ۴۰۴ طبع مصر سنہ ۱۹۵۱ء سے ظاہر ہے۔

آپ کی تصانیف میں "ینابیع المودۃ" کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور سچ یہ ہے کہ آپ نے اس

ینابیع المودۃ: کتاب کو بڑی محنت و جانفشانی سے تصنیف فرمایا ہے۔

یہ کتاب صحاح ستہ کے علاوہ، مسند احمد بن حنبل، فرائد السمطین حموینی، مناقب اخطب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فصول مہمہ علی بن احمد مالکی، جواہر العقدین سمہودی، مودۃ القربیٰ علی ہمدانی، صواعق محرقہ ابن حجر مکی، استیعاب ابن عبدالبر، اصابہ ابن حجر، مجمع الزوائد سیوطی، جامع الاصول، کتاب الاوسط طبرانی، مستدرک حاکم، تفسیر ثعلبی، نہج البلاغہ وغیرہ کا نچوڑ ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور سو ابواب پر مشتمل ہے، مصنف نے اس کتاب کا نام ینابیع المودۃ رکھا ہے اور بے شک یہ کتاب محبت و مودت اہل بیت کا سرچشمہ ہے آپ نے اس کتاب میں مستند احادیث جمع فرمانے کی سعی کی ہے۔ یہ کتاب عہد قیام قسطنطنیہ میں لکھی گئی ہے۔

گزشتہ عہد میں اس کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا تھا جو چھپ چکا ہے لیکن ترجمہ صاف نہیں ہے، اس کا ایک ترجمہ بزبان اُردو سنہ ۱۹۲۷ء میں کیا گیا تھا۔ مترجم کا اسم گرامی مولانا حامد علی بن منشی محمد علی بن منشی محمد عالم پانی پتی ہے موصوف کے ترجمہ کا ایک حصہ ۱۲۵ صفحات پر مشتمل لوگوں کی نگاہ سے گزرا ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ باقی حصے بھی چھپے ہیں یا نہیں۔

زیر نظر ترجمہ میرے عزیز دوست جناب مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ کی کاوش کا نتیجہ ہے، میں نے ترجمہ پر جا بجا نگاہ کی ہے، ترجمہ نہایت عمدہ اور باسلیقہ ہے۔ ع

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

کتاب ینابیع المودۃ کے متعلق ایڈورڈ فانڈیک کی رائے: علامہ شیخ سلیمان قندوزی کی کتاب ینابیع المودۃ کے متعلق، ایڈورڈ فانڈیک اپنی مشہور عالم عربی کتاب "اکتفاء القنوع بما ھو مطبوع" میں لکھتا ہے :-

"فیھا اقتباسات کثیرۃ من المصنفات القدیمۃ مواداً، لھا فائدۃ کبریٰ ....

وھی مرغوبۃ فی بلاد العجم"

[illegible]

بہت بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں، یہ کتاب عجم کے شہروں میں بہت زیادہ مرغوب اور پسندیدہ ہے
مصنف الکنفاء القنوع کا بیان بالکل درست ہے، بے شک یہ بہت سی کتابوں سے فراہم کیا نوادر ہے۔
اور اس کتاب سے بے حد فائدے ہیں، مجھے یقین ہے کہ جو شخص اس کتاب کا خلوص کے ساتھ مطالعہ کرے وہ اہلبیت رسول کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کتاب سب سے پہلے قسطنطنیہ میں اس کے بعد بمبئی، ایران اور بمبئی میں چھپی قسطنطنیہ میں اس کی اشاعت سنہ ۱۳۰۱ھ میں ہوئی تھی جیسا کہ بروکلمن ج ۹ ص ۱۳ سے واضح ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے مسلمان اس کتاب کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ ذاکرین و مبلغین اس کتاب کے اکثر حوالے دیا کرتے ہیں۔

شیخ سلیمان کا مسلک: علامہ شیخ سلیمان قندوزی کے صاحبزادے شیخ عبدالقادر کی تحریر سے واضح ہے کہ آپ صوفیوں کے نقشبندی سلسلے سے منسلک تھے اور فروع میں حنفی فقہ کے پیرو تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات: یہ تو مسلم ہے کہ آپ کی وفات حسرت آیات، الیوم پنجشنبہ ماہ شعبان سنہ ۱۲۹۴ھ کو ہوئی ہے ہدیۃ العارفین ص ۴۱۰ ج ۱ طبع مصر۔

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی وفات قسطنطنیہ میں واقع ہوئی ہے یا ایران میں۔ خیرالدین زرکلی نے اپنی کتاب الاعلام قاموس تراجم کی جلد ۱ صفحہ ۳۹ میں اور مورخ ذاکر حسین دہلوی نے اپنی تاریخ اسلام کی جلد پنجم کے صفحہ ۵۴ میں آپ کی وفات قسطنطنیہ میں بتائی ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ آپ نے دوران سیاحت میں قسطنطنیہ میں بھی کافی عرصہ تک قیام فرمایا تھا اور وہیں آپ نے اپنی مشہور کتاب "ینابیع المودۃ" تالیف کی تھی۔ پھر ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۹ھ میں آپ دوبارہ ایران واپس تشریف لائے تھے اور وہیں سنہ ۱۲۹۴ھ میں بعمر ۷۴ سال آپ کا انتقال ہوگیا۔ اور شیخ مراد بخاری کی خانقاہ کے مقبرے میں آپ دفن کئے گئے۔

واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے) عدم سے وجود کو پیدا کیا۔ اپنی سخاوت کو عام کیا، اپنے مقصود کو ظاہر کیا (مخلوقات کی خلقت سے پہلے اپنے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلوہ افروز کیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قلم کے ذریعے علم ودیعت کیا، انسان کو اس چیز سے آگاہ کیا جس کو وہ نہیں جانتا تھا اپنی مہربانی کا فیض جاری کرنے والا، محسن ہونے کی وجہ سے بے پایاں نیکی کرنے والا، منعم ہونے کی وجہ سے تمام کائنات پر بے حد سخاوت کرنے والا، مشفق ہونے کے باعث تمام دنیا پر عام ابر رحمت برسانے والا ہے اس کے نام پاکیزہ، اور اس کی نعمتیں بلند ہیں، اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کا کوئی مثیل اور مدمقابل ہے۔ بیوی اور فرزند سے پاک ہے۔ وہ اللہ ایک ہے۔ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں، بڑی بخشش والا ہے۔ بزرگ نیکیوں والا، خوبصورت نعمتوں والا۔ مختلف رحمتوں والا۔ لاتعداد بڑھنے والی برکتوں والا (یہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے سب سے پہلے اپنی ذات مقدس کے نور سے حقیقت محمدیہ کو پیدا کیا۔ جو عالم غیب اور ظاہر کی جامع، مقامات ملکوتیہ اور جبروتیہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات سے بہتر گردانا۔ کائنات کی ایجاد کے وقت محمد کو حرف اول قرار دیا۔ آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا۔ آپ کے دین اور طریقوں کو قیامت تک باقی رکھا۔ آپ کو ہر اس فرد کی طرف ہدایت کاملہ کے ساتھ جو ابدی نعمتوں کی طرف لے جاتی ہے، رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کو تمام جن وانس کی طرف رحمت عظمیٰ اور نعمت بنا کر مبعوث کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور رافت سے آپ کو دونوں جہانوں کی کرامت اور شرافت سے نوازا) آپ کو واجب الوجود اور ممکن الوجود کے درمیان واسطہ ممکنات کی تخلیق میں علت غائی قرار دیا (اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں کہا لولاک لما خلقت الافلاک (اے محمد) آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ قرآن میں کہا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (اے محمد) میں نے آپ کو تمام کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا) وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً (اے محمد) آپ کو تمام لوگوں کی طرف

خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے۔ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (اے محمد کہدو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے فرزند ہو تو میں سب سے پہلا عبادت گزار بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ میرا رسول اپنی خواہش سے کچھ بھی نہیں کہتا۔ جو کچھ کہتا ہے وہ وحی خداوندی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے خاص احسان کا سپاس گزار اور شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے نبی اور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت اور اولاد سے قرار دیا۔ مجھے اہل سنت وجماعت سے بنایا جو اہل بیت رسول اور آپ کی آل اور اصحاب سے محبت اور مودت کرتے ہیں جو ان کے اداب اور آثار سے تمسک کرتے ہیں جو ان کی راہنمائی، تمسک اور الزار سے ہدایت یافتہ ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تفاسیر کی تنزیل کے بارے میں اور اپنے نبی کی کتب حدیث کے مطالعہ کے معاملہ میں شوق کی دولت سے مالامال کیا۔ ہمیں اوامر لواہی کی بجاآوری، انبیا اور رسولوں کی تعظیم، اولیا اور صلحا کے احترام کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد اور بے حساب حمد اور شکر ہے۔ یہ دونوں اس کی ذات کی ہمیشگی کے ساتھ ہمیشہ رہیں اور اس کے بقا کے ساتھ باقی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت فرشتگان حظائر قدس پر نازل ہو۔ اور اپنی جنس کے ان سرداروں پر جو رسول ہیں، نبی ہیں، وصی ہیں، ولی ہیں، صدیق ہیں شہید ہیں، اصفی ہیں اور صالح ہیں۔ خاص طور پر محمدؐ اور آپ کی پاک و پاکیزہ آل پر جو ہدایت کرنے والے ہیں محمد کے ان اصحاب پر جو (ایمان میں) کامل ہیں اور آپ کی امداد کرنے والے ہیں، آپ کے آداب سے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ کو اپنا شعار بنالیا ہے، آپ کے رموز کے واقف ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام۔ اس کے فرشتگان، انبیاء رسولوں اور تمام مخلوق کا درود آپ کے حبیب، رسول، تمام مخلوق سے بہتر آخری نبی ہمارے آقا محمدؐ پر آپ کی اہل بیت اور آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر درود ہمیشہ ہو، اللہ تعالیٰ کی ہمیشگی کے ساتھ درود اور رحمت اللہ تعالیٰ کی بقا کے ساتھ ان حضرات پر دائمی ہمیشگی کے ساتھ باقی رہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرات کے گروہ میں قرار دے۔ جیسے ہمیں ان کی اولاد سے قرار دیا ہے، آمین، اے دونوں جہانوں کے پالنے والے اما بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے حبیب سے فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا ان اللہ غفور شکور، (اے محمد) ان لوگوں سے کہدو میں تم سے اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابتداروں سے محبت کرو۔ جو نیکی حاصل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور شکر کرنے والا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ "اے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر رکھا

ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور رکھے گا اور تمہیں کما حقہٗ پاک و پاکیزہ کرے گا۔" اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کے قرابتداروں اور آپ کے اہل بیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب قرار دی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو ناپاکی سے پوری طرح پاک و پاکیزہ رکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کو لفظ انما سے شروع کیا ہے۔ لفظ انما حصر کا فائدہ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے لفظ تطہیر کو لفظ مفعول مطلق تطھیرا سے مؤکد کیا ہے۔ جب تک دل میں تحقیق اور بصیرت نہ ہو اس وقت تک اہل بیت کی محبت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ تحقیق اور بصیرت اہل بیت کے فضائل اور مناقب معلوم کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اہل بیت کے فضائل اور مناقب کا معلوم کرنا۔ ان کتب تفاسیر اور حدیث پر موقوف ہے جو اہل سنت والجماعت کے ہاں قابل وثوق ہیں۔ وہ کتب صحاح ہیں۔ جن کی تعداد چھ ہے۔ بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی اور ابوداود۔ اس ترتیب پر محدثین موخرین کا اتفاق ہے۔ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب کے متعلق محدثین کا آپس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں ابن ماجہ ہے۔ بعض کا خیال دارقطنی کے متعلق ہے۔ بعض اس طرف گئے ہیں کہ چھٹی کتاب موطا (امام مالک) ہے بہت سے محدثین نے مناقب اہل بیت میں کتابیں تالیف کی ہیں۔ بعض وہ ہیں جنہوں نے کتاب کو صرف مناقب اہل بیت پر موقوف رکھا ہے۔ جیسے امام احمد بن حنبل اور نسائی، انہوں نے اپنی اپنی کتاب کا نام مناقب رکھا ہے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام انہوں نے "نزول القرآن فی مناقب اہل بیت" رکھا۔ شیخ محمد بن ابراہیم حموینی شافعی خراسانی نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام "فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والزہرا والسبطین" رکھا۔ علی بن عمر دارقطنی نے مسند فاطمہ تالیف کی ہے۔ ابومؤید موفق بن احمد خطب خوارزم حنفی نے کتاب "فضائل اہل البیت" تالیف کی ہے۔ علی بن محمد خطیب فقیہ شافعی معروف ابن مغازلی نے "المناقب" تالیف کی ہے۔ علی بن احمد مالکی نے الفصول المہمہ تالیف کی ہے۔ رحمھم اللہ۔ ان لوگوں نے حدیث کی تلاش میں شہر بشہر گاؤں بہ گاؤں سفر کی تکالیف کو برداشت کرکے اپنے مشائخ سے حدیث کو حاصل کیا ہے۔ اور اپنی کتب میں حدیث کو سند کے ساتھ تحریر کیا اور حدیث کے سلسلہ کو سننے والے راوی تک جاکر ملا دیا ہے اور حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے۔ "ہمیں فلاں نے حدیث بیان کی۔" ہمیں فلاں نے خبر دی۔" مؤلفین صحاح ستہ نے ایسا کیا ہے۔ بعض وہ ہیں جنہوں نے فضائل اہل بیت میں کتاب تو تحریر کی اور اس کتاب کا نام بھی "المناقب" رکھا لیکن مؤلف کا ذکر نہ کیا (یعنی ماخذ کا حوالہ نہ دیا) بعض حضرات وہ ہیں جنہوں نے کتب مناقب کو مفسرین محدثین، متقدمین کی کتابوں سے جمع کیا ہے۔ جیسے مؤلف جواہر العقدین علامہ شریف سمہودی مصری رفع اللہ درجاتہ وہب لنا برکاتہ۔ صاحب کتاب ذخائر العقبیٰ اور مؤلف کتاب مودۃ القربیٰ آپ انساب ثلاثہ کے جامع ہیں۔ آپ کا نام میر سید علی ابن شہاب ہمدانی ہے۔ قدس اللہ سرہٗ وہب لنا

برکاته وفتوحه ۔

بعض حضرات نے فضائل اہل بیت کو ضمناً اپنی کتب میں ذکر کیا۔ جیسے فقیہ فاضل شیخ ابن حجر ہیثمی جو علماء شافعیہ کے نزدیک نہایت قابل وثوق ہیں۔ آپ کی کتاب الصواعق المحرقہ ہے۔ جیسے حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہما اللہ نے کتاب الاصابہ تحریر کی ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب تالیف فرمائی جس کا نام جمع الفوائد ہے۔ اس کتاب کو ان دو بڑی کتابوں سے جو کچھ فضائل اہل بیت تھے اخذ کئے ہیں۔ ان دو بڑی کتابوں میں سے ایک کا نام جامع الاصول ہے جس کو شیخ حافظ مجد الدین ابی السعادات المبارک بن محمد اثیر جزری موصلی نے تالیف کیا ہے۔ صاحب جامع الاصول نے اس کتاب میں ان فضائل اہل بیت کو جمع کیا جو کتب صحاح ستہ میں مذکور تھے۔ دوسری بڑی کتاب کا نام مجمع الزوائد ہے جس کو حافظ نور الدین ابو الحسن علی بن سلیمان ہیثمی نے تالیف کیا۔ آپ نے اس کتاب میں ان مناقب کو جمع کیا جو مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابو یعلی موصلی، مسند ابو بکر بزاز اور طبرانی کے تین معاجم میں تھے کنوز الدقائق کو شیخ عبد الرؤف مناوی مصری نے تالیف کیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی مصری نے الجامع الصغیر تالیف کی ہے۔ کچھ حضرات نے صرف ان احادیث کو جمع کیا ہے۔ جو حضرت القائم مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اس دنیا میں آپ کے تشریف لانے کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ ان حضرات میں ملا علی قاری الخراسانی الھروی وغیرہ ہیں۔

اس کتاب کا مؤلف جو احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دروازہ کا محتاج ہے۔ وہ سلیمان بن ابراہیم المعروف بخواجہ کلاں بن محمد معروف ومشہور بیابا، خواجہ بن ابراہیم بن محمد معروف بن شیخ سید ترسون باقی حسینی بلخی قندوزی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بخشے۔ جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کو بخشے اور ان کے آباء و اجداد اور ان کی ماؤں کو بخشے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے ان لوگوں کو بھی بخش دے جنہوں نے ان کو جنا اس کتاب (ینابیع المودۃ) کو مذکورہ بالا کتب کو ماخذ قرار دے کر تالیف کیا۔ مشہور علماء کی کتب سے احادیث کو اخذ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے تعصب جہل مرکب۔ حق کے پوشیدہ رکھنے سچائی کے انکار، باطل کے اظہار اور بے ہودہ باتوں کے قبول کرنے سے پناہ دے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر سوال کرتا ہوں اور اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میرے قلب میں حق اور سچائی کا الہام کرے۔ مجھے بصیرت اور رشد کی دولت سے نوازے۔ اپنے فضل عظیم اور بے پایاں احسان کی بدولت مجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ اے میرے پالنے والے! میرے سامنے حق کو ظاہر فرما اور اس کے اتباع کی چاشنی سے مجھے آشنا کر دے۔ اے میرے اللہ! باطل کو مجھے باطل کی صورت میں دکھا۔ مجھے اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرما اے جواب دینے والے، اے قرب رکھنے والے! اے دونوں جہاں کے پالنے والے آمین۔ تیری غالب

ذات کا واسطہ، تیرے خوبصورت صفات کا واسطہ، تیرے بڑے نام کا واسطہ، تیرے بڑے عزت والے رسول جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کا واسطہ (میری دعا قبول فرما) میں نے اس کتاب کا نام ینابیع المودۃ (محبت کے چشمے) رکھا، یہ محبت ذی القربیٰ کے لئے ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں جو آل عبا ہیں۔ وہ بہت بڑی سعادت کا وسیلہ ہیں۔ وہ بہت بڑی برکتوں کا منبع ہیں (یہ کتاب صرف) اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کے حصول کی خاطر اور آپ کے اہل بیت کے شفاعت کے حصول کی خاطر تحریر کی۔ تاکہ میں بھی روز قیامت ان کے ہمراہ بہشت عدن میں قیام پذیر ہو سکوں۔ بمصداق حدیث رسول المرء مع من احب قیامت کے روز آدمی اس چیز کے ساتھ ہو گا جس کو وہ دنیا میں دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سوال کرنے والوں پر بے حد مہربان ہے۔ تمام سخیوں سے زیادہ سخی، رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اسی کی ذات کافی ہے۔ وہ ہمارا اچھا نگہبان، اچھا کارساز اور اچھا مددگار ہے۔ میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور چند ابواب پر مرتب کیا ہے۔

مقدمہ

اس بارے میں کہ قرآن، قولِ رسول اور اقوال اصحاب سے آل اور اصحاب پر درود اور سلام ثابت ہے۔" کتاب شفا (قاضی عیاض) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھوالذی یصلی علیکم و ملائکتہٗ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ وہ اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔ اے محمد ان کے مال سے صدقہ لے کر ان کو پاک کرو اور صدقہ کے ذریعہ ان کا تزکیہ کرو اور ان پر درود بھیجو۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اولئك علیہم صلوات من ربھم ورحمۃ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور رحمت ہے۔

۱۔ رسول اللہ نے فرمایا اے اللہ آل ابی اوفیٰ پر رحمت نازل فرما۔ رسول اللہ کے پاس جب لوگ صدقہ کا مال لے کر آئے تھے تو آپ فرماتے تھے۔ اللھم صل علی آل فلانٍ اے اللہ! فلاں قوم پر رحمت نازل فرما۔

۲۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم اپنے غیب اصحاب کے حق میں یوں دعا کیا کرتے تھے۔ اللھم اجعل منك علی فلان صلواتٌ۔ اے اللہ اپنی جانب سے فلاں شخص پر رحمت نازل فرما۔ یہ لوگ نیک ہیں جو رات کو نماز ادا کرتے ہیں۔ اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ انتہی الشفا

۳۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ میرا باپ اصحاب شجرہ میں سے تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی قوم صدقات کا مال لاتی تھی تو آپ فرماتے تھے۔ اے میرے اللہ! فلاں شخص پر اپنی رحمت نازل فرما۔ میرا باپ آپ کی خدمت میں صدقہ کا مال لایا تو آپ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ آل ابی اوفیٰ پر رحمت نازل فرما (جمع الفوائد بحوالہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی)

۴۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میرے اور میرے شوہر کے حق میں دعا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہارے شوہر

پر رحمت نازل کرے (بحوالہ سنن ابوداؤد)

۵۔ ابوہریرہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب تک آدمی نماز میں مشغول رہتا ہے۔ اس وقت تک اس کے حق میں فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور یوں کہتے ہیں اے اللہ اس شخص پر رحمت نازل فرما اور اس پر رحم کر۔ (جمع الفوائد باب فضل الصلوات بالجماعت)

۶۔ ابوامامہ نے رسول اللہ کی خدمت میں دو آدمیوں عالم اور عابد کی فضیلت کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تمہارے ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے زمین اور آسمانوں میں رہنے والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں، مچھلیاں سمندر میں، سب کے سب لوگوں کو تعلیم دینے والے کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ (ترمذی)۔ (باب اطاعت امام)

۷۔ عوف رسول کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:۔
تمہارے اچھے امام وہ لوگ ہیں جن کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ تمہیں دوست رکھتے ہیں، تم ان کے حق میں دعا کرتے ہو، وہ تمہارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ برے امام وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں۔ تم ان پر لعنت کرتے ہو۔ وہ تم پر لعنت کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ انہیں ختم کیوں نہ کر دیں۔ فرمایا نہیں۔ جب تک تم میں نماز کو قائم رکھیں۔ (مسلم)

۸۔ کتاب اصابہ میں سعد بن عبادہ کے حالات میں احمد قیس بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے، اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ پھر فرمایا اے میرے اللہ! اپنی رحمت آل سعد بن عبادہ پر نازل فرما۔

۹۔ ابوداؤد نے قیس بن سعد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے اللہ اپنی صلوٰۃ اور رحمت آل سعد بن عبادہ پر نازل فرما۔

۱۰۔ کدیر قیسی صحابی کے حالات میں تحریر ہے کہ آپ تشہد نماز میں کہا کرتے تھے اے اللہ نبی اور وصی پر اپنی رحمت نازل فرما۔

۱۱۔ میثم تمار کے حالات میں تحریر کیا گیا ہے۔ آپ کی عادت تھی جب حضرت علی کا ذکر کرتے تھے تو آپ پر درود بھیجا کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دیوان میں یہ اشعار تحریر ہیں۔ جس میں حضرت علی نے قریش سے خطاب کرتے ہوئے اپنے چچا حمزہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہو) کے حق میں فرماتے ہیں۔
(اے کفار) تعجب ہے تم نے کس ذات کو شہید کیا ہے۔ وہ نیک بخت لوگ تھے اور انہوں نے اچھائی کو پا لیا ہے۔

ان کے لیے پاک پاکیزہ جنت الفردوس ہے۔ جہاں انہیں نہ گرمی ستائے گی نہ سردی۔

جب ان کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پہ نازل ہو۔ حق کی حمایت میں پہلے بھی بہت سے معرکوں میں شامل ہوئے تھے۔

یہ لوگ ایسے ہیں کہ رسول اللہ سے وفا کی اور مصائب برداشت کئے۔ بلند کردار کے مالک تھے ان میں حضرت حمزہ شیر خدا ہیں۔

ان کا قتل ہونا ایسا نہیں ہے جیسے میں کفار کو قتل کرتا ہوں میں تو انہیں سیدھا بھڑکتی ہوئی دوزخ میں ڈالتا ہوں جہاں جہنم کے فرشتے ان کے انتظار میں ہیں۔

فتوحات مکیہ کے شروع میں شیخ اکبر (محی الدین عربی) نے اپنے ہاتھ سے حضرت علی کے ذکر کے تحت لفظ صلی اللہ علیہ علی کے نام کے ساتھ الگ تحریر کیا ہے۔

ان آیات اور احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ صلوٰۃ اور سلام انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ شرعی دلیل یہ ہے۔ کہ رسول اللہ نے نماز میں حکم دیا ہے کہ اس طرح درود پڑھا کرو۔

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک علی محمد وعلی آل محمد

اے اللہ رحمت نازل کر محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور برکت دے محمدؐ کو اور محمدؐ کی آل کو۔ سلام ہم پہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پہ ہو۔

دوسری شرعی دلیل یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے وقت کہنا پڑتا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ مسلمان کو ملاقات کے وقت بھی السلام علیکم کہنا پڑتا ہے۔

مسلم بھائی کے پاس ایلچی کے ذریعہ یا خط کے ذریعہ سلام بھیجا جاتا ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ صلوٰۃ اور سلام انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ مختص ہے۔ یہ بات تعصب کی وجہ سے پیدا ہوئی اور اُمت کے پھوٹ کے وقت پیدا ہوئی ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں تعصب کی وبا سے محفوظ رکھے۔

۱۲۔ امام جعفر صادق نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر میں ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی میں فرمایا ہے کہ صلوات اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو تو نبی کے لئے دعا ہوتی ہے۔

۱۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر ادھورا درود نہ بھیجا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا وہ ادھورا درود کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو کہتے ہو اللھم صلی علی محمد، آل کو چھوڑ جاتے ہو یہ ادھورا درود ہے۔ بلکہ یوں کہا کرو اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمدؐ (بحوالہ جواہر العقدین، صواعق محرقہ)

۱۴۔ حافظ ابو نعیم اور مفسرین کی ایک جماعت مجاہد اور ابو صالح سے روایت کرتی ہے۔ وہ دونوں حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا آل لیسین سے مراد آل محمد ہے اور لیسین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔

۱۵۔ کتاب اخبار عیون الرضا میں ریان بن صلت سے روایت ہے کہ امام علیؑ بن موسیٰ کاظم مامون کے دربار میں تھے آپ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی، سلام علی آل یسین۔ آپ نے فرمایا، مجھے میرے باپ نے ان سے ان کے آباء نے وہ حضرات حضرت امیرالمومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یاسین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔ اور ہم لوگ آل یسین ہیں۔ وہ عام لوگ جو آپ کے ارد گرد بیٹھے انہوں نے کہا کہ اس میں کسی نے شک نہیں کیا کہ یاسین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ امام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑی فضیلت دی ہے۔" کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی آل میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے سوا کسی نبی کی آل پر سلام نہیں بھیجا۔ اور کہا ہے سلام علی آل یسین۔ یاسین کی اولاد پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو حضرت الیاس نبی علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اور کہا سلامٌ علی آل یسین۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مراد اس آیت سے یہی نبی الیاس مقصود ہوتے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس طرح بیان فرماتے۔ سلام علی الیاس۔ اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے الیاس کی جمع پر سلام کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ الیاس واحد ہے جمع نہیں ہے۔ باوجود اس کے اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ الیاس تین یا اس سے زیادہ تھے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتا۔ سلام علی الالیاسین۔ معرب لام کے ساتھ کرنے یہ قاعدہ ہے کہ جمع کی تعریف الف اور لام کے ساتھ آتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مومنین صابرین کو صلوات اور رحمت کی بشارت دی ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوات اور رحمت کے زیادہ سزاوار اور لائق ہیں۔ جب مومنین کی صلوات سے مراد دعا ہے تو یہ بات نہایت مناسب اور بہتر ہے۔ مومن اپنی دعا کی تکمیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے کریں اور آپ کی آل کو بھی ساتھ شامل کریں۔

آئمہ اہل بیت علیہم السلام اپنی مناجات اور دعاؤں میں آل کو درود میں ساتھ شامل فرماتے تھے۔ اور یوں کہتے تھے اللھم صل علی محمد وال محمد۔ لفظ علی کو دوبارہ لایا جائے یا بغیر لفظ علی کے حرف واؤ کے عطف کو کافی سمجھا جائے (مؤلف کتاب کے نزدیک دونوں صورتیں ٹھیک ہیں) بعد میں علمائے کرام نے اس بات کی اصطلاح بنالی کہ جب انبیاء اور فرشتوں کا ذکر کرتے تھے تو ان پر صلوات اور سلام بھیجتے تھے۔ (ان کے نام کے آگے علیہم الصلوٰۃ والسلام کہتے تھے) آل اور اصحاب کے ذکر کے وقت ان کے نام کے آگے رضی اللہ عنہم کہتے تھے۔

اس اصطلاح میں مضائقہ تو نہیں ہے لیکن کثرت ثواب اور رجا اجر اس بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

فرمان کی متابعت کرتے ہوئے آل محمد پر بھی سلام بھیجنا چاہیئے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا "سلام علی الیاسین" آل یاسین پر سلام ہو۔ نیز فرمایا "ھوالذی یصلی علیکم وملئکتہ" اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمتہ" ان لوگوں پر ان کے رب کی جانب سے صلوات اور رحمت ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی متابعت بھی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا "اللھم صلی علی ال ابی اوفی وال فلان" اے اللہ ال ابی اوفی اور آل فلاں پر رحمت نازل فرما۔ جس شخص نے یوں کہا "اللھم صلی علی حمزہؑ یا علی علیؑ" اے اللہ حمزہؑ پر رحمت نازل کر یا کہا علیؑ پر رحمت نازل کر یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور کے حق میں کہا یا یوں کہنا:-

صلوات اللہ علیہ یا صلی اللہ علیہ یا سلام اللہ علیہ یا علیہ یا علیہم السلام ضمیر واحد یا جمع کے ساتھ کہا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پوری پیروی کی۔

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو حکم دیا ہے کہ نماز کے تشہد میں درود بھیجتے وقت آپ کے اسم گرامی کے ساتھ آپ کی آل کو بھی درود میں شامل کیا کریں۔ امت کو منع فرما دیا تھا کہ آپ پر ادھورا درود نہ بھیجا کریں۔

جس شخص نے اپنی دعا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے مکمل کیا اور اس کی آل کو آپ کے نام کے ساتھ شامل کیا۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کمال رضامندی کو حاصل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بے شمار اجر عطا کرے گا۔ کیونکہ رسول اللہ آل میں سے ہیں اور آل رسول اللہ سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ نے اپنی ذات مقدسہ اور بزرگ کو آل میں داخل کیا ہے۔

۱۶۔ کتاب اصابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام مہران کے حالات کے تحت علامہ توری عطا بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ام کلثوم کی خدمت میں صدقہ کی کوئی چیز لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہم آل محمد ہیں، صدقہ ہم پر حرام ہے۔ کسی قوم کا خادم اس قوم میں شمار ہوتا ہے۔

۱۷۔ اسی کتاب اصابہ میں رشید بن مالک کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص ایک تھال میں کچھ خرمے لایا۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ صدقہ ہے۔ آپ نے اس کو لوگوں کو دے دیا۔ امام حسن علیہ السلام موجود تھے۔ آپ نے ایک خرمہ کو لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے دہن اقدس میں انگلی ڈال کر خرما کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا ہم آل محمد ہیں ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔

۱۸۔ جواہر العقدین میں امام حسن بن علی سے روایت ہے کہ میں اپنے نانا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ہمارے پاس صدقہ کا مال آیا۔ میں نے اس سے ایک خرما لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ میرے نانا رسول اللہ نے اپنا ہاتھ میرے منہ میں ڈال کر اس خرما کو لعاب سمیت باہر نکال دیا اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہم آل محمد ہیں۔ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ اس روایت کو احمد اور طحاوی نے قوی اور جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۹۔ حافظ جمال الدین زرندی نے ابوطفیل اور جعفر بن حیان سے روایت کی ہے۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا "اے لوگو! میں اس کا فرزند ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تھا۔ میں اس اہل بیت میں سے ایک فرد ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کو دور رکھا تھا اور ان کو مکمل طور پر پاک و پاکیزہ بنا دیا تھا۔ میں اس اہلبیت کا ایک فرد ہوں جن پر جبرائیل نازل ہوتا تھا۔ اس اہل بیت میں سے ایک ہوں جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ و من یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسناً۔

اے محمد ﷺ کہدو کہ میں تم سے اجر رسالت اس کے سوا اور کوئی نہیں چاہتا۔ مگر یہ کہ میرے قرابتداروں سے محبت کرو جو شخص نیکی حاصل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے۔ نیکی حاصل کرنا ہماری محبت ہے جب خداوند عالم کی یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما تو لوگوں نے عرض کی۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجی جائے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس طرح کہو اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہم پر صلوٰۃ فریضہ واجبہ کی طرح بھیجے جس طرح رسول اللہ کے لئے غنیمت کا خمس حلال ہے۔ اس طرح ہمارے لئے حلال ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدقہ حرام ہے اسی طرح ہم پر حرام ہے۔ میرے نانا رسول اللہ نے مباہلہ کے دن اپنے نفس کی جگہ میرے باپ کو، اپنے بیٹوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی حسینؑ کو اپنی عورتوں کی جگہ میری ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو لے گئے تھے۔ ہم رسول اللہ کے اہل ہیں۔ ہم آپ کا گوشت اور خون ہیں۔ ہم رسول اللہ سے ہیں۔ اور رسول اللہ ہم سے ہیں۔ رسول اللہ طلوع صبح کے وقت ہر روز ہمارے گھر پر تشریف لاتے تھے۔ اور فرماتے تھے تم پر درود ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے۔" حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن کان علی بینتہ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ

میرے نانا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلیل لے کر آئے ہیں۔ اور میرے باپ رسول اللہ کے

ساتھ ساتھ آئے ہیں اور رسول اللہ پر گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو حکم دیا کہ حج کے زمانہ میں سورت برأت کی تبلیغ میرا باپ سرانجام دے۔

جب میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے باپ اور آپ کے بھائی جعفر اور آپ کے غلام زید اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کے متعلق فیصلہ کیا تھا تو میرے باپ سے فرمایا تھا اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں میرے بعد تم ہر مومن کے سردار ہو۔ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہو۔ سابقین سے سابق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سابقین کو متاخرین پر فضیلت عطا کی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سابقین سے سابق کو سابقین پر فضیلت دی ہے۔ رسول اللہ پر ہماری نانی خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سوا میرے باپ سے ایمان لانے میں کسی نے سبقت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان اور اپنی رحمت کی وجہ سے تم پر فرائض مقرر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان باتوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ اس کی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ نہ آپ کو پاک سے جدا کرتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کا امتحان لے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ (ناسزا باتیں ہیں) ان کو مٹا دے تاکہ تم بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف دوڑو اور جنت میں ایک دوسرے پر فضیلت والے مقام میں قیام رکھو۔

۲۰۔ امام احمد بن حنبل نے مسند مناقب میں نیز موفق خوارزمی نے تحریر کیا ہے۔ دونوں عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بنو ولیعہ تمہیں بچتے رہنا چاہیئے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسے آدمی کو روانہ کروں گا جو مجھ جیسا ہوگا۔ میرے حکم کو تم میں نافذ کریگا (تم سے) جہاد کرے گا (تمہاری) اولاد کو قید کرے گا۔ رسول اللہ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ ابن احمد نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

۲۱۔ کتاب عیون الاخبار میں ریان بن صلت سے روایت ہے۔ امام علی رضا نے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فمن حاجک فیه من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔

رسول اللہ نے حضرت علی، حسن، حسین اور حضرت فاطمہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا وعلیہم کو ساتھ لیا تھا۔ رسول اللہ نے انفسنا سے نفس علی مراد لیا تھا۔ نیز اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی دلالت کرتا ہے "بنو ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے۔ ورنہ ان کے پاس ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو میری مانند ہوگا"۔ یہ خصوصیت صرف حضرت علی کو ہے اس میں کوئی بشر بھی شامل نہیں ہو سکتا۔ ان دلائل سے یہ بات صاف ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل کو اپنی ذات کے ساتھ شامل کیا تھا۔ جس شخص نے درود یا سلام آپ کی آل پر

بھیجا گویا کہ اس نے درود اور سلام آپ کی ذات مقدسہ پر بھیجا کیونکہ رسول اللہ ان میں سے ہیں اور وہ لوگ رسول اللہ سے ہیں۔ جس نے درود یا سلام میں رسول اللہ کے ساتھ آپ کی آل کو شامل کیا گویا کہ اس نے مکمل درود اور سلام رسول اللہ پر بھیجا۔

باب ۱

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے اول ہونے کے بیان میں)

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ اے محمد ان سے کہدو کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فرزند بھی مان لیا جائے تو سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہوں"!

۱۔ کتاب اصحابہ میں تحریر ہے میسرۃ الفجر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول متی کنت نبیاً آپ زیور نبوت سے کب آراستہ کئے گئے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا "میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے منازل طے کر رہے تھے"۔

۲۔ جمع الفوائد میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ لوگ مختلف درختوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں اور علی ایک درخت سے پیدا کئے گئے ہیں۔

۳۔ کتاب اوسط میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر نبوت کب واجب ہوئی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے (بحوالہ ترمذی)

۴۔ وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اول ما خلق اللہ نوری۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ روحی۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ العقل۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ القلم۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا تھا۔ اول ما خلق اللہ نور نبیک یا جابر "اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تھا"۔ ان سب احادیث سے مراد حقیقت محمدیہ کی خلقت ہے جو تکمیل کے درجات طے کر رہی تھی۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح تھی۔ رسول اللہ کی وہ حدیث

کہ میں اس وقت نبی تھا، جب حضرت آدم پانی اور مٹی سے خمیر کئے جا رہے تھے۔ یہ تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے اول ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۵۔ مشکوٰۃ میں ریاض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین تھا جس وقت آدم مٹی میں خمیر کئے جا رہے تھے۔ میں عنقریب تم کو اس بات کی حقیقت بتاؤں گا دعوت ابراہیم میں ہوں۔ بشارت حضرت عیسیٰ میں ہوں۔ اپنی ماں کا خواب میں ہوں۔ جو مجھے جنتے وقت دیکھا تھا۔ آپ سے ایک نور بلند ہوا تھا جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہر ایک نبی کی ماں نے خواب دیکھی ہے۔ (بحوالہ شرح السنۃ اور احمد)

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ اور دادا علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے چچا حسن سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ میرے اہل بیت میرے نور سے پیدا کئے گئے۔ باقی تمام لوگ آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (جمع الفوائد بحوالہ احمد، کبیر، بزار اور اسحٰق بن اسماعیل نشاپوری)

۷۔ ابوالحسن علی بن محمد معروف ابن مغازلی واسطی، شافعی اپنی کتاب مناقب میں سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور علیؑ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک نور کی شکل میں موجود تھے۔ آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے یہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی پشت میں ودیعت کر دیا۔ میں اور علیؑ برابر ایک ہی شکل اور صورت میں رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صلب عبدالمطلب میں دو ٹکڑوں میں جدا کر دیا۔ مجھ میں نبوت کو قرار دیا اور علیؑ کو امامت عطا کی۔ اس حدیث کو دیلمی نے اپنی کتاب الفردوس میں حضرت سلمانؓ سے روایت کیا ہے۔

۸۔ نیز ابن مغازلی سالم بن ابی جعد سے وہ ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ نور کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے داہنی طرف اور اللہ کے حضور میں حضرت آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے موجود تھے۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتا تھا۔ میں اور علیؑ برابر ایک صورت میں رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو حصوں میں صلب عبدالمطلب میں جدا کر دیا۔ ایک جزو میں ہوں اور ایک جز علی ہیں۔

۹۔ فرائد السمطین میں حموینی نے زیاد بن منذر سے وہ ابوجعفر امام محمد باقر سے وہ اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا حسین بن علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ سے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم

لوگ اللہ کے حضور میں ایک نور کی شکل میں موجود تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں ودیعت کیا۔ لگاتار اللہ تعالیٰ اس نور کو ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ اس نور کو حضرت عبدالمطلب کی پشت میں ٹھہرایا پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو صلب عبداللہ میں اور دوسرے حصے کو میرے چچا ابوطالب کی پشت میں قرار دیا۔ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے۔ اس حدیث کو بعینہٖ موفق خوارزمی نے نقل کیا ہے

۱۰۔ موفق بن احمد خوارزمی، اعمش سے وہ ابووائل سے وہ ابن مسعود سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس میں اپنی روح کو داخل فرمایا۔ اس بات پر حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آگئی۔ آپ نے کہا الحمدللہ۔ خداوند عالم نے آدم کی طرف وحی کی (اے آدم) تم نے میری حمد بیان کی ہے۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم اگر مجھے اپنے دو بندوں کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو تمہیں بالکل پیدا نہ کرتا۔ آدم نے عرض کیا۔ اے میرے معبود وہ دونوں تجھ سے ہوں گے فرمایا ہاں آدم تم سے پیدا ہوں گے۔ ذرا اپنی آنکھ کو بلند کر کے اوپر دیکھو۔ حضرت آدم کیا دیکھتے ہیں کہ دامن عرش پر یہ عبارت تحریر ہے۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ھو نبی الرحمۃ وعلیؑ مقیم الحجۃ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی رحمت ہیں۔ اور علی حجت کے قائم کرنے والے ہیں۔

۱۱۔ حموینی نے سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جو حضرت علی سے فرما رہے تھے (اے علیؑ) تم اور میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

باب ۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادا کی شرافت

یہ لوگ اچھا گروہ، اچھا قبیلہ اور اچھے زمانہ میں تھے
رسول اللہ کا نسب پاک تھا اور آپ کے اہل بیت
طاہر و پاکیزہ تھے۔ حضرت عباس کی مدح اور حدیث
جابر کے بیان میں۔

۱۔ نہج البلاغہ میں حضرت علی کا ایک خطبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی صفت میں منقول ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں (اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اچھی جگہ ودیعت کیا۔ بہترین قرارگاہ

میں ان کو مقیم کیا۔ یہ حضرات بزرگ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ اگر ان میں سے کوئی بزرگ دنیا سے انتقال کر جاتا تو دوسرا اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی۔ آپ کو بہترین کان سے نکالا۔ بہترین درخت کی جڑ قرار دیا۔ اس بہترین درخت کی ٹہنیوں سے نبیوں کو پیدا کیا۔ اور اسی سے امین لوگوں کو پیدا کیا۔ محمد کی اولاد بہترین اولاد ہے۔ محمد کی جڑ بہترین جڑ ہے۔" محمد کا درخت بہترین درخت ہے (اللہ تعالیٰ کے) حرم میں پیدا ہوا (اللہ تعالیٰ کے) کرم کی آبیاری سے سیراب ہوا جس کی شاخیں بہت لمبی ہیں۔ اس کے پھل کو کوئی حاصل نہیں کر سکتا (اہل بیت کے مدارج پر کوئی فائز نہیں ہو سکتا) وہ پرہیزگاروں کے امام ہیں، ہدایت کرنے والوں کے لئے بصیرت ہیں۔ روشن چراغ ہیں جس کی روشنی ہمیشہ پھیلی رہتی ہے۔ بلند ہونے والی روشنی ہیں جو برابر ضوفگن رہتی ہے۔ ایسا چقماق ہیں جس سے بجلی نکلتی رہتی ہے۔ اس کی چال درمیانہ ہے۔ اس کا طریقہ ہدایت ہے۔ آپ کا کلام صدق پر محمول۔ آپ کا حکم انصاف پر مبنی (اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس زمانے میں بھیجا جب انبیاء کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ جب عمل صالح ٹھوکریں کھا رہا تھا، قومیں گمراہ ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر (اے لوگو!) رحم کرے۔ نبی کے بتائے ہوئے راستہ پر عمل بجالاؤ۔ راستہ واضح ہے جو سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے (تم ایک ایسے زمانہ میں لاپرواہی اور سستی سے کام لے رہے ہو صحیفے کھلے ہوئے ہیں قلم جاری ہیں۔ بدن صحیح و سالم ہیں۔ زبانیں آزاد ہیں۔ توبہ سنی جا سکتی ہے۔ اور اعمال قبول کیے جا سکتے ہیں")

۲۔ سنن ابو عیسیٰ ترمذی کے باب مناقب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیمؑ سے حضرت اسمٰعیلؑ کو منتخب کیا اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب کیا۔" یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ جمع الفوائد میں اس طرح تحریر ہے۔

۳۔ عبد اللہ بن حارث عباس بن عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول قریش اپنی قیام گاہوں میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے اپنے فضائل بیان کرتے ہیں، آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ محمد کی مثال اس کھجور کے درخت کی مانند ہے جو کھیتی نہ دینے والی زمین پر اگ گیا ہو۔ یہ سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے بہترین فرقہ میں جانبین سے بہتر قرار دیا۔ پھر مجھے بہترین قبائل میں قرار دیا۔ پھر مجھے بہترین قبیلہ میں قرار دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اچھے گھروں کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے اچھے گھر میں قرار دیا۔ میں ان سے نفس کے لحاظ اور گھر کے لحاظ سے

افضل ہوں۔" نیز یہ حدیث جمع الفوائد میں مذکور ہے۔

۴۔ عبد المطلب بن ودعہ سے روایت ہے کہ عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ نے عباس سے کوئی بات سماعت فرمائی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا: تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ حاضرین نے عرض کیا آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے ان لوگوں میں قرار دیا جو بہتر تھے۔ پھر ان کے دو فرقے بنائے۔ تو مجھے ان میں سے اچھے فرقہ میں قرار دیا۔ پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے اچھے قبیلہ میں قرار دیا۔ پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا۔ مجھے اچھے گھر میں قرار دیا اور میں ان سے نفس کے اعتبار سے افضل ہوں۔" یہ حدیث ہے حق ہے، مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔

۵۔ عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم سے روایت ہے کہ عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ناراضگی کے عالم میں حاضر ہوئے اور میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا (اے عباس) تمہیں کس بات نے ناراض کیا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمارے بارے میں قریش کو کیا کدورت ہے؟ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہشاش بشاش چہرے سے ملتے ہیں جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کی یہ حالت نہیں ہوتی۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک آدمی تمہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دوست نہ رکھے گا اس وقت تک اس کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا اے لوگو! جس شخص نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ کسی انسان کا چچا اس کے باپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ انتہی ترمذی

۶۔ جمع الفوائد کے شروع باب سیر اور مغازی میں تحریر ہے کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول میں چاہتا ہوں کہ آپ کی توصیف بیان کروں۔ رسول اللہ نے فرمایا بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بند نہ کرے۔ حضرت عباس نے مندرجہ ذیل اشعار بیان کیے:۔

(اے محمدؐ) کائنات کی خلقت سے پہلے جب تمام دنیا تاریک تھی آپ اس وقت موجود تھے۔ پاک پاکیزہ اور روشن تھے۔ جب تمہیں ایک ایسے ظرف میں سپرد کر دیا گیا تھا جو پتے توڑ توڑ کر اپنے جسم کو ڈھانپ رہا تھا (مراد حضرت آدم ہیں) پھر اے محمدؐ آپ کائنات میں ایسی شکل میں تشریف لائے نہ تو آپ بشر کی اصلی صورت میں نمودار تھے۔ نہ گوشت تھے۔ نہ جما ہوا خون تھے۔

بلکہ آپ نطفہ کے لباس میں ملبوس ہو کر کشتی (نوح) پر سوار تھے۔ آپ نے قوم نوح کے بت کو جس کا نام نسر تھا لگام دے رکھی تھی۔ حالانکہ اس بت کے پجاری غرق ہو چکے تھے۔ جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ پوشیدہ صورت میں اس آگ میں ایک خول میں بند ہو کر ڈالے گئے تھے۔ اس آگ نے آپ کا کچھ بھی نہ بگاڑا تھا۔ آپ پے در پے صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے .... آپ جب پیدا ہوئے تو ایسی چمک اٹھی اور آپ کے نور سے آسمان روشن ہو گیا۔ ہم اس روشنی اور نور میں موجود ہیں۔ ہدایت کے راستوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

۷۔ مناقب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔
"اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر اس پر اپنے نور کا چھینٹا دیا جس پر نور کا قطرہ پڑا وہ ہدایت پا گیا اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔" پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس حدیث کی تفسیر یوں فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی خلقت اور کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو عدم سے موجودات کو صفحہ ہستی پر لا کر زمین اور آسمان کے وجود سے پہلے ان کی شکلوں کو اڑتے ہوئے غبار کی صورت میں پیدا کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے ملکوت میں اکیلا اپنے جبروت میں تن تنہا تھا۔ اپنے نور سے ایک اور نور کو پیدا کیا۔ وہ نور پیچ و تاب کی صورت میں چمک کر بلند ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ان پوشیدہ شکلوں کے درمیان جمع کیا۔ وہ شکلیں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آمنے سامنے ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ سے کہا تم میرے چنے ہوئے اور منتخب ہو۔ تمہارا نور میرے نزدیک ثابت ہے۔ تم میری ہدایات کے خزانہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو غیب کے پردے میں پوشیدہ کر دیا۔ اپنے علم کے پوشیدہ پردے میں ان کو ڈھانپ دیا۔ پھر دنیا کا بچھونا بچھایا۔ زمانہ کو اس میں دوڑایا۔ پانی کو جاری کیا۔ اس کی جھاگ کو بلند کیا۔ ہوا کا جھکڑ چلایا۔ عرش پانی پر بلند ہوا۔ زمین کا فرش پانی کے دوش پر بچھا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیدا کردہ اور ایجاد کردہ طور سے فرش کو پیدا کیا۔ اب ظاہری صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو اپنی توحید کے ساتھ ملا دیا۔ پھر وہ نور (محمدؐ) تمام عوالم میں منتقل ہوتا رہا۔ ایک دنیا کے بعد دوسری دنیا میں، ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ میں، ایک صدی کے بعد دوسری صدی میں حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقی شکل میں آخر زمانہ میں ظاہر کیا۔ یہ کلام میرے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مطابق ہے جس میں حضرت عباس نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسولؐ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ کی مدح کروں تو رسول اللہ نے فرمایا تھا اے عباس اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو بند نہ کرے حضرت عباس نے عرض کیا تھا اے محمدؐ آپ کائنات کی پیدائش سے پہلے جبکہ تمام فضا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی پاک و پاکیزہ تھے اور اس ظرف میں ودیعت تھے جو پتے توڑ کر اپنا جسم چھپا رہا تھا الخ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہمارے

نبی کی آل فیضان اقدس سے اپنی روحانی طاقت کے زور سے امداد طلب کرتی رہتی ہے۔ اور تمام کائنات کی امداد کرتی ہے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے عبادت گزار بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قل ان کان للرحمان ولداً فانا اول العابدین میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ سب سے پہلا وجود جو حقیقت ہادیہ جامعہ اور تمام عالم پر محیط ہونے کی صورت میں ظاہر ہوا وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ باقی انبیاء علیہم السلام طرف ہدایت ہیں۔ ان کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک منزلت اور عزت اس قدر ہے جس قدر ان کی ہدایت کا حلقہ وسیع تھا۔ مثلاً کسی نبی کے ہزار پیرو تھے کسی کے زیادہ اور کسی کے اس سے بھی کم۔ اگر روز ازل سے اللہ تعالیٰ کا مخلوقات کو اطاعت کے لئے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو دنیا میں کوئی چیز بھی موجود نہ ہوتی جو چیز اصل میں موجود نہ ہو وہ فرع میں بھی موجود نہیں ہوتی۔

۸۔ کتاب ابکار الافکار مؤلفہ شیخ صلاح الدین بن زین الدین بن احمد مشہور ابن صلاح حلبی قدس اللہ سرہ میں جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:۔

سألت رسول الله صلى الله عليه وآله عن اول شيء خلقه الله تعالى قال. هو نور نبيك يا جابر خلقه الله ثم خلق منه كل خير وخلق بعده كل شيء وحين خلقه اقامه مقام القرب اثني عشر الف سنة ثم جعله اربعة اقسام فخلق العرش من قسم والكرسي من قسم وحملة العرش وخزنة الكرسي من قسم واقام القسم الرابع في مقام الحب اثني عشر الف سنة ثم جعله اربعة اقسام فخلق القلم من قسم واللوح من قسم والجنة من قسم واقام الرابع في مقام الخوف اثني عشر الف سنة ثم جعله اربعة اجزاء فخلق الملائكة من جزء والشمس من جزء والقمر والكواكب من جزء واقام الجزء الرابع في مقام الرجاء اثني عشر الف سنة ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء والعلم والحلم من جزء والعصمة والتوفيق من جزء واقام الجزء الرابع في مقام الحياء اثني عشر الف سنة ثم نظر الله تعالى اليه فترشح ذلك النور عرقاً فقطرت منه مائة الف وعشرون الفاً واربعة الاف قطرة من النور فخلق الله سبحانه من كل قطرة روح نبي ورسول ثم تنفست ارواح الانبياء فخلق الله من انفاسهم ارواح الاولياء والشهداء والسعداء والمطيعين الى يوم القيامة فالعرش والكرسي وحملة العرش وخزنة الكرسي من نوري والقلم واللوح والكروبيون والروحانيون من الملائكة والجنة وما فيها من النعيم من نوري وملائكة السموات السبع والشمس والقمر والكواكب من نوري والعقل والعلم

والحلم والعصمة والتوفيق من نوری وارواح الانبیاء والرسل من نوری وارواح الاولیاء والشھداء والسعداء والصالحین من نتائج نوری ثم خلق الله اثنی عشر الف حجاب فاقام الله الجزء الرابع من نوری فی کل حجاب الف سنة وھی حجاب الکرامة والھیبة والرحمة والرفعة والعلم والحلم والوقار والسکینة والصبر والصدق والیقین. فلما اخرجه من ھذه الحجب اضاء نوری الارض من المشرق الی المغرب کالسراج فی اللیل المظلم ثم خلق آدم علیه السلام واودع نوری فی صلبه متلألأ فی جبینه وسبابته سال الله عن ھذا النور قال انه نور محمد ولدك ثم انتقل النور منه الی صلب شیث علیھما السلام وھذا ینقل الله نوری من طیب الی طیب ومن طاھر الی طاھر الی ان وصله الله الی صلب ابی عبدالله بن عبدالمطلب ومنه اوصله الله الی رحم امی آمنة ثم اخرجنی الی الدنیا فجعلنی سید المرسلین وخاتم النبیین ومبعوثا الی کافة الناس اجمعین ورحمة للعالمین وقائد الغر المحجلین ھذا کان بدء خلقة نبیك یا جابر

جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے جابر تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تو اس میں ہر قسم کی بھلائی ودیعت کر دی۔ تمہارے نبی کی خلقت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ جب تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تو بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا۔ پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے عرش کو خلق کیا۔ دوسرے حصے سے کرسی کو پیدا کیا۔ تیسرے حصے سے عرش اُٹھانے والوں اور کرسی کے نگہبانوں کو پیدا کیا۔ بقیہ چوتھے حصے کو پھر مقام حب میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ سے قلم پیدا کیا۔ دوسرے حصہ سے لوح کو خلق فرمایا۔ تیسرے حصے سے بہشت کو پیدا کیا۔ پھر بقیہ چوتھے حصہ کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اس حصہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے فرشتوں کو دوسرے سے سورج کو تیسرے سے چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ پھر بقیہ چوتھے حصے کو مقام رجا میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اس کے چار حصے کئے ایک حصہ سے عقل، دوسرے سے علم اور حلم کو، تیسرے سے عصمت اور توفیق کو پیدا کیا، پھر بقیہ چوتھے حصے کو تقسیم کر کے مقام حیا میں بارہ ہزار سال رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کی طرف اپنی نگاہ دوڑائی اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے ٹپکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی اور رسول کی روح کو پیدا کیا انبیاء کی روحوں نے سانس لیا ان کی سانس سے اللہ تعالیٰ نے ارواح اولیاء، شہداء، سعداء اور اطاعت

کرنے والوں کی روحوں کو پیدا کیا جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ عرش، کرسی، عرش اٹھانے والے اور کرسی کے نگران فرشتے میرے نور سے خلق ہوئے ہیں۔ قلم، لوح، کروبین، روحانیین، فرشتے، جنت اور تمام وہ نعمتیں جو اس میں مہیا ہیں میرے نور سے پیدا کی گئی ہیں۔ عقل، علم، حلم، عصمت اور توفیق میرے نور سے پیدا ہوتے ہیں۔ انبیا اور رسولوں کی روحیں میرے نور سے خلق کی گئی ہیں۔ اولیاء، شہداء، نیکوکار اور صالحین کی روحیں میرے نور کے نتائج سے پیدا کی گئی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے خلق فرمائے۔ پھر نور کے بقیہ چوتھے حصے کو ہر پردے میں ایک ایک ہزار سال رکھا اور یہ پردے کرامت، سعادت، ہیبت، رحمت، رفعت، علم، حلم، وقار، سکینہ، صبر، صدق اور یقین کے تھے جب ان پردوں سے میرے نور کو نکالا تو تمام زمین میرے نور سے مشرق سے لے کر مغرب تک اس طرح روشن ہو گئی جیسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چراغ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ میرے نور کو اس کی صلب میں ودیعت کر دیا۔ میرا نور آدم کی پیشانی اور سبابہ انگلی میں چمکا۔ حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ سے اس نور کے بارے میں دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے کہا (اے آدم) یہ تیرے فرزند حضرت محمدؐ کا نور ہے پھر وہ نور شیث علیہ السلام کی صلب میں منتقل ہوا۔ اسی طرح میرا نور ایک پاک صلب سے دوسری پاک صلب اور ایک پاکیزہ پشت سے دوسری پاکیزہ پشت کی طرف منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو میرے باپ عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں پہنچا دیا، وہاں سے میری ماں آمنہ کی رحم میں منتقل ہوا۔ پھر مجھے ظاہری شکل میں دنیا میں مولوں کا سردار، خاتم النبیین، تمام لوگوں کا ہادی، تمام کائنات کے لئے رحمت، چمکتی ہوئی پیشانیوں والوں کا رہنما بنا کر بھیجا۔ اے جابر اس طرح تیرے نبی کی خلقت ہوئی۔"

۹۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی کتاب الکبریت الاحمر کی شرح میں شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ اللھم صلی علی محمد کی شرح میں تحریر کرتے ہیں۔ مخلوق کی خلقت سے پہلے آپ کا نور پیدا کیا گیا۔ کائنات کے لئے ظاہری شکل میں آپ کا تشریف لانا باعث رحمت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی سبقت اور تقدم میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں۔ میں صرف ایک حدیث کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ پھر آپ نے جابر بن عبداللہ کی ذکر کردہ حدیث کو آخر تک تحریر کیا ہے۔

۱۰۔ الکبریت الاحمر کی شرح میں شیخ سمنانی حکیم ترمذی، طبرانی، بیہقی اور حافظ ابو نعیم کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو دو قسموں میں پیدا کیا۔ مجھے ان میں سے اچھی قسم میں قرار دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال میں اصحاب یمین میں سے ہوں بلکہ میں اصحاب یمین سے بہتر ہوں۔ پھر دو قسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان تینوں میں جو بہتر حصہ تھا اس میں قرار دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔ فاصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون اولئک المقربون۔ میں سابقین میں سے ہوں بلکہ ان سے بہتر ہوں، پھر تینوں قسموں کو قبائل کی صورت میں تقسیم کیا۔ مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں قرار دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ میں اولاد آدم سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ عزت والا ہوں۔ لیکن مجھے اس بات پر فخر نہیں ہے۔ پھر قبیلوں کو گھروں کی شکل میں تقسیم کیا۔ مجھے ان میں بہتر گھر میں قرار دیا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں نیز یہ حدیث تطہیرا تک کتاب شفا قاضی عیاض میں اعمش سے وہ عبایۃ بن ربعی سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، مذکور ہے۔

١١ - ثعلبی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رجب کو لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں نے تمہیں اس لئے جمع کیا ہے تاکہ تمہیں آگاہ کروں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ اور مجھے اچھی قسم میں قرار دیا ہے۔ پھر ثعلبی نے آخر تک حدیث مذکور بیان کی ہے۔ نیز اس حدیث کو حذیفہ بن یمان اور سلمان سے روایت کیا ہے۔

١٢ - کتاب شفا قاضی عیاض میں ابن عمر کی وہ حدیث بیان کی گئی ہے جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کا انتخاب کیا۔ ان میں اولاد آدم کو منتخب کیا۔ پھر ان میں سے اولاد آدم کا چناؤ کیا۔ ان میں عرب کو منتخب کیا پھر عرب کا چناؤ کیا ان میں قریش کو منتخب کیا پھر قریش کا چناؤ کیا ان میں بنو ہاشم کو منتخب کیا۔ پھر بنو ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔ میں ہمیشہ ایک بہتر سلسلہ سے دوسرے بہتر سلسلہ کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ خبردار! جس نے عرب کو دوست رکھا میں اس کو دوست رکھتا ہوں جس نے عرب سے بغض رکھا میں اس سے بغض رکھتا ہوں۔

١٣ - الشفا میں ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش حضرت آدم کی خلقت سے دو ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک نور کی شکل میں موجود تھے۔ وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تھا اس کی تسبیح سن کر فرشتے تسبیح کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی پشت میں جاگزیں کر دیا۔

١٤ - ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پشت میں ڈال کر اُتارا۔ حضرت نوح کی پشت میں ڈال کر کشتی نوح میں سوار کیا۔ حضرت ابراہیم کی پشت میں ڈال کر مجھے

(آگ نمرود میں) پھینکا۔ لگاتار اللہ تعالیٰ مجھے اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے میرے والدین کے ذریعہ مجھے دنیا میں ظاہر کیا۔ ان دونوں کا سفاح (زنا) پر اجتماع ہرگز نہیں ہوا۔ اس حدیث کی صحت پر حضرت عباس کے وہ مشہور اشعار شاہد ہیں جو رسول اللہ کی مدح میں بیان کئے تھے۔

١٥ - الشفا میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل نے آکر یہ خبر دی ہے کہ میں نے مشرق اور مغرب کی زمین کو چھان مارا لیکن میں نے محمدؐ سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی باپ کے فرزند کو دیکھا ہے جو بنو ہاشم سے افضل ہو۔

١٦ - شفا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت لقد جاءکم رسول اللہ من انفسکم کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اس سے نسب، دامادی اور شرافت مراد ہے۔ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم سے لے کر (اس وقت تک) کسی کی بھی ولادت سفاح (زنا) پر نہیں بلکہ ہم تمام کے تمام صحیح نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔

١٧ - کلبی کا بیان ہے کہ میں نے سلسلہ حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ صد ماؤں کے حالات تحریر کئے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کے رشتۂ زوجیت کو غیر نکاح میں منسلک نہیں دیکھا اور ان میں جاہلیت والی کوئی بات نہیں پائی جاتی تھی۔

١٨ - ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کی اس آیت وتقلبک فی الساجدین (اے محمدؐ) تیرا سجدہ گزاروں میں پھرتے رہنا (دیکھتے رہے ہیں)، اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ہم تجھے ایک نبی سے دوسرے نبی میں منتقل کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ تمہیں دنیا میں نبی بنا کر ظاہر کیا ہے۔ (بحوالہ شفا)

١٩ - جمع الفوائد میں رسول اللہ سے روایت ہے۔ حضرت آدم سے لے کر میرے والدین کے مجھے پیدا کرنے کے وقت تک میں نکاح کی حالت پر ظاہر ہوتا رہا ہوں۔ مجھے زنا کی ہوا تک نہیں لگی۔

٢٠ - ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا میری پیدائش سفاح پر نہیں ہوئی۔ میں نکاح اسلام پر پیدا ہوا ہوں۔ (بحوالہ کبیر)

٢١ - ابوہریرہ نے رسول اللہ کی حدیث بیان کی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں میں اولاد آدم کی بہترین صدی میں مرتبۂ رسالت پر فائز ہوا ہوں۔ زمانہ بزمانہ (میں منتقل ہوتا رہا) حتیٰ کہ میں اس صدی میں مبعوث کیا گیا ہوں جس سے میرا تعلق تھا (بحوالہ بخاری)

٢٢ - ترمذی میں ابو عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا ان پر اپنا نور ڈالا جس پر نور پڑ گیا وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس پر نور نہ پڑا وہ گمراہ ہوا۔

(مؤلف) اس بنا پر میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں دامن قلم تنگ ہو جاتا ہے:

۲۳- الشفا میں حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ اس کی مخلوقات اس کی اطاعت سے عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ وہ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور کمال رحمت سے بطور واسطہ کے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان ایک ایسی مخلوق نمودار کی جو شکل اور صورت سے ہو بہو ان سے ملتی جلتی تھی۔ ان کو اپنی مخلوق کے پاس سچا ایلچی بنا کر روانہ کیا۔ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۴- ابو العالیہ اور حسن بصری نے سورہ فاتحہ کے ضمن میں کہا ہے۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خیار اہل بیت اور اصحاب مراد ہیں۔

۲۵- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لعمرک انهم فی سکرتهم یعمهون۔ تیری زندگی کی قسم وہ لوگ مدہوشی میں سرگرداں رہیں گے۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق اور کسی جان کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عزت والا پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کی زندگی کے سوا کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

۲۶- اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر بعد میں جتنے نبی مبعوث بہ رسالت کئے سب سے اس بات کا عہد لیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا۔ تمام انبیاء یہ عہد اپنی قوم سے لیا کرتے تھے۔"

۲۷- اللہ تعالیٰ کا فرمان واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنک ومن نوح (اس آیت کے معانی یہ ہیں کہ جب انبیاء علیہم السلام کو عالم ذر میں حضرت آدم کی پشت سے نکالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس بات کا عہد لیا تھا (محمدؐ کی مدد کرنا اور آپ پر ایمان لانا)

۲۸- قتادہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا اول الانبیاء فی الخلق و اخرهم فی البعث۔ میں خلقت کے لحاظ سے سب نبیوں سے مقدم ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہوں۔

۲۹- سمرقندی نے کلبی سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت ان من شیعته لابراهیم کے متعلق نقل کیا ہے کہ شیعہ کی ضمیر حضرت

محمدؐ کی طرف عائد ہوتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیعوں میں حضرت ابراہیم تھا یعنی حضرت ابراہیمؑ حضرت محمدؐ کے دین اور طریقہ پر تھا۔ اس قاعدہ کو مشہور نحوی فراء نے اختیار کیا ہے اور مکی نے اس سے نقل کیا ہے۔

۳۰- رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم مختون اور ناف بریدہ صورت میں پیدا ہوئے۔

۳۱- حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ گرامی روایت کرتی ہیں کہ آپ پاک و پاکیزہ حالت میں پیدا ہوئے۔ آپ پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو اپنے سر مقدس کو بلند کر دیا تھا اور دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے۔

۳۲- (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت کی ولادت ہوئی تو آپ کی ولادت کے ساتھ ساتھ ایک نور بلند ہوا جس کی روشنی کے باعث میں نے شام کے محلات کو دیکھ لیا تھا)

۳۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ کو غسل دیا آپ پر کوئی بھی آلائش کی چیز موجود نہیں تھی بلکہ آپ کے جسم اقدس سے ایک پاک و پاکیزہ خوشبو بلند ہوتی تھی جو اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا آپ کو کوئی شخص غسل نہ دے۔ نیز فرمایا تھا جس نے میرا ستر دیکھا وہ دونوں آنکھوں سے محروم ہو جائے گا۔

۳۴- وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی اکثر کتب میں پڑھا ہے۔ ان تمام میں یہ بات متفق علیہ موجود تھی کہ تمام لوگوں سے حضرت رسولؐ کی عقل تمیز اور رائے افضل تھی۔

۳۵- ابو محمد مکی اور ابو اللیث سمرقندی اور ان دونوں کے علاوہ دیگر حضرات نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم سے ترک اولیٰ ہوا تو بارگاہ ایزدی میں عرض کی تھی اللهم بحق محمد اغفر خطیئتی۔ اے میرے اللہ محمد کا واسطہ میری خطا کو بخش دے۔ فقال له تعالیٰ من این عرفته اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی۔ قال رایت فی کل موضع من الجنة مکتوبًا لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انه اکرم خلقک علیک فتاب اللہ علیه و غفر له آدم نے عرض کیا میں نے جنت کے ہر مقام پر اس عبارت کو تحریر کیا ہوا دیکھا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس بات سے میں نے اندازہ کر لیا تھا کہ محمد آپ کے نزدیک بہت عزت والے بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی توبہ قبول کر لی تھی اور اس کو بخش دیا تھا۔ اس بات کے ماننے والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی اس آیت فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه کا یہی مطلب ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آدم نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا تھا جب تم نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے اپنا سر بلند کر کے عرش کی طرف نگاہ دوڑائی تھی تو اس پہ تحریر تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب میں نے جانا کہ تمہارے نزدیک وہی زیادہ قدر اور عزت والا ہو سکتا ہے جس کا نام تمہارے نام کے ساتھ تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی طرف وحی کی مجھے میری عزت اور جلال کی قسم وہ آخری نبی ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہوگا۔ اگر اس کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تمہیں ہرگز پیدا نہ کرتا۔

۳۶۔ رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جب میں ذرا بڑا ہوا تو مجھے بتوں اور شاعری سے نفرت ہو گئی تھی۔ مجھے جاہلیت کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی۔ جب خانہ کعبہ کی بنا کے وقت قریش میں اس بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا کہ حجر اسود کو کون خانہ کعبہ کی دیوار میں رکھے۔ آخر کار اس بات پر فیصلہ ہوا کہ کل جو سب سے پہلے ان پر داخل ہوگا وہ اس بات کا اہل ہوگا۔ سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے آپ کو دیکھ کر سب لوگ کہنے لگے یہ محمد ہیں یہ امین ہیں اور ہم ان پر راضی ہیں۔ یہ باتیں نبوت سے پہلے کی ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا میں آسمان اور زمین دونوں جگہ امین کے نام سے مشہور ہوں۔

۳۷۔ بزاز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ کیا کہ وہ اپنے رسول کو اذان کی تعلیم دے تو حضرت کی خدمت میں حضرت جبرائیل گھوڑا لے کر حاضر ہوئے جس کا نام براق تھا حضرت نے سوار ہونے کا قصد فرمایا لیکن براق ذرا بدکنے کرنے لگا۔ جبرائیل نے کہا (اے براق) آرام کر تم پہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا کوئی آدمی سوار نہیں ہوا۔ حضرت براق پر سوار ہو کر اس پردہ کے نزدیک لائے گئے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تھا۔ اسی دوران میں ایک فرشتہ پردہ کے اندر سے نمودار ہوا۔ رسول اللہ نے کہا اے جبرائیل یہ کون فرشتہ ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسالت پر فائز کیا میں تمام مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے قرب میں زیادہ نزدیک ہوں جب سے میں پیدا ہوا آج تک میں نے اس فرشتہ کی صورت نہیں دیکھی۔ فرشتہ نے حضرت سے کہا کہو اللہ اکبر اللہ اکبر پردہ کی پشت سے یہ آواز بلند ہوئی۔ میرے بندے نے سچ کہا میں ہر چیز سے بڑا ہوں۔ پھر فرشتہ نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ پردہ سے (پھر) آواز بلند ہوئی۔ میرے بندے نے سچ کہا میں اللہ ہوں۔ عبادت کے لائق میں ہی ہوں۔ فرشتے نے کہا اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ (پھر) پردہ کی پشت سے آواز بلند ہوئی۔ میرے عبد نے سچ کہا۔ بے شک محمد میرا رسول ہے۔ فرشتے نے بقیہ تمام اذان کا ذکر کیا لیکن جب اس نے حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ کہا تو پردے کے اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ پھر فرشتہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس کو پکڑ کر آگے کی طرف بڑھا دیا۔

یہ جگہ وہ تھی جہاں آسمان والے رہتے ہیں حضرت آدم، نوح اور دیگر لوگ وہاں موجود تھے۔

۳۸۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں پہ شرف اور منزلت عطا کی تھی۔

۳۹۔ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس رات رسول اللہ معراج کی طرف تشریف لے گئے اس رات میرے گھر میں تھے۔ حضرت نے عشا اخیر کو ہمارے ساتھ ادا کیا اور حضرت ہمارے ساتھ سو گئے۔ ہم صبح سے تھوڑی دیر پہلے بیدار ہوتے۔ جب ہم نے صبح کی نماز پڑھی تو ہم نے آپ کی اقتدا میں ادا کی۔ حضرت نے فرمایا اے ام ہانی میں نے عشاء اخیر کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی تھی۔ پھر میں بیت المقدس گیا وہاں نماز پڑھی اب جیسا تم دیکھ رہے ہو صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی ہے یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت کو جسمانی معراج حاصل ہوئی تھی۔

۴۰۔ عن جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہما قال اوحی الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطۃ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت پہ وحی بلا واسطہ نازل ہوتی تھی۔ اسی طرح واسطی نے روایت کیا ہے۔

۴۱۔ امام جعفر صادق روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے اتنا زیادہ قریب ہوا کہ آپ قاب قوسین کی منزلت پر فیضیاب ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے قرب کی کوئی حد نہیں، بندوں کی طرف سے حد ہوتی ہے۔ قرب سے حد کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ کو معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے اس قرب سے جبرائیل روک دیئے گئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قرب کی منزلت تک پہنچ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے دل میں معرفت اور ایمان کو بھر دیا تھا۔ اس کے بعد حضرت اور آگے بڑھے۔ آپ کا دل اس قدر قرب میں ہو گیا تھا حتیٰ کہ حضرت کے دل سے شک وشبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا تھا۔ صحیح میں حضرت انس رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ معراج کی رات مجھے جبرائیل سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس قدر قریب ہوا کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا یا اس سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ چاہا آپ سے کہا اور پچاس رکعت نماز کی وحی کی۔

۴۲۔ ابن قانع قاضی ابو الحمراء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں معراج کی رات آسمان پہ پہنچا تو عرش پہ لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے محمدؐ کی تائید علی کے ذریعہ کی۔

۴۳۔ شیخ علاء الدولہ قدس سرہ شرح الکبریت الاحمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث روایت کرتے ہیں

جب اللہ تعالیٰ نے پانی پر عرش کو خلق کیا تو عرش مضطرب ہونے لگا اور قرار نہ پکڑ سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ عبارت تحریر فرمائی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب عرش قرار پکڑنے لگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کے تحت یہ فقرہ تحریر کیا۔ ایدتہ لعلی۔ میں نے رسول اللہ کی امداد علی کے ذریعہ کی۔

۴۴۔ حافظ ابو نعیم اپنی سند کے ساتھ ابو صالح، ابن عباس، ابوہریرہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت ھو الذی ایدك بنصرہ و بالمومنین اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے (اے محمد) تمہاری امداد اپنی مدد اور مومنین کی نصرت سے کی۔ حضرت علیؑ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ نیز ان حضرات نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے عرش پر یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی تھی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ محمد عبدی و رسولی ایدتہ لعلی رنصرتہ لعلی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، محمدؐ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے محمدؐ کی تائید اور مدد علیؑ کے ذریعہ کی۔

باب ۳

دنیا اس وقت تک قائم ہے جب تک اہل بیت علیہم السلام قائم ہیں

اہل بیت نزول بارش اور نعمت کا باعث
ہیں اور ان حضرات کے فضائل کے بیان میں

۱۔ امام احمد بن حنبل نے مناقب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء و اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض ستارے آسمان والوں کی امان کا باعث ہیں جب ستارے ختم ہو جائیں گے آسمان کے رہنے والے ختم ہو جائیں گے، میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے باعث امان ہیں جب میرے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو دنیا کے رہنے والے بھی ختم ہو جائیں گے۔

۲۔ امام احمد بن حنبل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ستارے آسمان والوں کے لئے باعث امان ہیں اور میرے اہل بیت زمین کے رہنے والوں کے لئے باعث

امان ہیں جب میرے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو زمین کے رہنے والے آفات اور مصائب میں گرفتار ہو جائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ امام احمد نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے پیدا کیا ہے۔ زمین کے بقا کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت اور عترت کی بقا پر موقوف رکھا ہے۔

۳۔ حموینی سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا سبب ہیں اور میرے اہل بیت زمین کے رہنے والوں کے لئے امان کا سبب ہیں"۔

۴۔ حموینی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: "میرے اہل بیت زمین کے رہنے والوں کے لئے امان ہیں جس طرح ستارے آسمان کے رہنے والوں کے لئے امان ہیں"۔

۵۔ حاکم نے جابر بن عبد اللہ، ابو موسیٰ اشعری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں یہ حضرات کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا "ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں۔ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان کا سبب ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے ختم ہو جائیں گے۔ جب میرے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو دنیا ختم ہو جائے گی۔

۶۔ نوادر الاصول میں سلمہ بن اکوع سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان کا باعث ہیں"۔

۷۔ صواعق محرقہ میں ایک جماعت سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں۔ میرے اہل بیت میری امت کے لئے باعث امان ہیں۔

۸۔ حموینی امام محمد باقر سے آپ اپنے آباؤ اجداد و حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے علی جو چیز میں تمہیں تحریر کراؤں اس کو تحریر کرو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ کو میرے بھول جانے کا خوف ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا نہیں میں نے تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ تمہیں ہر بات کا یاد رکھنے والا بنائے لیکن اپنے شریک کار آئمہ علیہم السلام کی خاطر لکھ لو جو تمہاری اولاد میں سے ہوں گے جن کے باعث میری امت باران سے سیراب ہوتی رہے گی اور ان کی وجہ سے ان کی دعا قبول ہوتی رہے گی۔ انہیں کے واسطہ سے لوگوں کے آفات و بلیات کو اللہ تعالیٰ دور کرے گا۔ انہیں کے باعث سے اللہ تعالیٰ آسمان سے باران رحمت نازل کرے گا۔ ان آئمہ سے یہ شخص (تمہارے بعد) پہلا شخص ہے۔ رسول اللہ نے امام حسن کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ دوسرا ہے حضرت نے امام حسین کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر حضرت نے فرمایا باقی آئمہ رضی اللہ عنہم حسینؑ

کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔"

۹ - مناقب میں حضرت عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا جناب امام حسن سے روایت کرتے ہیں میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! مجھے میری موت کا پیغام موصول ہو چکا ہے جس کو میں قبول کرلوں گا۔

وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی ان تمسکتم بهما لن تضلوا وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فتعلموا منهم ولا تعلموهم فانهم اعلم منکم ولا تخلو الارض منهم ولو خلت لانساخت باهلها ثم قال اللهم انک لا تخلی الارض من حجة علی خلقک لئلا تبطل حجتک ولا تضل اولیاءک بعد اذ هدیتهم اولئک الاقلون عددا عند اللہ عز وجل ولقد دعوت اللہ تبارک وتعالی ان یجعل العلم والحکمة فی عقبی وعقب عقبی وفی زرعی وزرع زرعی الی یوم القیامة فاستجیب لی۔

میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا۔ دوسرے میری اولاد اور میرے اہلبیت۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ یہ دونوں آپس میں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔ ان سے سیکھو اور ان کو نہ سکھاؤ۔ یہ تم سے زیادہ علم والے ہیں۔ ان سے زمین کبھی خالی نہ رہے گی۔ اگر زمین ان سے خالی ہو جائے گی تو اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنس جائے گی۔ اے میرے اللہ اپنی مخلوق کو اپنی حجت سے خالی نہ رکھنا تاکہ تمہاری حجت باطل نہ ہو جائے ہدایت کے بعد تیرے اولیاء گمراہ نہ ہو جائیں۔ اگرچہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کے لحاظ سے تھوڑے ہیں۔ لیکن عزت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی منزلت والے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ میری پشت میں اور میری پشت کی پشت، میری کھیتی میں اور میری کھیتی کی کھیتی میں قیامت تک علم اور حکمت قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی ہے۔"

۱۰ - مناقب میں ہشام بن حسان سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے جب لوگوں نے آپ کی خلافت پر بیعت کرلی تو اس کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کا غالب گروہ ہم ہیں۔ ہم رسول اللہ کی قریبی اولاد ہیں۔ ہم رسولؐ اللہ کی پاک و پاکیزہ اہل بیت ہیں۔ ہم ثقلین کا ایک حصہ ہیں جن کو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت میں چھوڑا تھا۔ ہم کتاب خدا کے

دوسرے ساتھی ہیں جس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے جس کے سامنے اور پیچھے باطل پھٹک نہیں سکتا۔ قرآن مجید کی تفسیر کا دار و مدار ہم پر موقوف ہے۔ ہم کتاب خدا کی تفسیر گمان سے نہیں کرتے بلکہ یقین کے ساتھ اس کے حقائق بیان کرتے ہیں۔ ہماری اطاعت کرو۔ ہماری اطاعت اُمت پر فرض کی گئی ہے۔ ہماری اطاعت اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کے ساتھ مقرون کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:-

یا ایها الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ دوسرے مقام پر ارشاد قدرت ہے ان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والی الرسول واولی الامر منکم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (اولی الامر سے مراد ہم ہیں) شیطان کے بھڑکانے میں نہ آؤ۔ کیونکہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔"

۱۱ - حموینی اعمش سے وہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا امام علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ "ہم مسلمانوں کے امام ہیں۔ ہم عالمین میں اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ہم مومنین کے سردار ہیں۔ ہم روشن پیشانیوں والوں کے رہنما ہیں ہم مسلمانوں کے بہی خواہ ہیں۔ ہم زمین پر رہنے والوں کے لئے امان ہیں جس طرح ستارے آسمان پر رہنے والوں کے لئے امان ہیں۔ ہماری وجہ سے آسمان قرار پذیر ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے زمین پر گر پڑے۔ ہماری وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت پھیلتی ہے ہماری وجہ سے زمین کے برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی زمین پر موجود نہ ہو تو زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنس جائے۔ پھر فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اس وقت سے لے کر زمین پر حجت خدا ہمیشہ موجود رہتی ہے خواہ ظاہر میں موجود ہو یا پردہ میں مستور ہو۔ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہ رہے گی۔ اگر حجت خدا موجود نہ ہو تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے۔"

اعمش کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ حجت غائب اور پوشیدہ سے کس طرح فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جس طرح سورج بادل میں پوشیدہ ہو جاتا ہے تب بھی لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

۱۲ - امام علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا "ہم اللہ تعالیٰ کی چلنے والی کشتی ہیں جو گہرے سمندر پر جا رہی ہو جو اس پر سوار ہوا وہ محفوظ ہو گیا۔ جس نے اس کشتی کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔" نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے ہماری محبت کا وعدہ اس وقت لیا تھا جب وہ اپنے باپ کی پشت میں تھے۔ ایسے لوگ ہماری محبت کو ترک نہیں کرسکتے اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت اس بات پر خمیر کی ہے۔"

نیز حضرت نے یہ اشعار ارشاد فرمائے:-

۱ - میں علم کے موتیوں کو پوشیدہ رکھتا ہوں تاکہ جاہل انسان حق کو دیکھے اور ہمارا امتحان کرے۔

ب۔ اسی روش پر ابوالحسنؑ رہے۔ حسینؑ رہے۔ اس بات کی ابوالحسنؑ نے حسنؑ کو وصیت کی تھی۔
ج۔ بے شمار علم کے جواہر ایسے ہیں اگر میں ان کو واضح کر دوں تو لوگ کہیں گے تم ان لوگوں میں موجود بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔
د۔ مسلمانوں نے ہمارے خون کو مباح کر رکھا ہے۔ اس فعل کو اچھا سمجھ کر جو بات انہوں نے کی ہے (روز قیامت) نہایت برے اور خطرناک انجام سے دوچار ہوں گے۔"

(بحوالہ کتاب التنزلات الموصلیہ مؤلفہ شیخ اکبر اور کتاب سفینہ مؤلفہ صدر اعظم)

نیز امام نے فرمایا: نحن ابواب اللّٰہ ونحن الصراط المستقیم ونحن عیبۃ علمہ وتراجمۃ وحیہ ونحن ارکان توحیدہ وموضع سرہ۔ ہم اللہ تعالیٰ کے دروازے ہیں۔ ہم صراط مستقیم ہیں۔ ہم اللہ کے علم کا خزانہ ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی وحی کے ترجمان ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے ارکان ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے راز کی جگہ ہیں"۔

۱۳۔ حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں ابوبصیر سے وہ خیثمہ الجعفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا "ہم لوگ جنب اللہ، اللہ کے منتخب اور اللہ تعالیٰ کے بہترین لوگ ہیں۔ ہمارے سپرد انبیاء علیہم السلام کی میراث کی گئی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ ہم حجت اللہ ہیں۔ ہم ایمان کے ستون ہیں۔ ہم اسلام کے مینار ہیں۔ ہم مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے کھولتا ہے اور ہماری وجہ سے بند کرتا ہے۔ ہم ہدایت کرنے والے امام ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں۔ ہم تاریکی کے چراغ ہیں۔ ہم ہدایت کی روشنی کے ستون ہیں۔ ہم حق کے لئے بلند نشان ہیں جس نے ہم کو پکڑا مقصود تک پہنچ گیا۔ جس نے ہم کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔ ہم سفید پیشانیوں والوں کے رہنما ہیں۔ ہم کھلا ہوا راستہ ہیں۔ ہم اللہ کی طرف سیدھا راستہ ہیں۔ ہم مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں ہم نبوت کا خزانہ ہیں۔ ہم رسالت کی جگہ ہیں۔ ہم فرشتوں کے اترنے کا مقام ہیں۔ ہم روشن راستہ اور چمکتا ہوا چراغ اس شخص کے لئے ہیں جس نے ہم سے روشنی حاصل کی۔ ہم اس شخص کے لئے راستہ ہیں، جس نے ہماری اقتدا کی۔ ہم ایسے امام ہیں جو لوگوں کو جنت کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ ہم اسلام کی مضبوط رسی ہیں۔ ہم پل اور عظیم الشان گذرگاہ ہیں جو اس پر گزرا منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا مٹ گیا۔ ہم بلند کوہان ہیں۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت نازل کرتا ہے۔ ہماری وجہ سے لوگ بارش سے سیراب ہوتے ہیں۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے عذاب کو دور کرے گا۔ جس نے ہم کو پہچانا، ہماری مدد کی، ہمارے حق کو پہچانا اور ہمارے

امر کو مضبوطی سے پکڑا۔ وہ ہم میں سے ہے اور اس کی بازگشت ہماری طرف ہے۔"

۱۴۔ (بحذف اسناد) مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معرفۃ آل محمد براءۃ من النار وحب آل محمد جواز علی الصراط والولایۃ لآل محمد امان من العذاب آل محمد کی معرفت آتش جہنم سے برأت کا باعث ہے۔ آل محمد کی محبت پل صراط پر گزرنے کے لئے پروانہ راہداری ہے۔ آل محمد کی ولایت عذاب سے امان کا سبب ہے"۔ یہ حدیث جواہر العقدین میں مذکور ہے کتاب الشفا میں اسناد کی تبدیلی کے ساتھ موجود ہے۔

۱۵۔ جواہر العقدین میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا "اے لوگو! اولاد انبیاء میں سے یوسف بن یعقوب بن ابراہیم علیہم السلام کے سوا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر منزلت اور عزت کسی نبی کی اولاد کو حاصل نہیں ہوئی جس قدر حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کو حاصل ہوئی ہے۔ اے لوگو! فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت رسول اللہ اور آپ کی اولاد کو حاصل ہے۔ یہ معانی باتیں نہیں رحق ہے، برگشتہ نہ کر دیں"۔

(ابن حبان نے کتاب البینہ اور حافظ جمال الدین نے کتاب درر السمطین میں نقل کیا ہے)

۱۶۔ عالم مصر اور حجاز علامہ شریف سمہودیؒ اپنی کتاب جواہر العقدین میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا بیان ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک بزرگ کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا کبھی وہ ظاہر ہو جاتا تھا اور کبھی غائب ہو جاتا تھا جب میرے قریب ہوا تو مجھے سلام کیا اور میں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ میں نے عرض کیا اے نوجوان کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کی جانب سے آ رہا ہوں"۔ میں نے عرض کی کہاں جانے کا قصد ہے۔ فرمایا، "اللہ تعالیٰ کی جانب جا رہا ہوں" میں نے عرض کیا آپ کا زاد سفر کیا ہے؟ فرمایا، "پرہیزگاری" میں نے عرض کیا، آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا "میں عربی ہوں"۔ میں نے عرض کیا ذرا اور وضاحت کیجئے۔ فرمایا، "میں قریشی ہوں" میں نے عرض کی اور وضاحت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ فرمایا "میں علوی ہوں" پھر آپ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

د۔ ہم حوض کوثر پر لوگوں کو لانے والے اور ہٹانے والے ہیں۔ ہم حوض کوثر پر لانے والوں کو سعادت کی دولت سے مالا مال کر دیں گے۔

ب۔ جو شخص کبھی کامیاب ہوا ہماری محبت کی وجہ سے کامیاب ہوا۔ ہماری محبت کی وجہ سے اس کی زاد راہ کم نہ ہوگی۔

ج۔ جس نے ہمیں خوش رکھا وہ ہم سے خوشی حاصل کرے گا۔ جس نے ہمیں دکھ دیا اس کی پیدائش ہی بری تھی

د۔ جس نے ہماری فضیلت کو چھپا دیا۔ اس کی وعدہ گاہ قیامت کا دن ہے۔

پھر فرمایا میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو آپ کو مفقود پایا۔ مجھے علم نہیں ہے کہ آپ زمین کے اندر چلے گئے یا آسمان کی طرف تشریف لے گئے تھے۔

۱۷۔ حافظ عمرو بن بحر اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ مجھے ابوعبیدہ نے بیان کیا وہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے آباؤ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کی گئی تو آپ نے مدینہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا "خبردار! میری نیک بخت اولاد اور پاکیزہ عترت بچپن میں تمام لوگوں سے زیادہ صابر اور بڑی عمر میں تمام لوگوں سے زیادہ علم والے ہوتے ہیں۔ خبردار! ہم اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے ہمارا علم ماخوذ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارا حکم ہوتا ہے۔" ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول سنا آپ نے فرمایا "اگر تم نے ہمارے آثار کی پیروی کی تو ہماری بصیرت کی وجہ سے ہدایت پا جاؤ گے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر دیگا۔ حق کا جھنڈا ہمارے پاس ہے جس نے اس کو پکڑا منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ جس نے اس کو نہ پکڑا، غرق ہو گیا۔ خبردار! ہماری وجہ سے ہر مومن اپنے اعمال کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ ہماری وجہ سے ذلت کی رسی تمہاری گردن سے نکال لی جائے گی۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ کھولتا ہے اور ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ ختم کرتا ہے۔

۱۸۔ مناقب میں عبدالاعلیٰ بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنا۔ میں کتاب خدا کو زیادہ جاننے والا ہوں۔ کتاب خدا میں ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک تمام واقع ہونے والے حالات موجود ہیں۔ اس کتاب خدا میں آسمان، زمین، بہشت اور دوزخ کی خبر ہے۔ اس میں تمام وہ باتیں ہیں جو گزر چکی ہیں۔ اور وہ واقعات ہیں جو آئندہ ظہور پذیر ہوں گے۔ میں ان تمام واقعات کو اس طرح جانتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کتاب میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ہم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں جس میں ہر بات صراحت کے ساتھ موجود ہے۔"

مناقب میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ

نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ذریعہ جو ائمہ ہیں اپنے دین کو واضح کیا۔ ان کے ذریعہ اپنے علم کے پوشیدہ چشموں کو ظاہر کیا۔ امت کے جس فرد نے اپنے امام کے واجب حقوق کو پہچانا وہ ایمان کی شیرینی کو پالے گا۔ اسلام کی فضیلت کی تروتازگی کو محسوس کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے امام کو بطور نشان کے مخلوق میں نصب کیا اور حجت کی صورت میں اس کو زمین پہ قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے امام کو وقار کا تاج پہنایا۔ اللہ تعالیٰ کے نور نے اس کو ڈھانپ لیا۔ امام کو آسمانی (برکات کا) سبب بنا دیا۔ جس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ملتا ہے اس کے اسباب (ائمہ) کے ذریعہ ملتا ہے۔ بندوں کی معرفت امام کی معرفت کے بغیر اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ امام وحی الٰہی کے پوشیدہ حقائق، سنت رسول کے لاینحل مشکلات اور فتنہ کی سحر کاریوں کی حقیقت کو بخوبی جانتا ہے ہمیشہ اللہ تعالیٰ اولاد حسینؑ کی پشت سے ان ائمہ کو چن کر مخلوق کے لئے بھیجتا رہے گا۔ ہر امام کو ان باتوں کے لئے چن لیتا ہے جب ایک امام اس دنیا سے تشریف لے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس امام کی پشت سے ایک اور امام کو منتخب کرکے اپنی مخلوق میں نصب کرتا ہے۔ وہ امام کھلا ہوا نشان اور ہدایت کے لئے روشنی کا مینار ہوتا ہے۔ یہ ائمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرتے اور یہ لوگ حق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت آدم، حضرت نوح حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی بہترین اولاد ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے عالم ذر میں ان کے اجسام کی خلقت کے پہلے عرش کے دائیں جانب چن لیا تھا۔ اپنی حکمت کے سبب سے ان کو اپنے علم غیب کے ذریعہ پوشیدہ کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان ائمہ علیہم السلام کو لوگوں کی زندگی کا سبب بنایا اور ان کو اسلام کا ستون قرار دیا۔

۲۰۔ عیون الاخبار میں ابوالصلت ہروی سے روایت ہے کہ امام علی الرضا ابن موسیٰ الکاظم علیہما السلام نے ارشاد فرمایا۔ "امام یکتائے روزگار ہوتا ہے۔ ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے برابر کوئی عالم نہیں ہوتا۔ اس کا کوئی بدل نہیں ہوتا نہ اس کا کوئی مثل ہوتا نہ نظیر۔ تمام کمالات سے مخصوص ہوتا ہے۔ یہ کمالات بغیر طلب کے اسے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ کمالات وہ حاصل نہیں کرتا بلکہ اسے عطا کرنے والے محسن سے خود بخود ملتے ہیں۔ جو شخص امام کی معرفت کی حقیقت تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے امکان میں یہ بات داخل ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے امام کو اختیار کرے۔ افسوس ہے کہ معرفت امام میں عقلیں گمراہ ہو گئی ہے اور دانشمندی سرگرداں ہے۔ بڑے بڑے لوگ ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور حکماء عاجز آچکے ہیں۔ فصحاء اور بلغاء امام کی کما حقہ وصف بیان کرنے یا آپ کی فضیلت بیان کرنے سے اندھے ہو چکے ہیں۔ امام کی صفت

یا تعریف کا حق کیسے بیان ہو سکتی ہے۔ عقلیں اس تک کیسے پہنچ سکتی ہیں۔ امام کی مثل کہاں مل سکتی ہے۔"

۲۱۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کا ایک خطبہ درج ہے۔ جس کو آپ نے صفین کی جنگ کی واپسی کے بعد ارشاد فرمایا جس میں آل محمد کا ذکر کیا ہے۔

هم موضع سره، ولجاء امره، وعيبة علمه، وموئل حكمه، وكهوف كتبه، وجبال دينه، بهم اقام انحناء ظهره، واذهب ارتعاد فرائصه، لا يقاس بآل محمد صلى الله عليه وآله من هذه الامة احد، ولا يسوى بهم من جرت نعمتهم عليه ابدا، هم اساس الدين، وعماد اليقين، اليهم يفيء الغالي، وبهم يلحق التالي، ولهم خصائص الولاية، وفيهم الوصية والوراثة، الآن اذ رجع الحق الى اهله، ونقل الى منتقله۔

(اہل بیت رسول) اسرار خدا کے حامل ہیں۔ دین خدا کی پناہ گاہ ہیں۔ علم خدا کا خزانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا مرجع ہیں۔ (آسمانی) کتابوں کی گھاٹیاں ہیں۔ دین الٰہی کے پہاڑ ہیں۔ (اللہ نے) انہیں کے ذریعہ دین کی پشت کا خم سیدھا کیا۔ انہیں کے ذریعہ دین کی کپکپی کو دور کیا۔ اس امت کے کسی فرد کا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس شخص سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جس پر ان کی نعمتیں ہمیشہ جاری رہتی ہیں۔ وہ دین کی بنیاد ہیں۔ یقین کے ستون ہیں۔ حد سے بڑھ جانے والا ان کے پاس پناہ لیتا ہے۔ پیچھے رہ جانے والا ان سے آکر ملتا ہے۔ ولایت کے خصوصیات ان میں موجود ہیں (حضرت محمد) کی وصیت اور وراثت انہیں کے لئے ثابت ہے۔ اب تم (ایسی باتیں کہتے ہو) جب حق (خلافت) اپنی صحیح جگہ پر آ چکا ہے۔ جہاں اس نے آنا تھا وہاں پہنچ چکا ہے۔

۲۲۔ حضرت علیؑ کا ایک خطبہ ہے۔ "صرف آئمہ ہی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے نگران ہیں، اور وہی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حالات سے آگاہ ہیں۔ بہشت میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر وہ شخص جو ان کی معرفت رکھتا ہو اور تم ان کی معرفت حاصل کرو۔ دوزخ میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔ مگر وہ جو ان کا منکر ہوگا۔ ان کے منکر کا تم کبھی انکار کرو۔"

۲۳۔ حضرت کا ایک خطبہ ہے "ہماری وجہ سے تم نے تاریکی میں ہدایت حاصل کی اور ہماری وجہ سے بلندی پر پہنچے۔ جب سے میں نے حق کو دیکھا اس کے بعد میں نے حق میں کبھی شک نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ کو اپنی جان کا خوف نہیں تھا بلکہ جہال اور گمراہ سلطنت کے غلبہ کا خوف تھا۔"

۲۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ ہے "کہاں جا رہے ہو، کہاں بھاگے ہو، جھنڈے قائم ہو چکے ہیں، نشانیاں ظاہر ہیں (روشنی کے) مینار نصب ہو چکے ہیں۔ کہاں سرگرداں ہو رہے ہو بلکہ کس چکر میں حیران اور پریشان ہو حالانکہ تمہارے نبی کی عترت تمہارے سامنے موجود ہے جو حق کی مہار اور صدق کی زبان ہیں۔ ان کو وہ اچھا مقام دو جو قرآن نے ان کو دیا ہے۔ ان کے پاس ایسے جاؤ جیسے پیاسا پانی کے پاس جاتا ہے۔ اے لوگو! خاتم النبیین کے فرمان کے مطابق عترت رسول کا دامن پکڑلو، جو ہم میں سے مر جاتا ہے (تمہارے خیال میں) وہ مر جاتا ہے، حالانکہ وہ مرتا نہیں جو ہم سے بوسیدہ ہو جاتا ہے (تمہارے خیال میں) وہ بوسیدہ ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ بوسیدہ نہیں ہوتا۔ ایسی بات نہ کہا کرو جس کی تمہیں معرفت نہیں ہے۔ بہت سی حق بات کا تم انکار کرتے ہو۔ اس بات کی (اللہ تعالیٰ سے) معذرت طلب کرو جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیا میں وہ ہوں جس نے ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا؟ کیا میں نے تم میں ثقل اصغر (اہل بیت) کو نہیں چھوڑا۔ میں نے تم میں ایمان کے جھنڈے گاڑھ دیئے ہیں۔ میں نے تم کو حلال اور حرام کے حدود کی واقفیت دلادی ہے۔ میں نے اپنے عدل و انصاف سے تمہیں خیر و عافیت کا لباس پہنا دیا۔ اپنے قول اور فعل سے تمہارے لئے نیکیوں کا فرش بچھا دیا ہے۔ میں نے تم سے اپنے کریمانہ اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے۔ تم اپنی رائے کو ایسی بات میں کیوں داخل کرتے ہو جس کی تہ تک آنکھ پہنچ نہیں سکتی۔ اور فکر کی بلند نگاہی وہاں کا تصور نہیں کر سکتی۔"

۲۵۔ نیز حضرت کا یہ فرمان ہے۔ "اپنے نبی کی اہل بیت کا خیال رکھو۔ ان کے راستہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ان کی سنت کی پیروی کرو۔ اپنے آپ کو ہدایت سے باہر نہ کرو۔ اپنے آپ کو ہرگز ہلاکت میں نہ ڈالو (اہل بیت) اگر وہ بیٹھ جائیں تو تم بیٹھ جاؤ اگر وہ کھڑے ہو جائیں تو تم کھڑے ہو جاؤ۔ ان کے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور ان سے الگ بھی نہ ہو جاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔"

۲۶۔ حضرت کا ایک خطبہ یہ ہے۔ "ہم (اہل بیت) نبوت کا ظرف ہیں۔ رسالت کے قیام کی جگہ ہیں۔ فرشتوں کے اترنے کا مقام ہیں۔ علم کا خزانہ ہیں۔ حکمت و دانائی کا چشمہ ہیں۔ ہمارا مددگار اور دوست اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرتا ہے، ہمارا دشمن اور ہم سے بغض رکھنے والا عذاب کا منتظر رہتا ہے۔"

۲۷۔ حضرت کا ایک خطبہ ہے۔ "عنقریب میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حق سے زیادہ پوشیدہ بات اور کوئی نہیں ہوگی۔ باطل کی ترویج بہت زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر بہت زیادہ بہتان باندھا جائے گا۔"

اس زمانہ میں کتاب خدا سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں ہوگی جبکہ اس کو کما حقہٗ تلاوت کیا جائے جب اس کے مقامات میں تحریف کر دی جائے گی تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ شہروں میں امر بالمعروف المنکر بن جائے گا۔ اور امر بالمنکر امر بالمعروف ہو جائے گا۔ جانتے رہو تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پہچان سکو گے جب تک اس چیز کو نہ جان لو جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ اس وقت تک کتاب (خدا) کو نہیں پکڑ سکو گے جب تک اس ذریعہ کو نہ جان لو جس نے اس کو توڑا تھا۔ تم کتاب (خدا) کو اس وقت تک ہرگز مضبوطی سے نہ پکڑ سکو گے جب تک اس شخصیت کو نہ پہچان لو جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ یہ امور ان لوگوں سے دریافت کرنا جو ان کو جانتے ہیں جو علم کی زندگی کا باعث ہیں اور جہالت کے لئے پیغام موت ہیں۔ وہ اپنا حکم اپنے علم کے ذریعہ اپنی خاموشی اپنی گفتار سے اور اپنا ظاہر اپنے باطن سے تمہیں آگاہ کریں گے۔ وہ دین کی مخالفت نہیں کریں گے اور نہ وہ دین میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے ارکان ہیں۔ وہ لپٹ جانے کی کھوہ ہیں۔ انہیں کی وجہ سے حق اپنے مقام پہ واپس قائم ہوگا۔ اور باطل کی جڑ اکھاڑ دی جائے گی۔ باطل کی زبان جڑ سے کاٹ دی جائے گی۔ دین کو رسی کی طرح مضبوطی سے پکڑو اور اس کی سرپرستی کرو۔ صرف سننے اور روایت پر اکتفا نہ کرو۔ علم کے روایت کرنے والے بہت ہیں لیکن اس کی سرپرستی کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ علم لوگوں کے درمیان سچا گواہ اور خاموش بولنے والا ہے۔"

۲۸۔ امیرالمومنین علیہ السلام کے خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے (اہل بیت رسول) ان میں ایمان کی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے خزانے ہیں اگر بولتے ہیں سچ بولتے ہیں۔ اگر وہ خاموش ہوں تو ان پر سبقت نہ کرو۔

۲۹۔ امیرالمومنین کے خطبہ کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ہمیں اور تمہیں بخش دیا۔ زمین پر فروتنی اختیار کرو مصیبت پر صبر کرو (ناجائز امور میں) اپنے ہاتھوں اپنی تلواروں اور اپنی زبانوں کو حرکت نہ دو۔ اس معاملہ میں جلدی نہ کرو۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جلدی مقرر نہیں کی۔ تم میں سے جو شخص اپنے بستر پہ اس حالت میں فوت ہوگیا کہ اس کے دل میں اپنے رب اپنے رسول اور اہل بیت کی پوری معرفت تھی تو وہ شہید ہو کر مرگیا۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ وہ نیک اعمال کے ثواب کا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا مستحق ہوگیا۔ اس کی صرف خالص نیت اس کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ گویا کہ اس نے (میدان جنگ میں) تلوار کھینچ کر جہاد کیا تھا۔ کیونکہ ہر شے کے لئے ایک مدت مقرر ہے اور وقت معین ہے۔"

۳۰۔ حضرت نے ایک خط معاویہ کے پاس لکھا اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے "ہم اللہ تعالیٰ کی صنعت کا نمونہ ہیں۔ لوگ ہماری خاطر پیدا کئے گئے ہیں۔"

۳۱۔ حضرت نے حضرت کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا۔ کمیل کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے قبرستان کی طرف لے گئے۔ جب آپ آبادی سے باہر پہنچ گئے تو ایک لمبا سانس لیا پھر فرمایا اے کمیل! یہ دل (معرفت کے حصول کا) ظرف ہیں ان میں بہترین وہ ہیں۔ جو زیادہ نگہداشت رکھنے والا ہو۔ میں جو بات تمہیں بتاؤں اس کو اچھی طرح محفوظ رکھنا: لوگ تین قسموں پر منقسم ہیں۔ ایک عالم ربانی، دوسرا وہ طالب علم جو نجات کی راہ پر گامزن ہے (تیسرا) وہ ذلیل اور کمینہ گروہ ہے جو ہر ہانکنے والے کی پیروی کرتا ہے اور جدھر ہوا کا رخ دیکھتا ہے وہیں جھک جاتا ہے۔ علم کے نور سے روشنی حاصل نہیں کرتا۔ مضبوط ستون کی طرف پناہ نہیں لیتا۔ اے کمیل علم مال سے افضل ہے۔ علم (اپنی طاقت سے) تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور مال کی تم خود حفاظت کرتے ہو۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے۔ مال سے پیدا کرنے والے۔ مال کے ضائع ہو جانے سے زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ اے کمیل علم کی معرفت دین ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعے انسان زندگی میں دوسرے سے اپنی اطاعت منواتا ہے مرنے کے بعد نیکنامی حاصل کرتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔ اے کمیل مال کے جمع کرنے والے ہلاک ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں اور علماء مرنے کے بعد بھی جب تک دنیا موجود ہے زندہ رہتے ہیں۔ ان کا ظاہر جسم دنیا سے مفقود ہوتا ہے۔ لیکن ان کی تصاویر دلوں میں موجود رہتی ہیں۔ اس جگہ علم کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ حضرت نے اپنے دست اقدس سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔ ہاں ملا کوئی تو: یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر ناقابل اطمینان ہے اور جو دنیا کو دین کے لئے آلہ کار بنانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی محبتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق اور برتری جتلانے والا ہے۔ یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے۔ بس ادھر ذرا سا شبہ لاحق ہوا جھٹ اس کے دل میں تشکیک کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں۔ تو معلوم ہونا چاہیئے نہ یہ اس قابل ہے نہ وہ اس قابل ہے۔ یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے۔ اور باآسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھنچ جانے والا ہے یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی اطاعت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں: ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت چرنے والے جانور

رکھتے ہیں۔ اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہوجاتا ہے۔ ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشانیاں مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خدا کی قسم وہ گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے قدر و منزلت میں بہت بلند۔ خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے الیسوں کے سپرد کر دیں۔ اور اپنے الیسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں۔ علم نے ان کو ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں۔ اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لئے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں۔ وہ ان سے جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملا اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے ان کی دید کے لئے میرے شوق کی فراوانی (پھر حضرت نے فرمایا) اے کمیل جب مرضی ہو واپس جاؤ۔" [1]

۴۲۔ غرر الحکم میں حضرت کا فرمان درج ہے جس میں ارشاد فرماتے ہیں (لا الہ الا اللہ (دین کے) شرطوں میں ایک شرط ہے۔ میں اور میری ذریت ان شرائط میں سے ایک شرط ہیں۔ ہمارا امر سخت اور بے حد دشوار ہے۔ اس کا متحمل صرف وہ بندہ ہوتا ہے جس کے دل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو۔ ہماری حدیث کو وہ سینے محفوظ رکھتے ہیں جو امانتدار ہوتے ہیں اور وہ اخلاق جو باوقار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حق کے راستوں کو واضح اور اس کے طریقوں کو روشن کر دیا ہے (نافرمانی کی صورت میں) ہمیشگی کی بدبختی طاری ہوجاتی ہے۔ یا (فرمانبرداری کی حالت میں انسان) ابدی نیک بختی سے مالامال ہوجاتا ہے۔

انا قسیم النار، وخازن الجنان، صاحب الحوض، وصاحب الاعراف ولیس منا اهل البیت امام الا وهو عارف باهل ولایته وذلک قول الله تعالی انما انت منذر ولکل قوم هاد وانا یعسوب المومنین والمال یعسوب الفجار انی لعلی بینة من ربی وبصیرة من دینی، ویقین من امری انی لعلی جادة الحق وانهم لعلی مزلة الباطل

[1] کمیل بن زیاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خواص اصحاب میں تھے۔ علم و فضل میں نمایاں درجہ رکھتے۔ کچھ عرصہ تک حضرت کے بیت المال پر عامل رہے۔ سنہ ۸۲ھ میں ۹۰ برس کی عمر میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ کوفہ کے باہر ایک کھلے ہوئے میدان میں مدفون ہیں۔ احقر نے جولائی سنہ ۱۹۶۱ ہجری میں اپنی بیٹی رضیہ فاطمہ کی معیت میں آپ کے مزار کی زیارت کی ہے۔ (محمد شریف عفی عنہ)

اقول ما تسمعون واستغفر الله لی ولکم الا یفوز بالنجاة الا من قام بشرائط الایمان

میں دوزخ کا بانٹنے والا ہوں۔ میں بہشت کا خزانچی ہوں۔ میں حوض (کوثر) کا مالک ہوں۔ میں اعراف کا مالک ہوں۔ ہم اہل بیت میں جو امام کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے وہ اپنے ماننے والوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اے محمد) آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے (ہادی سے مراد امام ہیں) میں مومنین کا سردار ہوں۔ مال نافرمانوں کا سردار ہے۔ میں اپنے رب کی دلیل اور بصیرت کے ذریعہ اپنے دین پر قائم ہوں۔ مجھے میرے امر کا یقین ہے۔ میں حق کے راستہ پر گامزن ہوں (ہمارے مخالف) باطل کی مزلت میں گرفتار ہیں۔ میں وہ بات کہہ رہا ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ اللہ سے تمہارے لئے اور اپنے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں (روز قیامت) وہ شخص رستگاری حاصل کرے گا جو دنیا میں شرائط ایمان کے ساتھ قائم رہا۔

۴۳۔ ابو اسحاق ثعلبی اپنی تفسیر میں قیس بن حازم سے وہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الا ومن مات علی حب آل محمد مات شہیدًا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے جو شخص آل محمد کی محبت پر مر گیا وہ شہید ہو کر مرا۔" الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفوراً لہ۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ مغفور ہو کر مرا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائبًا۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ تائب ہو کر مرا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات مومنًا مستکمل الایمان۔ خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ کامل الایمان مومن ہو کر مرا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنة ثم منکر ونکیر۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا اس کو موت کا فرشتہ جنت کی بشارت دیتا ہے پھر منکر اور نکیر۔ الا ومن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجها۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوگیا۔ بہشت کی طرف اس شان و شوکت اور اس سج دھج کے ساتھ جائے گا جس طرح دلہن اپنے شوہر کے گھر ناز و انداز سے جاتی ہے۔ الا ومن مات علی حب آل محمد جعل الله زوار قبره ملائکة الرحمة۔ خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوگیا اس کی قبر کی زیارت رحمت کے فرشتے کرتے ہیں۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات علی السنة والجماعة خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ سنت اور جماعت پر مرا۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد جاء یوم القیامة مکتوب بین عینیه آیس من رحمة الله۔ خبردار! جو شخص آل محمد کا دل میں بغض رکھ کر مرا تو قیامت کے روز اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان

لکھا ہوا ہوگا۔ یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافراً۔ خبردار! جو شخص آل محمد کا بغض اپنے دل میں رکھ کر فوت ہوا وہ کافر ہو کر فوت ہوا۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ۔ خبردار! جو شخص آل محمد کا کینہ اپنے دل میں لئے ہوئے فوت ہوا، وہ بہشت کی بو تک نہیں سونگھے گا۔"

(بحوالہ حموینی، فصل الخطاب اور روح البیان)

باب ۴

(حدیث سفینہ نوح، حدیث باب حطہ بنو اسرائیل، حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کے بیان میں

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ خانہ کعبہ کے دروازے کو پکڑے ہوئے فرما رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن ترکھا غرق
"میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی اس پر سوار ہوگیا تھا۔ نجات پا گیا تھا اور جس نے کشتی نوح کو چھوڑ دیا تھا غرق ہوگیا تھا۔"

۲۔ الاوسط میں یہ فقرہ زیادہ ہے۔ انما مثل اھل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفرلہ "میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے جو اس دروازے سے داخل ہوگیا تھا۔ اسے بخش دیا گیا تھا۔"

۳۔ ابو طفیل حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوذر خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے۔ جو کشتی نوح پر سوار ہوگیا تھا، نجات پا گیا تھا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا غرق ہوگیا تھا اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے۔ جو اس سے داخل ہوگیا تھا۔ اس کو بخش دیا گیا تھا۔
بحوالہ طبرانی الاوسط میں، ابو یعلی الصغیر میں، امام احمد بن حنبل بروایت حضرت ابوذر اور جمع الفوائد۔
نیز اس حدیث کو بزار اور ابن مغازلی نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے

نیز سلمہ بن اکوع نے اور ابن معتمر نے ابوذر سے اور سعید بن مسیب نے ابوذر سے روایت کیا ہے۔ نیز حموینی نے ابوذر غفاری سے اس فقرہ کی زیادتی کے ساتھ حدیث کو نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے۔ جو اس سے داخل ہوگیا اس کو بخش دیا گیا۔" ابن مغازلی نے ابوذر سے حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ کو نقل کیا ہے۔ حموینی نے حنش بن معتمر سے وہ ابوذر سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں۔ الفصول المہمہ میں مالکی نے حضرت ابوذر کے غلام رافع سے وہ حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں۔ ثعلبی اور سمعانی نے بھی حدیث سفینہ کو نقل کیا ہے۔

۴۔ سلیم[1] بن قیس ہلالی کا بیان ہے کہ میں اور حنش بن معتمر مکہ میں موجود تھے۔ اس اثنا میں حضرت ابوذر کھڑے ہوگئے آپ نے خانہ کعبہ کے دروازے کی زنجیر کو پکڑ کر فرمایا۔ "جو شخص مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اس کو معلوم ہونا چاہیئے میں جندب بن جنادہ ابوذر ہوں۔ اے لوگو! میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی نوح پر

---

[1] حضرت سلیم بن قیس ہلالی حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ آپ کا انتقال ۷۶ھ میں ہوا۔ جناب سلیم نے ایک کتاب تالیف فرمائی تھی جو حال ہی میں مطبع حیدریہ نجف اشرف عراق سے شائع ہوگئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت سلیم نے رسول اللہ کے انتقال کے بعد سے لیکر مابعد کے واقعات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ آپ نے اس کتاب کو جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں بھی پڑھا تھا۔ امام نے سن کر فرمایا تھا یہ تمام ہماری احادیث ہیں۔ یہ جلیل القدر کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ گراں قدر کتاب جب صادق آل محمد کی خدمت میں پیش ہوئی۔ تو حضرت نے فرمایا من لم یکن عندہ من محبینا و شیعتنا کتاب سلیم بن قیس الھلالی لم یکن عندہ من امرنا شئی وھو ابجد الشیعۃ وھو سر من اسرار آل محمد جس ہمارے محب اور شیعہ کے پاس سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب نہیں وہ ہمارے امر کے متعلق کچھ نہیں جانتا یہ کتاب شیعہ مذہب کا ابجد ہے اور اس میں آل محمد کے راز مخفی ہیں۔
علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں اعتبار الکتب کے تحت اس کتاب کا بحوالہ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام ذکر کیا ہے۔ اس احقر نے اس کا اردو ترجمہ کر دیا ہے لیکن عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ابھی تک اس کے ترجمہ کی اشاعت معرض التوا میں پڑی ہوئی ہے۔ خدا کرے وہ وقت جلد آئے جب یہ کتاب اردو کے لباس میں ملبوس ہوکر مومنین کے ہاتھوں میں پہنچ جائے اور دوستداران اہل بیت رسول کے ایمان کی زیادتی کا باعث ہو۔ آمین ۱۲
(الاحقر محمد شریف عفا اللہ عنہ و عن والدیہ)

سوار ہوگیا تھا۔ نجات پاگیا تھا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا ہلاک ہوگیا تھا۔ میرے اہل بیت کی مثال تم میں بنو اسرائیل کے باب حطہ کی مانند ہے جو اس دروازے سے داخل ہوگیا تھا نجات پاگیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر تم ان کا دامن پکڑے رہوگے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک کتاب خدا ہے دوسرے میری عترت ہے۔ یہ دونوں آپس میں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔

۵۔ فرائد السمطین میں حموینی نے سعید بن جبیر سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے علی میں علم کا شہر ہوں تم اس کا دروازہ ہو شہر میں دروازے سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ شخص بالکل جھوٹا ہے جس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور حالانکہ تم سے دشمنی رکھتا ہے (اے علی) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے۔ تیری روح میری روح ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیری ظاہری بات میری ظاہری بات ہے۔ جس نے تیری اطاعت کی وہ سعید ہے۔ جس نے تم سے بغض رکھا وہ شقی ہے جس نے تمہیں دوست رکھا وہ فائدہ میں رہے گا جس نے تم سے دشمنی کی وہ گھاٹے میں رہا۔ جو تیرا دامن پکڑے رہا کامیاب ہوگیا جس نے تم کو چھوڑ دیا ہلاک ہوگیا۔ میرے بعد تم اور تیری اولاد سے جو ائمہ پیدا ہوں گے ان کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی نوح پر سوار ہوگیا تھا نجات پاگیا تھا۔ جس نے کشتی نوح کو چھوڑ دیا تھا غرق ہوگیا تھا (اے علی) تم لوگوں کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ اگر ایک ستارہ غائب ہوجاتا ہے تو دوسرا ستارہ نمودار ہوجاتا ہے۔ یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔"

فصل حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں

۶۔ (بحذف اسناد) یزید بن حیان کا بیان ہے کہ میں حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے جب ہم لوگ زید کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے کہا اے زید تم نے خیر کثیر کو حاصل کرلیا ہے۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ کی حدیث کو سنا آپ کے ساتھ جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ ہم لوگوں نے کہا اے زید وہ حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی ہمیں بیان کیجئے۔ زید نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میں بوڑھا ہوگیا ہوں، میری موت قریب ہے ان بعض چیزوں کو بھول گیا ہوں جو رسول اللہ سے یاد کی تھیں اور جو حدیث میں تم سے بیان کروں اس کو قبول کرنا۔ اگر تم قبول نہ کرو تو مجھے اس بارے میں تکلیف نہ دیجئے۔ پھر زید نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر ایک چشمہ پر ہمیں خطبہ دیا۔ (اس چشمہ کو خم (غدیر) کہتے ہیں جو مکہ اور مدینہ کی راہ کے درمیان ہے)

رسول اللہ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی وعظ اور ذکر کیا۔ پھر فرمایا اے لوگو! قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا ایلچی پہنچ جائے اور میں اس کی بات (موت) کو قبول کرلوں۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ کتاب خدا کو پکڑو اور اس کے دامن سے متمسک ہوجاؤ۔ کتاب خدا کی پیروی پر ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔ فرمایا (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں (دو دفعہ فرمایا) حصین نے کہا اے زید آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی عورتیں آپ کے اہل بیت نہیں ہیں؟ زید نے کہا آپ کی عورتیں آپ کے اہل بیت ہیں۔ لیکن (درحقیقت) آپ کے اہل بیت وہ اشخاص ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا وہ کون ہیں؟ زید نے کہا وہ آل علیؑ، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔ حصین کا بیان ہے کہ میں نے کہا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہا ہاں۔

۷۔ (بحذف اسناد) جریر کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (ایک) اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے جس نے اس سے تمسک کیا اور اس کو پکڑا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا۔"

۸۔ (بحذف اسناد) یزید بن حیان زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم زید کے پاس گئے۔ اور کہا، (اے زید) تم نے بھلائی کو دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور رسول اللہ کی اقتدا میں نماز کو پڑھا الخ

ابو حیان کی حدیث بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ زیادتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک کتاب خدا ہے۔ جو اللہ کی رسی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت یافتہ ہے۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہے دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ اسی روایت میں ہے کہ ہم نے کہا آپ کی عورتیں آپ کے اہل بیت نہیں ہیں؟ زید نے کہا خدا کی قسم عورت تو ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور قوم کے پاس لوٹ جاتی ہے۔ رسول اللہ کے اہل بیت وہ ہیں جو آپ کی جڑ اور عصبہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔"

۹۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ ہم غدیر خم کے مقام پر اترپڑے۔ نماز جامعہ کی ندا کی گئی۔ رسول اللہ نے نماز ظہر ادا فرمائی۔ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم۔ قالوا بلیٰ، قال الستم تعلمون انی اولیٰ

بکل مؤمن لفسہ قالوا بلی ؛ آخذاً بید علی فقال لهم من کنت مولاہ فعلی مولاہ ، اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ۔ قال لقیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لك یا ابن ابی طالب اصبحت مولی کل مؤمن و مؤمنة کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں مومنین کے نفسوں سے بہتر ہوں ۔ لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے ۔ رسول اللہ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے ان سے کہا جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے ۔ براء کا بیان ہے کہ آپ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے ۔ اے ابوطالب کے بیٹے تمہیں مبارک ہو ۔ آپ تو ہر مومن اور مومنہ کے سردار ہو گئے

(بحوالہ ثعلبی بروایت براءؓ)

۱۰۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وادی خم غدیر میں اترے ۔ رسول اللہ نے خطبہ دیا اور فرمایا : کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے افضل ہوں ۔ لوگوں نے عرض کیا ایسا ہی ہے ۔ فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں ۔ اے اللہ جو علی سے دوستی رکھے تو اس کو دوست رکھ جو علی سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ ۔

۱۱۔ (بحذف اسناد) جامع ترمذی باب مناقب اہل بیت میں جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج کے موقع عرفہ کے دن اس حالت میں دیکھا کہ آپ اپنی قصوٰی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ۔ "اے لوگو ! میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں اگر اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ۔ کتاب خدا اور میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں ۔"

۱۲۔ ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا " میں تم میں وہ چیز چھوڑنے والا ہوں اگر اس کا دامن پکڑو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ۔ ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ۔ ایک کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک اسی کی طرح کھنچی ہوئی ہے ۔ دوسرے میری عترت جو اہل بیت ہیں ۔ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے ۔ دیکھو (میرے بعد) ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو

۱۳۔ (بحذف اسناد) حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ آخری حج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا اے لوگو ! مجھے (اللہ) لطیف اور خبیر نے خبر دی ہے کہ ہر نبی کو اپنے سے گذشتہ نبی کے مقابلہ میں نصف زندگی عطا ہوتی ہے ۔ قریب ہے کہ مجھے (اللہ کی جانب سے) بلاوا آ جائے تو میں اس پر لبیک کہوں گا ۔ میں حوض پر (قیامت کے روز) موجود ہوں گا جب وہاں تم میرے پاس وارد ہو گے تو میں تم سے دو چیزوں کے متعلق تم سے سوال کروں گا ۔ دیکھو ! (میرے بعد) ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو

ایک ثقل اکبر ہے جو کتاب خدا ہے ۔ اس کا ایک کونا اور حصہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ۔ اس کو مضبوطی سے پکڑ لو ، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے ۔ اس (کتاب خدا) میں تبدیلی نہ کرو ۔ (دوسرے) میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں ۔ مجھے لطیف اور خبیر (خدا) نے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے ۔ حتیٰ کہ حوض پر میرے پاس وارد ہوں گے ۔"

۱۴۔ مشکوٰۃ المصابیح میں براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خم غدیر کے مقام پر اترے تو حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کی جان سے بہتر ہوں ۔ لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے ۔ فرمایا اے میرے اللہ جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں ۔ اے میرے اللہ ! تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے ۔ حضرت علیؑ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہو گئی ۔ آپ نے عرض کیا اے ابوطالب کے فرزند تمہیں مبارک ہو کیونکہ آپ تمام مومنین اور مومنات کے سردار ہو گئے ہیں (بحوالہ روایت احمد بن حنبل)

۱۵۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا عنقریب مجھے بلایا جائے گا اور میں لبیک کہوں گا ۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں ، ایک اپنے رب کی کتاب (دوسرے) اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں ۔ دیکھو ! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو"

۱۶۔ کتاب ابن ماجہ میں براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس حج سے واپس آئے جس حج کو آپ نے ادا کیا تھا ۔ آپ راستہ میں اتر گئے ۔ نماز جامعہ کا حکم فرمایا حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا کیا میں مومنین کی جان سے افضل نہیں ہوں " لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے ۔ فرمایا کیا میں ہر مومن کی جان سے افضل نہیں ہوں ؟" لوگوں نے کہا ایسا ہی ہے ۔ فرمایا "جس کا میں سردار ہوں یہ اس کے سردار ہیں ۔ اے اللہ ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے ۔"

۱۷۔ مشکوٰۃ المصابیح میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ جس کا میں سردار ہوں ۔ اس کے علیؑ سردار ہیں (اے اللہ) تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے ۔ (بحوالہ روایت احمد بن حنبل اور جامع ترمذی)

۱۸۔ (بحذف اسناد) کتاب مسند احمد بن حنبل میں ابن سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " عنقریب مجھے بلایا جائے گا اور میں جواب دوں گا ۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں ۔ اگر تم ان کا دامن پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے ۔ ان میں ایک دوسری سے بڑی

ہے۔ بڑی ان میں کتاب خدا ہے۔ جو رسی کی طرح آسمان سے کھنچی ہوئی زمین تک پہنچی ہے (دوسرے) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے جب میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے"۔ ابن نمیر کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب اعمش سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "دیکھو! ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو"

۱۹۔ (بحذف اسناد) زیادات مسند میں علی بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں زید بن ارقم سے اس وقت ملا کہ جب آپ مختار کے پاس جا رہے تھے یا مختار کے ہاں سے واپس آ رہے تھے۔ میں نے زید کی خدمت میں عرض کیا، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ زید نے کہا، ہاں!

۲۰۔ (بحذف اسناد) زیادات المسند میں زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا ہے جو رسی کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان کھنچی ہوئی ہے (دوسرے) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں جب تک میرے پاس حوض پر نہ پہنچ جائیں جدا نہ ہوں گے۔"

۲۱۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج کے موقعہ پر مکے سے واپس ہو کر غدیر جحفہ پر اُتر کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! میں اپنی گرانقدر چیز کے متعلق تم سے سوال کروں گا تم اس کے بارے میں میرا کیا خیال رکھتے ہو۔ ان دو میں بڑی کتاب خدا ہے۔ ایک کنارہ اور کونہ اس کا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کونہ اس کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کو پکڑے رکھو۔ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ دوسرے میری عترت ہے۔" پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا "جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔ اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔" رسول اللہ نے اس جملہ کو تین بار دہرایا۔

۲۲۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ غدیر خم کے مقام پر اُترے۔ اس موقعہ پر ارشاد فرمایا "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک دوسری سے بڑی ہے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ دیکھو! تم ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں۔" پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا "جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔ جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ سردار ہیں۔" پھر فرمایا "اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے

دشمنی رکھے۔" میں نے (ابوالطفیل نے) کہا تم نے اس حدیث کو سنا تھا۔ زید نے کہا جو شخص بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور کان سے سنا تھا۔"

۲۳۔ (بحذف اسناد) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "اے لوگو! میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں، اگر تم ان دونوں کو پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک دوسری سے بڑی ہے (ایک) کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی ہے (دوسری) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں گے۔"

۲۴۔ (بحذف اسناد) مسند احمد بن حنبل میں بریدہ سے روایت ہے کہ میں یمن کی لڑائی میں حضرت علیؑ کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ میں نے علی میں ایک ایسی بات دیکھی جس کا ذکر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا اور میں نے علیؑ کی عیب جوئی کی تھی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ فرمایا "اے بریدہ! میں مومنین کی جان سے افضل نہیں ہوں؟" میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے۔ فرمایا "جس کا میں سردار ہوں۔ اس کے علی سردار ہیں۔"

فصل حدیث غدیر پر لوگوں کی شہادت

۱۔ (بحذف اسناد) مسند امام احمد بن حنبل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ[1] کے صحن میں لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں ہر مسلمان سے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اس نے غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سنا تھا۔ سترہ آدمیوں نے

---

[1] مسجد کوفہ بہت بڑی مسجد ہے جس میں ایک ہی وقت میں لاکھوں آدمی سما سکتے ہیں۔ جس میں بارہ مصلے چبوتروں کی شکل میں بنے ہوئے ہیں۔ جہاں مختلف آئمہ اور انبیاء نے نماز ادا کی تھی۔ جس جگہ حضرت امیرالمومنین بیٹھ کر فیصلہ جات فرمایا کرتے تھے۔ اس چبوترے کو اب بھی دکۃ القضا امیرالمومنین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کا باعث جو تنور بنا تھا وہ مسجد کوفہ کے اندر بیان کیا جاتا ہے۔ جہاں سے پانی اُبل پڑا تھا اور طوفان نوح آ گیا تھا۔ روایات کی رو سے مسجد کوفہ فضیلت کے لحاظ سے مسجد الحرام سے کم نہیں ہے۔ مسجد کوفہ کے فضائل تحریر کرنے کا یہ محل نہیں ہے۔"

(محمد شریف عفی عنہ)

کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے ہاتھ کو پکڑا تھا تو لوگوں سے فرمایا تھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنین سے ان کی جان سے افضل ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علیؑ سردار ہیں۔ اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے، تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔"

۲۔ (بحذف اسناد) مسند امام احمد بن حنبل میں ابو عمر سے روایت ہے کہ میں نے علی کو (کوفہ کی مسجد کے) صحن میں لوگوں کو قسم دے کر دریافت کرتے ہوئے سُنا۔ تیرہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ "جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علیؑ سردار ہیں، اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے"!

بحوالہ زیادات المسند مؤلفہ عبداللہ بن احمد بروایت ابوطفیل، ابن مغازلی اور موفق بن احمد

۳۔ (بحذف اسناد) مسند احمد بن حنبل میں رباح بن حارث سے روایت ہے کہ ایک گروہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں (مسجد کوفہ کے) صحن میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا اے ہمارے آقا آپ پر ہمارا سلام ہو۔ حضرت نے فرمایا تم قوم عرب ہو میں تمہارا سردار و آقا کیسے ہوں؟" انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن فرماتے ہوئے سُنا تھا۔ "جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علی سردار ہیں"۔ رباح کا کہنا ہے کہ میں ان کے پیچھے ہو لیا اور ان سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ وہ انصار کا گروہ ہیں۔ اور ان میں ابو ایوب انصاری بھی ہے۔ (بحوالہ ابن مغازلی)

۴۔ کتاب اصابہ مؤلفہ شیخ ابن حجر عسقلانی شافعی میں ابو قدامہ کے حالات میں تحریر ہے جس کو ابو العباس احمد بن محمد سعید بن عقدہ نے کتاب الموالات میں ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریقوں کو جمع کیا ہے، اور ایک طریق میں ابو طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفہ میں حاضر تھے۔ حضرت نے (لوگوں سے) فرمایا۔ میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ (تم میں سے) غدیر خم کے روز کون موجود تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اس کو اٹھنا چاہیئے اور (اس بات کی) گواہی دینا چاہیئے۔ سترہ آدمی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ یہ حدیث رسول اللہ سے سُنی تھی۔ اس حدیث کی ایک سند یعلی بن مرہ اور دوسری سند ابو اسحاق سے روایت ہے۔ ابو اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے اتنے لوگوں نے بیان کیا جن کا میں شمار نہیں کر سکتا اور ایک روایت کو زر بن حبیش سے بیان کیا

گیا ہے کہ مسجد کوفہ کے صحن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو قسم دے کر (حدیث غدیر کے متعلق) دریافت کیا۔ سترہ آدمیوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (گواہی دینے والے یہ حضرات تھے) قیس بن ثابت، حبیب بن بدیل بن ورقاء، زید بن شراحیل انصاری، عامر بن لیلی غفاری، عبدالرحمن بن مدلج، ابو ایوب انصاری، ابو زینب انصاری، ابو قدامہ انصاری، عبدالرحمن بن عبد ربہ اور ناجی بن عمرو خزاعی، وہ حضرات جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت طلبی کے بغیر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی خبر دی ہے۔ ان میں حبہ بن جوین بجلی، حذیفہ بن اسید، عامر بن لیلی ضمرہ اور عبداللہ بن یامیل شامل ہیں۔ ان حضرات کا بیان ہے کہ جب غدیر خم کا دن تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (لوگوں کو) نماز جامعہ کے لئے بلایا۔ حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کیا حتیٰ کہ آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی کو ہم لوگوں نے دیکھا تھا۔ فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں"

۵۔ مناقب میں حضرت سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بات رسول اللہ نے عرفہ کے دن اپنی اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر فرمائی تھی اور مسجد خیف میں بیان فرمائی تھی۔ غدیر کے دن فرمائی تھی اور جس دن آپ کا انتقال ہوا تھا منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ بات یہ تھی۔ "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اگر ان دونوں کا دامن پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں بڑی چیز کتاب خدا ہے اور چھوٹی چیز میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں (اللہ) لطیف اور خبیر نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گی جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں گی۔ حضرت نے دونوں سبابہ انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ خبردار! ان میں ایک دوسری سے مقدم ہے۔ ان دونوں کا دامن پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان کے آگے نہ بڑھو اور نہ ان کو چھوڑ دو اور نہ انہیں تعلیم دو۔ وہ علم میں تم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

۶۔ مسند احمد بن حنبل میں عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے نو آدمی آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابن عباس یا ہمارے ساتھ کھڑے ہو جائیں یا ہمیں چھوڑ دیں ان لوگوں کو بھی چھوڑ دیجئے۔ ابن عباس نے کہا بلکہ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ ان لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے گفتگو کی جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔ لیکن عبداللہ ابن عباس کو ان کی گفتگو سے تکلیف ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ اپنا کپڑا جھاڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے ان لوگوں پر اُف اور تف ہو ایسے شخص کے خلاف ہو گئے ہیں جس کی دس خصوصیات ہیں (ان میں سے ایک بھی کسی کو حاصل نہیں۔ فتح خیبر کے روز رسول اللہ نے جس کے حق میں

فرمایا تھا کل میں (کفار کے مقابلہ میں) ایسے شخص کو روانہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے کبھی رسوا نہیں کیا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ اس شرف کی حرص کی (حضرت عمرؓ) نے خواہش کی تھی سو کی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ علیؑ کہاں ہیں۔ کسی نے کہا آٹا پیس رہے ہیں۔ فرمایا تم میں سے کوئی جا کر آتا پیسے۔ حضرت علی اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی آنکھیں آشوب کی وجہ سے دکھتی تھیں اور آپ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن آپ کی آنکھوں میں لگایا۔ پھر حضرت نے علم فوج کو تین مرتبہ ہلایا اور حضرت علی کو دے دیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برائت دے کر روانہ کیا۔ آپ کے جانے کے بعد پیچھے سے حضرت علی کو مکہ کی طرف روانہ کر دیا تھا اور فرمایا اس سورہ کو وہ شخص لے کر جا سکتا ہے جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ رسول اللہ نے اپنے چچا سے فرمایا تھا تم میں کون میرا دنیا اور آخرت میں ساتھ دے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا (اے اللہ کے رسول) میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے پہلے علیؑ مجھ پر ایمان لائے تھے۔ رسول اللہ نے اپنا کپڑا لے کر حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ پر ڈال دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (ان کے حق میں) کہا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ حضرت علی نے شب ہجرت اپنی جان بیچ ڈالی تھی۔ رسول اللہ کا کپڑا اوڑھ کر اپنی جگہ سو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک کے موقعہ پر لوگوں کے ساتھ تشریف لے گئے۔ حضرت علی نے عرض کیا۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ رسول اللہ نے فرمایا نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رو پڑے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم نبی نہیں ہو۔ اس وقت یہی مناسب ہے کہ میں (جہاد میں) چلا جاؤں اور تم میرے قائم مقام رہو۔ رسول اللہ نے فرمایا تم میرے بعد ہر مومن اور ہر مومنہ کے سردار ہو۔ رسول اللہ نے مسجد کے تمام دروازے بند کرا دیئے تھے لیکن حضرت علی کا دروازہ کھلا رکھا تھا۔ آپ مسجد میں جنب کی حالت میں آتے جاتے رہتے تھے۔ حضرت علیؑ کی ادھر ہی سے راہ گزر تھی اور کہیں نہیں تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں۔"

---

[1] ان تمام احادیث کو امام نسائی نے اپنی کتاب خصائص امیرالمومنین علی علیہ السلام میں مفصل اور مختلف اسناد کے ساتھ درج کیا ہے۔ خصائص امیرالمومنین میں ایک لاجواب تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف پر امام نسائی (باقی اگلے صفحہ پر)

۷۔ مناقب میں احمد بن عبداللہ بن سلام حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا فرمائی تھی۔ پھر ہماری طرف اپنے بزرگ چہرہ کے ساتھ متوجہ ہو کر فرمایا" اے میرے اصحاب کا گروہ! میں تمہیں اللہ کے ساتھ تقویٰ اور اللہ کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں۔ مجھے (اللہ کی) دعوت پہنچ چکی ہے۔ میں اس کو قبول کروں گا۔ (وفات پا جاؤں گا) میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا (دوسرے) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں گے۔ ان سے تعلیم حاصل کرو اور ان کو تعلیم نہ دو وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔"

۸۔ عطا بن سائب الکیہلی سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ "اے گروہ مومنین! مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے کہ میں (اس دنیا سے) انتقال کرنے والا ہوں۔ میں تمہیں ایک ایسی بات سے آگاہ کرتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو گے تو نجات پاؤ گے۔ اگر اس کو چھوڑ دو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ میرے اہل بیت میری اولاد اور میرے مخصوص بندے ہیں اور میری حمایت کرنے والے ہیں۔ تم سے دو گرانقدر چیزوں کے متعلق سوال (قیامت کے روز) کیا جائے گا (ایک) کتاب خدا ہے (دوسرے) میرے اہل بیت اور میری عترت ہیں۔ اگر تم ان دونوں سے متمسک ہو جاؤ گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ دیکھو! ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔"

۹۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن ابی وقاص سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا (دوسرے) میرے اہل بیت یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے۔ جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہو گے، اگر ان کا اتباع کرو گے اور ان کے دامن سے لپٹے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔" ان لوگوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کو جامع دمشق میں اس قدر زدوکوب کیا تھا کہ امام موصوف زخموں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گئے تھے۔ یہ کتاب مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ احقر نے اس کا اردو ترجمہ کر کے شائع کرا دیا ہے۔ اگر اردو میں حضرت کے خصائص کی تفصیل مطلوب ہو تو اس اردو ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (محمد شریف عفی عنہ)

میں جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ میرا سردار ہے
میں ہر مومن کا سردار ہوں۔"
یہ حدیث کی سند کا پہلا سلسلہ ہے دوسرا سلسلہ اس طرح ہے۔ اے لوگو! میں تم میں دو امر چھوڑنے
والا ہوں۔ اگر ان دونوں کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے
میرے اہل بیت۔ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہونگے۔"
(بحوالہ حافظ ابو محمد عبدالعزیز الاخضر فی معالم العترۃ النبویۃ)

۱۹۔ طبرانی نے اس حدیث کو روایت کرکے یہ عبارت زیادہ کی ہے (رسول اللہ نے فرمایا) "میں نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرکے حاصل کیا تھا۔ اس نے یہ دونوں مجھے عطا کر دی تھیں۔ ان کے آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ان کے پیچھے رہنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ان (اہل بیت) کو نہ سکھانا یہ تم سے زیادہ سیکھے ہوئے ہیں۔"

۲۰۔ حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی اپنی کتاب نظم درر السمطین میں ان الفاظ سے زید بن ارقم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج سے واپس تشریف لائے تھے تو فرمایا "اے لوگو! میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا اور تم میرے بعد آجاؤ گے۔ تم عنقریب مجھے حوض پر پاؤ گے۔ میں تم سے اپنی ثقل کے متعلق دریافت کروں گا۔ کہ تم نے ان میں میرا کیا لحاظ رکھا تھا" ایک آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول وہ دو گرانقدر چیزیں کیا ہیں؟ حضرت نے فرمایا ان میں بڑی ثقل اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک کونہ اور کنارہ اللہ کے ہاتھ میں اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں موجود ہے۔ چھوٹی ثقل میری عترت ہے۔ ان دونوں کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ جس نے میرے قبلہ کو قبول کر لیا اور میری دعوت کو مان لیا تو اسے چاہیئے کہ میری عترت کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔ ان کو قتل نہ کرنا۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ ان کے حق میں کوتاہی نہ کرنا۔ میں نے ان دونوں کو اللہ سے مانگ کر حاصل کیا تھا۔ اللہ نے یہ دونوں چیزیں مجھے عطا کی تھیں۔ یہ دونوں میرے پاس اس طرح حوض پر وارد ہوں گی" حضرت نے دونوں تسبیح پڑھنے والی انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ فرمایا" ان دونوں کا مددگار میرا مددگار ہے۔ ان کو چھوڑنے والا میرا چھوڑنے والا ہے۔ ان کو دوست رکھنے والا مجھے دوست رکھنے والا ہے ان کا دشمن میرا دشمن ہے۔"

۲۱۔ حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج
[illegible] فرمایا، اے لوگو! مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم

سے بھی باز پرس ہوگی اور تم کس بات کے قائل ہو"؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے (اللہ کی راہ میں) تبلیغ کی، کوشش فرمائی اور لوگوں کو (راہ راست کی) کی نصیحت کی۔ اللہ آپ کو اچھی جزا عطا کرے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ جنت حق ہے۔ دوزخ حق ہے اور موت کے بعد دوبارہ اُٹھنا درست ہے" لوگوں نے عرض کیا ہاں اس بات کی ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا "اے اللہ! گواہ رہنا" پھر فرمایا اے لوگو! اللہ میرا سردار ہے اور میں مومنین کا سردار ہوں اور میں مومنین کی جان سے ان سے افضل ہوں۔ جس کا میں سردار ہوں، اس کے یہ علیؑ سردار ہیں۔ اے اللہ! تو اس سے دوستی رکھ جو اس سے دوستی رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے، پھر فرمایا "میں تم سے پہلے حوض (کوثر) پر موجود ہونگا اور تم بھی میرے پاس حوض پر وارد ہوگے۔ حوض بصریٰ سے لے کر صفا کے علاقہ سے زیادہ چوڑا ہے۔ اس میں چاندی کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی جن کے ذریعہ پیاسی مخلوق حوض کوثر کے پانی سے سیراب کی جائے گی۔ جب تم میرے پاس حوض پر وارد ہوگے تو میں تم سے دو گرانقدر چیزوں کے متعلق سوال کروں گا۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ بڑی گرانقدر چیز کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کونہ تمہارے ہاتھ میں۔ (دوسری چیز) میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ اگر ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ مجھے (اللہ) لطیف اور خبیر نے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہ ہوں گے۔" بحوالہ طبرانی

۲۲۔ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء وغیرہ میں ابوالطفیل سے روایت کی کہ حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجالائے اور پھر فرمایا "میں اللہ کے نام پر قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ غدیر خم کے روز کون کون موجود تھا" حضرت نے فرمایا وہ شخص کھڑا نہ ہو جو صرف یہ کہے "مجھے (غدیر خم کے متعلق) خبر دی گئی ہے یا مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ وہ شخص کھڑا ہو جس کے کانوں نے سُنا ہو اور اس کے قلب نے محفوظ رکھا ہو۔ سترہ آدمی کھڑے ہوگئے (سترہ آدمی یہ ہیں) خذیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، ابوشریح خزاعی، ابوقدامہ انصاری، ابولیلیٰ انصاری، ابوالہیثم بن تیہان اور چند آدمی قریش کے اور تھے۔ حضرت نے فرمایا، بتاؤ تم نے کیا سنا تھا" ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے

ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رسول اللہ کے آخری حج سے واپس آ رہے تھے تو ہم غدیر خم کے مقام پر اُترگئے۔ رسول اللہ نے نماز جامعہ کی منادی کرائی۔ ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ پھر حضرت قیام فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا۔ "اے لوگو! (میرے متعلق کیا کہتے ہو) لوگوں نے عرض کیا (اے اللہ کے رسول) آپ نے (احکام خداوندی کی) تبلیغ فرمائی۔ رسول نے تین مرتبہ فرمایا۔ "اے میرے اللہ گواہ رہنا" - پھر فرمایا "قریب ہے مجھے (پروردگار کی جانب سے) بلاوا آجائے اور میں اس کو قبول کروں گا۔ مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا۔ اور تم سے بھی باز پرس ہوگی" پھر فرمایا "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا، دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ یہ اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں گے۔ مجھے (اللہ) لطیف خبیر نے اس بات سے آگاہ کیا ہے" پھر فرمایا۔ اللہ میرا سردار ہے اور میں مومنیں کا سردار ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہاری جانوں سے تم سے افضل ہوں"۔ لوگوں نے تین بار عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر (رسول اللہ) نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا تھا اور فرمایا تھا "جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ علیؑ سردار ہیں۔ اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے۔ اور تو اس کو دشمن رکھ جو علیؑ سے دشمنی کرے" حضرت نے فرمایا "تم لوگ سچ کہتے ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں"

۲۳۔ (بحذف اسناد) ابوطفیل زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تم میں اپنے دو قائم مقام چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا جو رسی کی طرح آسمان سے لے کر زمین تک کھینچ دی گئی ہے (دوسری) میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں اس وقت ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر نہ پہنچ جائیں"

۲۴۔ مسند احمد بن حنبل میں عبد بن حمید کی روایت عمدہ سلسلہ روایت کے ساتھ تحریر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) "میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں اگر اس کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے۔ (دوسرے) میری اولاد جو اہل بیت ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں گے"

۲۵۔ علامہ طبرانی نے اپنی کتاب الکبیر میں معتبر راویوں سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) "میں تم میں (اپنے) دو قائم مقام چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا ہے۔ (دوسرے) میرے اہل بیت

ہیں۔ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز آپس میں جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں"

۲۶۔ حمزہ اسلمی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں (فرمایا) "میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں اگر اس کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ کتاب خدا اور میری اولاد جو اہل بیت ہیں۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ یہ دونوں اس وقت تک آپس میں جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں" دیکھو! ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو"

۲۷۔ ابن عقدہ اپنی کتاب الموالات میں عامر بن ابولیلیٰ بن ضمرہ اور حذیفہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اے لوگو! اللہ میرا سردار ہے میں تمہاری جان سے تم سے افضل ہوں۔ یقین جانو جس کا میں سردار ہوں اس کے یہ سردار ہیں حضرت نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا حتیٰ کہ تمام حاضرین نے پہچان لیا تھا" پھر فرمایا۔ اے اللہ! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس کا دشمن ہو تو اس سے دشمنی رکھ" پھر فرمایا "میں تم سے ثقلین کے متعلق سوال کروں گا جب تم میرے پاس حوض پہ وارد ہوگے۔ دیکھو! تم ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو" لوگوں نے عرض کیا ثقلین کیا چیز ہے۔ فرمایا "ثقل اکبر کتاب خدا ہے۔ جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کونہ تمہارے ہاتھ میں۔ ثقل اصغر میری اولاد ہے۔ مجھے لطیف وخبیر (اللہ) نے آگاہ کیا ہے یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ مجھ سے ملاقی ہوں گے۔ میں نے اللہ سے اس بات کا ان کے متعلق سوال کیا تھا اللہ نے میرا سوال پورا کر دیا۔ ان (اہلبیت) سے آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کو مت سکھانا یہ تم سے زیادہ سیکھے ہوئے ہیں"

۲۸۔ (بحذف اسناد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "میں نے تم میں دو چیز چھوڑی ہے اگر اس کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے جس کا ایک کونہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے میں۔ (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں"۔ بحوالہ ابن عقدہ۔ اسحاق بن راہویہ۔

۲۹۔ (بحذف سند) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) "میں تم میں دو چیز چھوڑنے والا ہوں۔ اگر اس کو پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے جس کا ایک کونہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں (دوسرے) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں"۔

(بحوالہ درلالی المدینہ الطاہرۃ اور حافظ جعفانی)

۳۰۔ بزار نے اس طرح نقل کیا ہے (رسول اللہ نے فرمایا) میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں یعنی کتاب خدا اور میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں۔ تم لوگ ہرگز گمراہ نہ ہوگے اگر ان دونوں کا دامن پکڑے رہوگے"

۳۱۔ ابوذر سے روایت ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے دروازے کی زنجیر پکڑ کر کہہ رہے تھے "اے لوگو! میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں (ایک) کتاب خدا (دوسری) میری اولاد۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں۔ دیکھو! ان دونوں کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو" بحوالہ ترمذی

۳۲۔ (بحذف سند) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "اے لوگو! میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں، ایک ثقل اکبر ہے دوسری ثقل اصغر ہے۔ ثقل اکبر وہ رسی ہے جس کا ایک کونہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں، یہ اللہ کی کتاب ہے اگر اس کو پکڑوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ثقل اصغر میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ لطیف اور خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ اس وقت تک آپس میں جدا نہیں ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں۔ میں نے یہ بات ان دونوں کے متعلق سوال کی تھی اور اس نے میری بات قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرے گا کہ تم نے کتاب خدا اور میرے اہل بیت کے متعلق میرا کیا خیال رکھا؟"

۳۳۔ (بحذف اسناد) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "یقیناً تم میں گرانقدر چیزیں بطور قائم مقام کے چھوڑی ہیں اگر ان دونوں کا دامن پکڑوگے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے"

۳۴۔ صواعق محرقہ میں یہ حدیث تیس صحابیوں سے روایت کی گئی ہے اور اکثر طرق روایات صحیح اور حسن ہے۔ بزار نے اپنی مسند میں ام ہانی بنت ابوطالب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حج سے مراجعت فرما کر خم غدیر کے مقام پر نزول فرمایا۔ پھر کھڑے ہو کر اپنی جدائی کا پیغام سنایا۔ فرمایا "اے لوگو! قریب ہے کہ میرے پاس بلاوا آجائے اور میں اس کو قبول کر لوں۔ میں نے تم میں دو چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کے دامن کو پکڑوگے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں موجود ہے۔ (دوسری چیز) میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ یہ دونوں چیزیں جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پہ وارد ہوں گی"

۳۵۔ (بحذف اسناد) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خم غدیر کے روز علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ ہم نے آپ کی بغل کی سفیدی کو دیکھ لیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا "میں جس کا سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں" پھر فرمایا تھا "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں بطور قائم مقام کے چھوڑے جا رہا ہوں (ایک) کتاب خدا ہے (دوسرے) میری اولاد ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں۔

۳۶۔ (بحذف اسناد) فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا فرماتے ہوئے سنا جبکہ حضرت کا تمام کا تمام حجرہ اصحاب سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اے لوگو! قریب ہے کہ میرا دنیا سے جلد انتقال ہو جائے... یقین جانو میں تم میں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد جو اہل بیت ہیں چھوڑنے والا ہوں" پھر حضرت نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا "یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض (کوثر) پہ وارد نہ ہوں" (روز قیامت) میں تم سے باز پرس کروں گا کہ تم نے ان کے بارے میں میرا کیا خیال رکھا تھا"

۳۷۔ (بحذف اسناد) عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے ذریعہ مکہ کو فتح کیا تھا تو اس کے بعد رسول اللہ طائف کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ حضرت نے طائف کا محاصرہ سترہ ساعت یا انیس رات تک جاری رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے طائف کو فتح کرا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ فرمایا۔ "میں تمہیں اپنی اولاد کے متعلق بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہاری وعدہ گاہ حوض (کوثر) ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ ضرور ادا کرنا۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسا آدمی روانہ کروں گا جو مجھ جیسا ہوگا جو تمہاری گردنوں کو اڑا دے گا" پھر حضرت نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "وہ یہ ہیں"

۳۸۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کا انتقال ہو گیا حضرت علی اور فضل بن عباس کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں کا سہارا لیتے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے۔ اگر اس کا دامن پکڑوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں۔ آپس میں خود نمائی نہ کرنا، حسد نہ کرنا، بغض نہ رکھنا اور جیسا تمہیں اللہ نے

حکم دیا ہے بھائی بھائی بن کر رہنا۔ پھر میں تمہیں اپنی اولاد کے بارے میں جو میرے اہل بیت ہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میں اس گروہ انصار کے بارے میں بھی تمہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔" جابر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفہ کے دن اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا سوار ہوئے دیکھا اور آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جو کہ میں نے سنا۔ خطبہ یہ تھا "اے لوگو! میں نے تم میں دو چیز چھوڑی ہے اگر اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد ہے۔ جو اہل بیت ہیں۔" بحوالہ ترمذی

۳۹۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ کے آخری حج کے موقعہ پر آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ جحفہ کے مقام پر پہنچے تو اتر پڑے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا۔ "اے لوگو! مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی باز پرس ہوگی۔ تم کیا بات کہتے ہو؟" لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کی، نصیحت کی، اور پوری طرح ان چیزوں کو ادا فرمایا۔" فرمایا میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور تم میرے پاس حوض پر وارد ہوگے۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں قائم مقام کے طور پر چھوڑے جا رہا ہوں اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں یہ اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔" پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں تم سے تمہاری جانوں سے افضل ہوں؟" لوگوں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ علیؑ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے فرمایا "جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں۔ اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔"

۴۰۔ حافظ جمال الدین زرندی عبد اللہ بن زید بن ثابت وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اس کو مہلت دیا جائے یعنی اس کو موت سے کچھ مہلت مل جائے اور جو نعمت اللہ نے اسے دی ہے اس سے فائدہ اٹھا لے تو میری وجہ سے اس شخص کو میرے اہل بیت سے حسن سلوک کرنا چاہئیے جو شخص میری وجہ سے میرے اہل بیت کا خیال نہیں کرتا اس کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ وہ میرے پاس قیامت کے روز اسی حالت میں وارد ہوگا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔"

۴۱۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آخری بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہن اقدس سے نکلی وہ یہ تھی "میری وجہ سے میرے اہل بیت کے ساتھ بھلائی کرنا"۔ بحوالہ جواہر العقدین۔ الاوسط طبرانی

باب ۵

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو لوگوں کی میل سے پاک کرنے کے بیان میں

۱۔ جمع الفوائد میں عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں۔ نہ یہ محمد کے لیے حلال ہیں اور نہ آل محمد کے لئے۔" (بحوالہ مسلم ابوداؤد اور نسائی)

۲۔ مشکوٰۃ میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کے خرما میں سے ایک خرما لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے حسنؑ! اس کو تھوک کر نکال دو۔" پھر فرمایا کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔" (متفق علیہ مسلم و بخاری)

۳۔ مشکوٰۃ میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب کہیں سے کھانا پیش کیا جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے "یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے۔" اگر کہا جاتا تھا کہ صدقہ ہے تو آپ صحابہ سے فرماتے تھے اس کو تم کھا جاؤ۔ حضرت خود نہیں کھاتے تھے اگر کہا جاتا تھا کہ یہ طعام ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے تو آپ صحابہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ (متفق علیہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)

۴۔ جمع الفوائد میں ابورافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ کا مال بطور استعمال کے دیا تو ابورافع نے چاہا کہ وہ اس شخص کے ساتھ شریک ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ کسی قوم کا غلام اس قوم میں شمار ہوتا ہے۔"

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے اہل بیت میں تمہارے لئے صدقات کی کوئی چیز حلال نہیں کرتا اور نہ (مسلمانوں کے) ہاتھوں کی میل۔ (زکوٰۃ) تمہارا خمس میں پانچواں حصہ ہے جو تمہارے لئے کافی ہے۔"

۶۔ جواہر العقدین میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان نالاؤں سے پانی نوش فرمایا۔ حضرت سے کہا گیا کہ آپ صدقہ کا پانی پیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا "ہم پر وہ صدقہ حرام ہے جو فرض ہوتا ہے۔"

۷۔ جواہر العقدین میں امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا۔ اسی دوران میں ہمارے پاس صدقہ کا مال آیا۔ میں نے اس سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال

دی۔ رسول اللہ نے اپنا ہاتھ میرے منہ میں ڈال کر اس کو لعاب سمیت نکال لیا۔ فرمایا۔ تمہیں علم نہیں ہے ہم آل محمد میں صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔"

۸۔ (بحذف اسناد) جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے ذوالقربیٰ کے حصہ کو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب میں تقسیم کیا تو میں اور عثمان بن عفان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ لوگ تو اولاد ہاشم میں ہیں ان کی فضیلت سے کوئی انکار نہیں۔ یہ فضیلت آپ کی وجہ سے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنو ہاشم سے قرار دیا ہے۔ لیکن آپ نے اولاد مطلب کو بھی (ذوالقربیٰ کا حصہ) عطا کیا ہے اور ہمیں کچھ نہیں دیا۔ اولاد مطلب اور ہم آپ کے نزدیک ایک جیسے ہیں۔ حضرت نے فرمایا انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں مجھے نہیں چھوڑا۔"

۹۔ رشید بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں موجود تھا۔ اسی اثنا میں ایک آدمی خرما کا تھال لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا یہ صدقہ ہے۔ آپ نے اس تھال کو لوگوں کے آگے کر دیا۔ امام حسن بن علی حضرت کے سامنے موجود تھے۔ حضرت امام حسن نے ایک کھجور کو لے کر اپنے منہ میں ڈال دیا۔ حضرت نے اپنی انگلی حضرت امام حسن کے منہ میں ڈال کر کھجور کو نکال کر باہر پھینک دیا۔ فرمایا "ہم آل محمد ہیں ہم صدقہ نہیں کھائیں گے۔ اولاد ہاشم اور اولاد مطلب ایک چیز ہیں۔ حضرت نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر دیا۔" بحوالہ بخاری۔ ابو داؤد)

۱۰۔ ابو داؤد میں سدی سے روایت ہے کہ ذوالقربیٰ سے مراد اولاد مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ صدقہ فقرا اور مسکینوں کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ جانتے رہو کہ جو مال غنیمت کا تمہیں ہاتھ آئے تو اس میں اللہ، رسول اور ذوالقربیٰ کا پانچواں حصہ ہے۔

فرمان خداوندی ہے ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ۔ بستی والوں سے جو مال بطور غنیمت کے رسول کو ہاتھ آئے اس میں اللہ، رسول اور ذوالقربیٰ کا حصہ ہے۔

۱۱۔ جواہر العقدین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کے ساتھ اس کے اہل بیت کو بہت سی چیزوں میں شریک کیا ہے۔ امام فخر الدین نے ان کو شمار کیا ہے۔

ا۔ سلام میں شریک کیا ہے نبی علیہ السلام کے متعلق کہا ہے۔ "اے نبی تم پر سلام، اللہ کی رحمت اور اللہ کی برکتیں نازل ہوں" اور اہل بیت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے "سلام ہو یاسین کی آل پر"

(یسین سے مراد رسول اللہ ہیں)

ب۔ جس طرح تشہد میں رسول اللہ پر درود بھیجنا ضروری ہے اس طرح آپ کی آل پر درود بھیجنا ضروری ہے، تاکہ محمدؐ پر درود ادھورا نہ ہو۔

ج۔ آل محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ طہارت میں شریک ہیں۔ رسول اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے طٰہٰ (اے طاہر) ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ۔ اے طاہر ہم نے قرآن اس لئے تم پر نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف میں پڑ جاؤ بلکہ یہ قرآن ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ (طٰہٰ سے مراد حضرت محمدؐ ہیں)

اہل بیت علیہم السلام کے متعلق ارشاد ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

د۔ آل محمد رسول اللہ کے ساتھ حرمت صدقہ میں شریک ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ "صدقہ نہ محمدؐ کے لئے حلال ہے اور نہ آل محمد کے لئے۔"

ح۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "محمد ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری متابعت کرو تب تمہیں اللہ دوست رکھے گا۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کے اہل بیت کے متعلق فرمایا "محمد ان سے کہہ دو کہ میں اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قربیٰ سے محبت کرو۔"

۱۲۔ عیون الاخبار میں ریان بن صلت سے روایت ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام بمقام مرو مامون کی مجلس میں تشریف لائے۔ مامون کی مجلس میں عراق اور خراسان کے علماء کی ایک جماعت جمع تھی۔ مامون نے علماء سے کہا مجھے اس آیت ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کے معانی بتاؤ۔ علماء کی جماعت نے کہا اللہ نے اس سے تمام امت کو مراد لیا ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اولاد ہے۔ اگر تمام امت مراد ہوتی تو تمام کی تمام جنت میں جاتی حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذالک ھو الفضل الکبیر۔ کچھ (لوگ) ظالم ہیں، کچھ میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں اور کچھ اللہ کے اذن سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔" یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے تمام عترت طاہرہ کو جنت میں جمع کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے جنات عدن یدخلونہا یحلون فیہا من اساور من ذھب۔ وہ لوگ جنت عدن میں داخل ہوں گے جہاں وہ سونے کے

ا؎ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

کا فقرہ نہیں ہے)۔

دوسرا:۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

تیسرا:۔ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (یہ آیت مباہلہ کے متعلق نازل ہوئی اور میدان مباہلہ میں) رسول صرف علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور حضرت فاطمہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کو لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انفسنا سے نفس علیؑ مراد لیا اور اس بات پر رسول اللہ کا وہ فرمان دلالت کرتا ہے جو اللہ نے بنی ولیعہ کو فرمایا تھا (جو یہ تھا) "بنی ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے ورنہ میں ان کے پاس ایسے جوان کو بھیجوں گا جو میری مانند ہوگا یعنی حضرت علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ ہوں گے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس میں علی کے ساتھ کوئی آدمی شریک نہیں ہو سکتا۔

چوتھا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد سے لوگوں کو نکال دیا تھا۔ لیکن اپنی عترت کو رہنے دیا تھا۔ اس بارے میں لوگوں نے اور حضرت عباس نے رسول اللہ کے اس فعل پر اعتراض کیا تھا۔ عباس نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے علیؑ کو مسجد میں رہنے دیا ہے اور ہمیں نکال دیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا نہ میں نے اس کو مسجد میں رہنے دیا اور نہ تم لوگوں کو نکالا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسجد میں رہنے دیا ہے اور تم لوگوں کو نکال دیا ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ کا اپنا فرمان علی علیہ السلام کے متعلق موجود ہے (جو یہ ہے) "تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے واوحینا الی موسیٰ واخیہ ان تبوءا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ۔ اس آیت میں جو منزلت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی وہ منزلت حضرت علیؑ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے۔ بوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ اس مسجد میں رسول اللہ اور اس کی آل کے علاوہ کوئی نہیں رہ سکتا"۔ علماء کی جماعت نے کہا یہ بیان تم اہل بیت کے ہاں پایا جاتا ہے اور اس کا انکار کون کرے۔

پانچواں:۔ اللہ تعالیٰ کا قول وآت ذالقربیٰ حقہ (اے محمد اپنے قرابتداروں کو ان کا حصہ دے دو) یہ اہل بیت کے لئے خاص خصوصیت ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا یہ فدک کا علاقہ ہے جو بغیر جہاد کئے ہوئے حاصل ہوا ہے۔ جہاں گھوڑے اور سواریاں نہیں دوڑائی گئیں۔ اس لئے یہ میرا خاص حق ہے۔

کنگنوں سے آراستہ کئے جائیں گے۔ وراثت (کتاب) صرف عترت طاہرہ کے لئے ثابت ہے۔ اس میں کوئی اور شریک نہیں ہے جن کی شان میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الا وانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما ایہا الناس انکم لا تعلموہم فانہم اعلم منکم۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ان پر صدقہ حرام ہے اور کسی پر صدقہ حرام نہیں ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وراثت اور طہارت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوئی ہے جو منتخب اور ہدایت یافتہ ہوں نہ کہ تمام لوگ۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ولقد ارسلنا نوحا وابراہیم وجعلنا فی ذریتہما النبوۃ والکتاب فمنہم مہتد وکثیر منہم فاسقون (اس آیت سے یہ بات) ثابت ہے کہ نبوت کے وارث اور کتاب کے وارث وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہوں نہ کہ فاسق۔ (محمد کی) عترت کی فضیلت اور رسول پر ثابت ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم (آل عمران سے مراد آل محمد ہے) اللہ کا فرمان ہے ام یحسدون الناس علی ما آتاہم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ وآتیناہم ملکا عظیما۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام مومنین سے خطاب کیا ہے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہ اہل بیت وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اور حکمت کے ساتھ مقرون کیا ہے اور اس بات پر لوگوں نے ان پر حسد کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عترت کو اپنی کتاب کے بارہ مقامات پر منتخب کیا ہے۔

پہلا:۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان وانذر عشیرتک الاقربین ورہطک المخلصین۔ اے محمد اپنے قریبیوں کو ڈراؤ اور اپنے مخلص گروہ کو۔ ابی بن کعب کی قرأت میں ایسا ہے اور یہ بات عبداللہ بن مسعود کے قرآن میں موجود تھی اور یہ بہت بڑی منزلت ہے (اب قرآن مجید میں ورہطک المخلصین

لہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) مرو اس زمانہ میں ایران کی سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔ یہ سرسبز شہر کوہ کے دامن میں اب بھی آباد ہے۔ نہایت خوبصورت شہر ہے طہران سے براستہ مشہد قم وہاں سے براستہ لاری سفر شہر میں جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے۔ امام رضا علیہ السلام مامون کے بلاوے پر مدینہ سے یہاں تشریف لائے اس وقت حضرت کی عمر قریبا انتیس سال تھی ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

اس میں مسلمانوں کا کوئی حق نہیں جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو میں نے فدک کو تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اور اس فدک کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے لے لو۔

چھٹا:۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ یہ خصوصیت آل محمد کو حاصل ہے اور کسی کو حاصل نہیں آل محمد کی محبت و مودت اللہ کی طرف سے ہر مومن پر فرض ہے جو مومن خلوص کے ساتھ آل محمد کی محبت رکھے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ والذین آمنوا وعملوا الصالحات فی روضات الجنۃ لھم ما یشاؤن عند ربھم ذلک ھو الفضل الکبیر (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ بہشت کے سبزہ زاروں میں رہیں گے جہاں وہ چاہیں گے رہیں گے (یہ عطیہ) ان کو اپنے رب کی جانب سے عطا ہوا ہے۔ یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔

ذالک الذی یبشر اللہ عبادہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات (یہ وہ چیز ہے کہ جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں) اور آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (اہل بیت کے حق میں فضیلت میں) کھلی ہوئی تشریح ہے لیکن اکثر لوگوں نے اس آیت کی پابندی نہیں کی۔

ابوالحسن نے فرمایا مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی آپ میرے دادا سے وہ اپنے ابا سے وہ امیر المومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مہاجرین اور انصار جمع ہو کر عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول آپ کے پاس باہر کے ملکوں کے وفد آتے رہتے آپ کو خرچ کی ضرورت پڑتی ہے یہ ہمارا مال و جان حاضر ہے۔ اس کے متعلق اپنا حکم صادر فرمایئے۔ جتنا ہمیں عطا فرمائیں عطا فرمایئے اور جس قدر اپنے پاس رکھیں بخوشی رکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے روح الامین کو نازل کر کے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا اور کہا اے محمد قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (کہہ دیں میں تم سے اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے قرابتداروں سے محبت کرو) وہ لوگ چلے گئے۔ منافقین نے کہا کہ کیا چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر پیش کر دی ہے اور جو چیز ہم نے پیش کی تھی اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اپنے بعد اپنے قرابتداروں کی محبت پر ہمیں برانگیختہ کیا ہے۔ یہ بات کچھ بھی نہیں ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ نے مجلس میں بیٹھ کر جھوٹ کہہ دیا ہے یہ ایک کھلی ہوئی تہمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ام یقولون افتری علی اللہ

کذباً فان یشاء اللہ یختم علی قلبک ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور (کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اللہ پر جھوٹ کہا ہے (اے محمد) اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگا دے اور باطل کو مٹا دے اور اپنے کلمات سے حق کو ثابت کر دے۔ وہ سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے کسی آدمی کو بھیج کر ان کو بلوا بھیجا اور فرمایا کیا بات ہے؟ کہنے لگے ہمارے بعض افراد نے سخت نازیبا کلام کیا جس کو ہم برا تصور کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے یہ (مذکورہ بالا) آیت تلاوت فرمائی۔ یہ آیت سن کر وہ لوگ رو پڑے اور ان کا رونا زوروں پر تھا اسی دوران میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات ویعلم ما تفعلون (اللہ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے۔

ساتواں:۔ قرآن مجید کی یہ آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے آپ پر سلام کرنا تو سیکھ لیا ہے آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وال محمد کما صلیت وبارکت علی ابراھیم وال ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید اللہ تعالیٰ نے کہا سلام علی آل یاسین سلام ہو یسین کی آل پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر سلام ہو۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام کی آل میں سے کسی پر سلام نہیں بھیجا۔

آٹھواں:۔ آیت ہے انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ۔ اللہ نے ذوالقربیٰ کا حصہ اپنے حصے اور رسول کے حصے کے ساتھ شامل کیا ہے۔ یہ بھی آل محمد کی فضیلت ہے۔ امت کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ آیت میں لفظ یتامیٰ اور مساکین کا جو ذکر ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ یتیم جب اس کا یتیم ہونا ختم ہو جائے اور مسکین جب اس کا مسکین پن باقی نہ رہے تو اس کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہ رہے گا۔ لیکن حضرت کے ذوالقربیٰ قیامت تک مال غنیمت کے حصے میں حقدار رہیں گے۔ ان میں غنی اور فقیر برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حصے کو اپنے حصہ کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اور اسی طرح اطاعت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے اور فرمایا یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ نیز فرمایا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ

والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اللہ نے ان حضرات کی تابعداری کو رسول اور اپنی تابعداری کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اسی طرح ان کی ولایت کو اپنی اور اپنے رسول کی ولایت کے ساتھ شامل کیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے حصے کو اپنے اور اپنے رسول کے حصہ کے ساتھ مال غنیمت میں شامل کیا ہے اور جب مال صدقہ کا قصہ درپیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسول کی شخصیت اور اہل بیت کے وجود کو اس سے پاک رکھا، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبھم والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حرام ہے یہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے۔ ان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ ہر نجاست اور میل سے پاک ہیں۔ جب اللہ نے ان کو پاکیزہ بنایا تو ان کو اپنے لئے منتخب کر لیا اور ان حضرات کی ذات کے لئے وہ چیز پسند کی جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے وجود کے لئے اس بات کو نامناسب سمجھتا ہے جو بات اپنی ذات کے لئے ناگوار تصور کرتا ہے۔

نواں:۔ قرآن مجید کی آیت ہے۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل ذکر سے دریافت کرو) اہل ذکر ہم اہل بیت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم ذکر ہیں۔ ہم چونکہ آپ کے اہل بیت ہیں اس لئے اہل ذکر ہیں۔ چونکہ سورہ الطلاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین آمنوا قد انزل الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم آیات اللہ بینات (اے صاحبان عقل اللہ سے ڈرو، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں۔ تمہارے پاس ہم نے رسول کو جو ذکر ہے بھیجا جو اس کی روشن آیات تم پر تلاوت کرتا ہے)

دسواں:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے) حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم واخواتکم۔ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کی آل ہیں اور تم رسول اللہ کی آل نہیں ہو۔ اگر تم رسول اللہ کی آل ہوتے تو آپ پر تمہاری بیٹیاں رشتہ زوجیت میں منسلک کرنے کے لئے حرام ہوتیں اگرچہ رسول اللہ زندہ ہی کیوں نہ ہوتے۔ لیکن اللہ نے ہماری بیٹیاں محمد پر حرام کر دی تھیں کیونکہ وہ محمد کی اولاد تھیں۔

گیارھواں سورہ مومن میں ہے۔ قال رجل من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم (ایمان پوشیدہ رکھنے والا شخص) فرعون کے

ماموں کا بیٹا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو فرعون کے نسب کے ساتھ منسوب کیا ہے اور اس کو فرعون کے دین کے ساتھ منسوب نہیں کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں (آل سے) مخصوص کیا ہے۔ اگرچہ ہم ولادت کے اعتبار سے بھی رسول اللہ کی آل ہیں (باقی) لوگوں کو اللہ نے دین کے ساتھ مکمل کیا ہے۔ آل اور امت میں یہی فرق ہے۔

بارھواں:۔ (اللہ تعالیٰ کی) آیت وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا۔ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ پانچ نماز کے وقت حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہم السلام کے دروازے پر آکر فرماتے تھے الصلوٰۃ علیکم یرحمکم اللہ۔ نماز ادا کرو خدا تم پر رحمت نازل کرے ابوالحسن (علی) علیہ السلام نے کہا اللہ کا حمد ہے جس نے ہمیں اس کرامت عظمیٰ کے ساتھ مخصوص کیا، مامون اور علماء کہنے لگے اللہ تعالیٰ آپ کو اس امت کی جانب سے جزائے خیر عطا کرے۔ تم اہلبیت ہو ہم مشتبہ مسئلہ کی شرح اور بیان تمہارے سوا اور کہیں نہیں ڈھونڈ سکتے۔

۱۳۔ (بحذف اسناد) محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت (وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھراً) سے مراد حضرت رسول اللہ، علی، فاطمہ علیہم السلام ہیں۔

۱۴۔ مشکوٰۃ میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم نے اس آیت فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات کی تفسیر میں فرمایا کہ تمام کے تمام بہشت میں ہونگے (بحوالہ ترمذی)

۱۵۔ جواہر العقدین میں ابن عباس اور زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے ان دونوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (عنقریب اللہ تم کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مرضی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل بیت کو بہشت میں داخل کرے۔

۱۶۔ صواعق محرقہ میں ذخرہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی یہ تھی کہ آپ کے اہل بیت میں سے کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل نہ کرے (العیاذ باللہ)

باب ۶

ان احادیث کے ذکر میں کہ حب علی ایمان ہے۔ حدیث فتح خیبر

اور حدیث منزلت کے بیان میں

۱۔ صحیح مسلم کے جزو ثالث کے شروع باب الدلیل میں ہے کہ انصار اور حضرت علیؓ کی محبت ایمان ہے اور علامات ایمان میں شامل ہے اور ان حضرات سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

۲۔ (بحذف اسناد) عدی بن ثابت ذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا کہ نبیؐ امی نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھے مومن دوست رکھے گا۔ اور منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔"

۳۔ صحیح نسائی میں اعمش عدی بن ثابت سے وہ ذر سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے نبیؐ امی نے عہد کیا تھا کہ نہیں دوست رکھے گا تمہیں مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا۔ مگر منافق۔
(بحوالہ مسند احمد بن حنبل اور طبرانی)

۴۔ سنن ترمذی میں اعمش عدی بن ثابت سے وہ ذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ تمہیں مومن دوست رکھے گا اور تم سے منافق بغض رکھے گا۔" یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

۵۔ ترمذی میں مساور الحمیری اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؓ کو منافق دوست نہیں رکھے گا اور مومن آپ سے بغض نہیں رکھے گا۔" یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

۶۔ (بحذف اسناد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گروہ انصار منافقین کو علیؓ کے بغض کی وجہ سے جانتے تھے۔" یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔

۷۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم گروہ انصار منافقین کو علی کے بغض کی وجہ سے جانتے تھے۔" (جو علی سے بغض رکھتا تھا وہ منافق ہوتا تھا)

۸۔ مسند احمد بن حنبل میں اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم گروہ انصار

منافقین کو نہیں جانتے تھے مگر علیؓ کے بغض کی وجہ سے۔"

۹۔ امام احمد بن حنبل مسند میں اعمش سے وہ عدی بن ثابت سے وہ ذر بن حبیش سے وہ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ تمہیں دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔"

۱۰۔ عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم اہلبیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔"

۱۱۔ الجمع بین الصحیحین میں حضرت علی سے آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اے علی، تم سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن۔ تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔

۱۲۔ حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں عدی بن ثابت سے وہ ذر بن حبیش سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب کو فرماتے ہوئے سنا "قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا، مجھ سے نبی نے عہد کیا تھا کہ تمہیں دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق" ابونعیم نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے۔

۱۳۔ سنن ابن ماجہ قزوینی میں اعمش سے وہ عدی بن ثابت سے وہ ذر بن حبیش سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ مجھے دوست نہیں رکھیگا مگر مومن اور مجھ سے دشمنی نہیں رکھے گا مگر منافق۔"

۱۴۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو نہیں دوست رکھے گا مگر منافق اور علی سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔" اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۱۵۔ ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں۔" اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔

۱۶۔ نہج البلاغہ میں علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر میں مومن کی ناک کو اپنی اس تلوار سے ٹکڑے کر دوں کہ وہ میرے ساتھ بغض رکھے تو وہ ہرگز میرے ساتھ بغض نہیں رکھے گا۔ اگر منافق پر دنیا کی تمام نعمتیں پیش کر دوں کہ وہ مجھے دوست رکھے تو ہرگز مجھے دوست نہیں رکھے گا۔ یہ فیصلہ نبی امی صلعم کی زبان سے ہو چکا ہے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا اے علیؓ، مومن تم سے بغض نہیں رکھے گا۔ اور منافق تمہیں دوست نہیں رکھے گا۔"

۱۷- عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے ہم اہلبیت سے بغض رکھا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔"

۱۸- مشکوٰۃ میں سہل بن سعید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں ایسے مرد کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت کرے گا۔ وہ ایسا مرد ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے جب صبح کا وقت ہوا تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس غرض کے لئے حاضر ہوئے کہ حضرت ان کو علم عنایت کریں گے۔ رسول اللہ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا آپ کو میرے پاس لاؤ۔ علی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ نے آپ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا آپ بالکل ٹھیک ہو گئے گویا کہ آپ کی آنکھوں میں کوئی تکلیف اور درد تھا ہی نہیں۔ رسول اللہ نے آپ کو علم عطا کر دیا۔ علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک ہماری مانند (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا (اے علی) میانہ روی سے چلے جایئے جب ان کے علاقہ میں اتر جائیں تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا اور ان کو اس بات سے آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ان پر کیا کیا واجب ہیں۔ خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان میں سے ایک آدمی کو بھی راہ راست پہ لے آئے تو تمہارے لئے یہ بات سرخ اونٹوں کے حصول سے بہتر ہے۔" متفق علیہ بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو سلمہ بن اکوع کی سند سے بھی روایت کیا ہے

۱۹- مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی جنگ کے روز فرمایا کہ میں یہ علم کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اس کے ہاتھوں پہ فتح دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے سرداری کی خواہش اس روز کے سوا کبھی نہیں ہوئی۔ میں متواتر اس خواہش میں سرگرداں رہا کہ مجھے علم عطا کیا جائے گا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بلا کر علم فوج آپ کے سپرد کر دیا اور فرمایا (اے علی) سیدھے چلے جاؤ۔ ادھر ادھر نہ دیکھنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے کامیابی کی دولت سے نوازے گا۔ حضرت عمر نے کہا کہ حضرت علی تھوڑی دیر تشریف لے گئے پھر ٹھہر گئے اور بغیر منہ پھیرے کہا اے اللہ کے رسول ان سے کب تک لڑتا رہوں۔ حضرت نے فرمایا جب تک یہ لوگ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت

کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ لوگ اس بات کا اقرار کر لیں تو تم پہ اس شہادت کی وجہ سے ان کا خون بہانا اور مال لینا منع ہے۔ اور ان کا حساب کتاب اللہ کے ہاں ہے۔ اللہ نے علی کو فتح مندی کی دولت سے مالا مال کیا۔" ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ خیبر حضرت علی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

۲۰- جمع الفوائد میں تحریر ہے کہ قلعہ خیبر کا مالک مرحب تھا۔ وہ قلعہ سے باہر نکل کر یہ رجز پڑھنے لگا۔

"خیبر کا قلعہ مجھے جانتا ہے۔ میرا نام مرحب ہے۔ ہتھیاروں سے لیس ہوں۔ تجربہ کار جنگجو اور بہادر ہوں جبکہ جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں۔"

حضرت علی نے (جواباً) یہ رجز پڑھا:-

"میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر (سانپ کے دو ٹکڑے کرنے والا) نام رکھا۔ جنگل میں رہائش رکھنے والا خونخوار اور بہادر شیر ہوں۔ سخت موٹی کلائیوں والا اور مضبوط گردن والا ہوں۔ جنگل کے شیر کی مانند نہایت ہیبت ناک ہوں۔ میں اپنی تلوار سے (تمہارے سروں پر) ایسی چوٹیں لگاؤں گا جیسے لوہار سندان پہ لوہے کو چوٹیں لگاتا ہے۔ نہیں ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پیٹھ کی ہڈی دو ٹکڑے ہو جائے گی۔"

حضرت نے مرحب کے سر پہ ایسا بھرپور وار کیا جس سے وہ قتل ہو گیا۔ یہ قلعہ حضرت علی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ (رواہ مسلم ابوداؤد)

۲۱- عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ ایک مدت تک جاری رکھا۔ لیکن خیبر فتح نہ ہو سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا:-

"کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ وہ قلعہ کو فتح کیے بغیر واپس نہیں لوٹے گا۔ ہم نے رات اس خوشی میں بسر کی کہ کل ہمیں فتح نصیب ہو گی۔ اس کا ہم نے بے چینی سے انتظار کیا۔ پھر رسول اللہ نے علی کو کھڑا کیا اور آپ کو علم عنایت کیا۔ اللہ نے آپ کو فتح نصیب کی۔ اور بے چینی سے رات بسر کرنے والوں میں میں بھی تھا۔"

۲۲- (بحذف اسناد) صحیح بخاری میں مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور علی کو اپنا قائم مقام بنایا۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنا قائم مقام لڑکوں اور عورتوں میں کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم

اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ لیکن یہ یقین جانو کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔"

۲۳۔ (بحذف اسناد) صحیح بخاری میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔"

۲۴۔ (بحذف اسناد) صحیح مسلم میں عامر بن سعد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" سعید کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ میں خود اس بارے میں سعد سے ملاقات کروں گا۔ میں نے سعد سے ملاقات کی اور وہ حدیث بیان کی جو مجھے عامر نے بیان کی تھی۔ سعید نے کہا میں نے یہ حدیث (رسول اللہ سے) سنی ہے۔ سعید کا بیان ہے کہ میں نے کہا۔ تم نے یہ حدیث سنی ہے۔ سعد نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں پہ رکھ کر کہا۔ ہاں! میں نے یہ حدیث سنی ہے) ورنہ یہ دونوں کان بند ہو جائیں۔

۲۵۔ مسلم میں مصعب بن سعد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کے موقعہ پر علی بن ابی طالب کو اپنا خلیفہ بنایا۔ علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو تمہیں مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۲۶۔ مسلم میں ابراہیم بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم اس بات پہ راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا۔"

۲۷۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں عطیہ بن عوضی سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تمہیں مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نیز امام احمد نے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص سے ... سے یہ سعید بن مسیب سے وہ سعد بن ابی وقاص

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسٰے سے حاصل تھی۔" یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۸۔ مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو جنگ بدر کے روز (دشمنوں کی طرف) اس طرح بڑھتے ہوئے دیکھا۔ جس طرح تیز رو اسپ بڑھتا ہے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ سے جنگ کے بہادران یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اگرچہ میری عمر چھوٹی ہے۔ لیکن جنگ کے اداب سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جب رات چھا جائیگی تو ان پر بلائے ناگہانی کی طرح حملہ کروں گا۔

۲۹۔ (بحذف اسناد) عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "یہ علیؑ ہیں۔ اس کا گوشت میرا گوشت اس کا خون میرا خون اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔"

۳۰۔ (بحذف اسناد) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے آپ سے فرمایا اے ام سلمہ سنو اور گواہ رہو یہ علیؑ میرے علم کا ظرف اور میرا دروازہ ہیں جہاں سے داخل ہونا ہے۔ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں اور میرے ساتھ (بہشت کے) بلند حصہ میں قیام پذیر ہوں گے۔"

۳۱۔ (بحذف سند) زید بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ نے اپنے اصحاب کا ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ قائم کیا۔ علیؑ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ لیکن میرے ساتھ ایسا نہیں کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰے سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تم میرے بھائی ہو۔ تم میرے وارث ہو۔ تم میرے ساتھ میرے محل میں میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ رہو گے۔ تم میرے رفیق ہو۔ پھر رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی، (اہل بہشت) بھائی بھائی ہوں گے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر قیام فرما ہوں گے۔" اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کی نگاہ سے پیش آئیں گے۔

۳۲۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے علی مسجد میں جو چیز میرے لئے جائز ہے وہ تمہارے لئے بھی جائز ہے۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰے سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو ایسے ہٹاؤ گے جیسے بیماری زدہ اونٹ پانی سے

ہٹایا جاتا ہے۔ ان کو اپنے عوسج عصا سے ہٹاؤ گے۔ گویا کہ میں اپنے حوض پر تمہارے مقام کو دیکھ رہا ہوں"

۴۳۔ (بحذف اسناد) عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ تمہیں ابوتراب کو سب کرنے سے کونسی چیز منع کرتی ہے۔ سعد نے کہا تین چیزیں ہیں جب تک میں ان کو یاد رکھوں گا ابوتراب کو گالیاں نہیں دُوں گا۔ اگر میرے لئے ان میں ایک چیز بھی حاصل ہو جاتی تو وہ میرے لئے سرخ اُونٹوں سے بہتر ہوتی۔ پہلی چیز جو آپ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ جب رسول اللہ نے ایک جنگ کے موقعہ پر آپ کو خلیفہ بنایا تھا تو علی نے عرض کیا تھا۔ اے اللہ کے رسول مجھے تو آپ نے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کو موسٰے سے حاصل تھا لیکن میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ کو خیبر کی لڑائی کے روز فرماتے ہوئے سُنا کل میں اس شخص کو علم دُوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتا ہے۔ ہم نے اس بشارت کے باعث رات نہایت بے چینی سے بسر کی۔ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو بلایا۔ آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ رسولؐ اللہ نے آپ کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور علم آپ کے سپرد کر دیا۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ فتح عطا کی۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ جب آیت ندع ابناء نا و ابناء کم نازل ہوئی تو رسول اللہ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت (او ران حضرات کو ساتھ لے کر میدان مباہلہ میں تشریف لے گئے) بحوالہ مسلم اور ترمذی۔

۴۴۔ ابن ماجہ میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ معاویہ ایک حج کے موقعہ پر آیا اور آپ کے پاس سعد داخل ہوئے۔ ان حضرات نے حضرت علیؑ کا ذکر کیا۔ سعد نے ان لوگوں سے ایسی بات سنی جس کی وجہ سے ناراض ہو گئے اور کہنے لگے (اے معاویہ) تم ایسے آدمی کے متعلق ناسزا باتیں کہتے ہو جس کے متعلق میں نے رسول اللہ سے سُنا جس کا میں سردار ہوں اس کے سردار ہیں" نیز میں نے رسول اللہ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ "اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسےؑ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔" اور رسول اللہ کو بھی فرماتے ہوئے (جنگ خیبر کے موقعہ پر) سُنا کہ میں کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس

کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔

۴۵۔ عبدالعزیز بن ابی حازم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی سہل بن سعد ساعدی کے پاس آکر کہنے لگا کہ یہ شخص مدینہ کا گورنر ہے۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی کا بیان ہے وہ مروان بن حکم تھا حضرت علی کو منبر کے پاس بیٹھکر ان الفاظ سے یاد کرتا رہتا ہے۔ ابو حازم کا بیان ہے کہ سہل بن سعد نے اس شخص سے دریافت کیا کہ وہ شخص کیا کہتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ وہ علیؑ کے متعلق ابوتراب کہتا رہتا ہے۔ یہ سُن کر سہل ہنس پڑے اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ نام تو آپ کا رسولؐ اللہ نے رکھا تھا۔ یہ نام تو حضرت کو اور ناموں کی نسبت بہت پسند تھا۔ ابوحازم کا بیان ہے میں نے سہل سے یہ حدیث دریافت کی اور عرض کیا اے ابوالعباس اس کا کیا قصہ ہے۔ سہل نے کہا حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر جاکر مسجد میں لیٹ گئے۔ رسولؐ اللہ نے جناب فاطمہ سے فرمایا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کیا مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ مسجد میں علیؑ کے پاس تشریف لے گئے اور علیؑ کی یہ حالت تھی کہ آپکی چادر پشت مبارک سے گر چکی تھی اور حضرت کی پشت پر خاک لگی ہوئی تھی۔ رسولؐ اللہ نے علیؑ کی پشت سے مٹی کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ اور رسول اللہ نے دو مرتبہ فرمایا اے ابوتراب اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔" بحوالہ بخاری

۴۶۔ (بحذف سند) سہل بن سعد کا بیان ہے کہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ منورہ کا گورنر مقرر ہوا اور اس نے سہل بن سعد کو بلا کر اس بات کا حکم دیا کہ وہ حضرت علی کو گالیاں دے۔ سہل نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا اگر اس بات سے انکار ہے تو یوں کہو رحم اللہ اباتراب۔ لیکن اس نے اس طرح بھی نہ کہا۔ نامہ لکھنے والے نے لعن اللہ کی بجائے رحم اللہ لکھ دیا۔ اس سے اس کا مقصد لعن اللہ تھا۔ سہل نے کہا حضرت علیؑ کو ابوتراب سے زیادہ اپنا اور کوئی نام مرغوب نہ تھا۔ حضرت کو جب اس نام کے ساتھ بلایا جاتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ سہل سے کہا گیا کہ ہمیں اس بات سے آگاہ کیجئے کہ علی کا نام ابوتراب کیونکر پڑا۔ اس نے کہا کہ رسولؐ اللہ جب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور وہاں علی موجود نہیں تھے۔ اپنی دختر نیک اختر سے دریافت فرمایا کہ تیرے چچا کے بیٹے کہاں ہیں۔ جناب سیدہ نے عرض کیا۔ میرے اور آپ کے درمیان ایک معاملہ کی وجہ سے شکر رنجی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے مجھے کہکر تشریف نہیں لے گئے۔ رسولؐ اللہ نے ایک آدمی سے کہا، دیکھو! وہ کہاں ہیں؟ اس نے آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مسجد

؎ جو مسلمان پنجتن پاک کو معصوم تصور کرتے ہیں وہ اس حدیث کی صحت تسلیم نہیں کریں گے۔ ۱۲ مترجم

میں سوتے ہوئے ہیں ۔ رسول اللہ تشریف لائے اور حضرت کو اس حالت میں پایا کہ بدن کے ایک حصہ سے چادر گری ہوئی تھی اور اس جگہ مٹی لگی ہوئی تھی ۔ رسول اللہ نے مٹی کو صاف کرنا شروع کر دیا اور فرمایا اے ابو تراب اُٹھو! اے ابو تراب اُٹھو! (بحوالہ مسلم)

باب ۷

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں

اور حدیث علی منی و انا منہ

۱۔ صاحب المناقب نے امام جعفر صادقؑ آپ اپنے باپ سے اور وہ آپ کے دادا علیؑ بن حسینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسن علیہم السلام نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ جب کفار نجران نے میرے نانا سے جھگڑا کیا تو اللہ تعالےٰ نے میرے نانا کی خاطر کہا قل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ (محمد ان سے کہہ دو کہ ہم اپنے فرزند بلاکر (میدان مباہلہ میں) لائیں تم اپنے فرزند۔ ہم اپنی عورتیں بلاکر لائیں تو تم اپنی عورتیں بلاکر لاؤ۔ ہم اپنے نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ۔ پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں) میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے نفس کے طور پر میرے باپ کو لے گئے تھے اور اپنے فرزندوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی حسینؑ اور عورتوں کی بجائے میری ماں فاطمہؑ کو لے گئے تھے ۔ ہم رسول اللہ کے اہل ہیں ۔ ہم آپ کا گوشت ، خون ، اور نفس ہیں ۔ وہ ہم سے ہیں اور ہم اُن سے ہیں ۔

۲۔ عیون الرضا میں ریان بن صلت سے روایت ہے کہ امام رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے انفسنا سے نفس علیؑ مراد لیا تھا اور اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول دلالت کرتا ہے ۔ "بنو ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے ورنہ ان کے پاس ایسا آدمی روانہ کروں گا ، جو میرے نفس کی مثل ہو گا ۔ یعنی علیؑ کو روانہ کروں گا ۔ یہ علیؑ کی وہ خصوصیت ہے جس میں آپ کی کوئی بشر ہمسری نہیں کر سکتا ۔ یہ واقعہ پہلے پانچویں باب میں گزر چکا ہے ۔

۳۔ امام احمد بن حنبل نے مسند اور مناقب میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اولاد ولیعہ کو باز رہنا چاہیئے ۔ ورنہ میں ان کے پاس ایسا آدمی بھیجوں گا ۔ جو میرے

نفس کی مانند ہو گا ۔ جو تم میں میرا حکم نافذ کرے گا ۔ (تمہارے ساتھ) جہاد کرے گا ۔ اور (تمہاری) اولاد کو قیدی بنائے گا ۔ رسول اللہ علی کی طرف متوجہ ہوئے ۔ آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہیں ۔ دو مرتبہ ایسا فرمایا ۔

۴۔ مسند احمد بن حنبل میں عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ثقیف کے وفد سے فرمایا تمہیں اسلام لانا چاہیئے ۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایسا آدمی روانہ کروں گا ۔ جو میرے نفس کی مانند ہو گا ۔ وہ تمہاری گردنیں اڑا دے گا ۔ تمہاری اولاد کو قید کرے گا ، اور تم سے مال چھین لے گا ۔ رسول اللہ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے ۔ اور آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا وہ یہ ہیں ۔

۵۔ مناقب میں علی بن حسن امام علی رضا سے آپ اپنے باپ سے آپ اپنے آباد طاہرین سے وہ حضرات حضرت امیر المومنین علیہم التحیۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا ۔ "اے لوگو! اللہ کا مہینہ (ماہ صیام) برکت ، رحمت اور مغفرت کا پیغام لے کر آگیا ہے ۔ آپ نے ماہ رمضان کی فضیلت بیان کی ۔ پھر رو پڑے میں نے عرض کیا ۔ اے اللہ کے رسول آپ کیوں روتے ہیں " فرمایا اے علی! میں اس بات پر روتا ہوں کہ تم پر اس ماہ میں ایک مصیبت نازل ہو گی ۔ میں تم پر وہ مصیبت نازل ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں ۔ تم (مسجد کوفہ میں) نماز کا ارادہ کر رہے ہو ۔ اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ بدبخت ترین انسان حضرت صالح کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا (یعنی اس کی مانند) اٹھ کر تمہارے سر پہ ضربت لگا رہا ہے ۔ تمہارے سر کے خون سے تمہاری داڑھی کو خضاب کر رہا ہے " میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اس وقت میرا دین تو صحیح و سالم ہو گا ۔ فرمایا ۔ تمہارا دین سالم ہو گا ۔ میں نے عرض کیا یہ تو خوشخبری کی بات ہے اور شکریہ ادا کرنے کے قابل ہے " پھر فرمایا اے علی جس نے تم کو قتل کیا اس نے مجھ کو قتل کیا ۔ جس نے تمہیں ناراض کیا ۔ اس نے مجھے ناراض کیا ۔ جس نے تم پر سب کیا اس نے مجھ پر سب کیا ۔ تم مجھ سے میرے نفس کی مانند ہو ۔ تمہاری روح میری روح سے اور تمہاری مٹی میری مٹی سے پیدا کی گئی ہے ۔ اللہ نے تمہیں اور مجھے اپنے نور سے خلق کیا ۔ مجھے چنا اور تمہیں منتخب کیا ۔ میرا انتخاب نبوت کے لئے ہوا ۔ تمہارا چناؤ امامت کے لئے ۔ جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا ۔ اے علی! تم میرے وصی ، وارث اور میرے فرزندوں کے باپ ہو ۔ میری بیٹی تمہاری بیوی ہے ۔ تیرا حکم میرا حکم اور تیری نہی میری نہی ہے ۔ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا اور مجھے مخلوق سے بہتر گردانا ۔ آپ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں ۔ اللہ کے راز کے امین ہیں ۔ اللہ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں ۔

۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ۔ "علی کو مجھ سے وہ نسبت

بتے جو میرے سر کو مجھ سے ہے

۷۔ صحیح ترمذی میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (جنگ کی غرض) ایک لشکر روانہ کیا اور ان کا سالار علی کرم اللہ وجہ کو مقرر فرمایا۔ حضرت نے ایک لونڈی کو لے لیا۔ لیکن دوسرے سپاہیوں نے اس پر اعتراض کیا۔ چار صحابیوں نے آپس میں چپکیش کر لیا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو رسول اللہ کو علیؑ کے اس فعل سے آگاہ کریں گے۔ مسلمانوں کا یہ دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہلے حاضر ہو کر سلام کرکے پھر اپنے گھروں کو جایا کرتے تھے۔ جب یہ لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان میں سے ایک صاحب نے کھڑے ہو کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے کہ علی نے کیا کیا کام کیا ہے۔ رسولؐ اللہ نے اس کی بات سن کر اس سے اپنا منہ پھیر لیا۔ دوسرے نے کھڑے ہو کر وہی بات دہرائی۔ رسول اللہ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر تیسرے نے کھڑے ہو کر وہی بات دہرائی۔ رسولؐ اللہ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ حتیٰ کہ چوتھے آدمی نے وہی بات اعادہ کی جو پہلے تینوں کہہ چکے تھے۔ رسول اللہ ان سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو؟ چار مرتبہ ایسا فرمایا۔ رسول اللہ کے چہرہ مبارک سے غصہ ٹپک رہا تھا۔ فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔

۸۔ ترمذی میں برا ابن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دو لشکر روانہ کئے ایک لشکر پر حضرت علی کو اور دوسرے پر خالد بن ولید کو سالار مقرر فرمایا۔ حضرت علی نے قلعہ فتح کر لیا۔ اور وہاں سے ایک لونڈی کو نکال کر لے آئے۔ (برا ابن عازب کا بیان ہے) کہ خالد بن ولید نے ایک شکایتی خط لکھا جس میں حضرت علیؑ کی شکایت کی گئی۔ میرے ہاتھ رسول اللہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ میں نے خط کو رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے خط کو پڑھا تو آپ بے چین ہو گئے۔ فرمایا تم نے ایسے آدمی میں کیا عیب دیکھا ہے جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ برا نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی کی پناہ مانگتا ہوں اے اللہ کے رسولؐ میں تو صرف ایک قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ چپ ہو گئے۔

۹۔ اصابہ میں وہب بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ علی بن ابی طالب کے

ساتھ سفر کیا اور میں نے علی میں ناپسندیدہ باتوں کو دیکھا۔ میں نے انہیں باتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کر دی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ تم علی کے متعلق ایسی بات ہرگز نہ کہنا وہ میرے بعد تمہارے سردار ہیں۔

۱۰۔ مشکوٰۃ میں حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میرا پیغام یا میں خود پہنچا سکتا ہوں یا علیؑ۔

۱۱۔ مشکوٰۃ میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ علیؑ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔

۱۲۔ مشکوٰۃ میں برا ابن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا۔ "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔

۱۳۔ حموینی فرائد السمطین میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں کیلے کا خوشہ روانہ کیا۔ رسول اللہ نے کیلے کے چھلکے کو اپنے دست مبارک سے اتارنا شروع کیا۔ اور رس میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ ایک کہنے والے نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! آپ علی کو دوست رکھتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔

۱۴۔ امام احمد بن حنبل مسند میں حبشی بن جنادہ سلولی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میں اپنا پیغام خود پہنچا سکتا ہوں یا علی۔

۱۵۔ اصابہ میں وہب بن حمزہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ علی بن ابی طالب کے ساتھ گیا اور میں نے آپ میں بعض ایسی چیزیں ملاحظہ کیں جن کو میں مکروہ سمجھتا تھا۔ جب میں واپس آیا تو میں نے آپ کی شکایت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم سے کر دی۔ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ کے متعلق ایسا نہ کہا کرو۔ وہ میرے بعد تمہارے سردار ہیں"۔

۱۶۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ نے جب حضرت علیؑ اور آپ کے بھائی جعفر اور اپنے غلام زید کے درمیان حضرت حمزہ کی لڑکی کے جھگڑے کے بارے میں فیصلہ کیا تو حضرت رسول نے فرمایا اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔ پورا خطبہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۷۔ مناقب میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور جبرائیل نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔"

۱۸۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اے ام سلمہ! علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اس کا گوشت میرا اس کا خون میرا خون ہے اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ اے ام سلمہ! سنو اور گواہ رہو۔ یہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں۔"

۱۹۔ (بحذف اسناد) مخدوج بن یزید ذہلی روایت کرتے ہیں کہ جب آیت اصحاب الجنۃ ھم الفائزون نازل ہوئی تو ہم لوگوں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول اصحاب جنت کون لوگ ہیں؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی اور میرے بعد علیؑ کو دوست رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی کی ہتھیلی کو پکڑ کر فرمایا: کہ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں جس نے اس سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔" پھر فرمایا: "اے علی! تیری جنگ میری جنگ، تیری صلح میری صلح۔ تم میرے اور میری اُمت کے درمیان نشان ہو۔ عطیہ کا بیان ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے مخدوج کی حدیث کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا خدا کی قسم رسول اللہ نے یہ حدیث ہم سے بیان کی تھی۔"

۲۰۔ کنوز الدقائق مناوی میں ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔"

۲۱۔ ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میرا پیغام یا میں خود ادا کرسکتا ہوں یا علیؑ۔"

۲۲۔ مناقب میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ "علیؑ میں چند ایسے خصائل پائے جاتے ہیں اگر ان میں ایک خصلت بھی کسی آدمی میں پائی جاتی تو اس کی فضیلت اور شرافت کے لئے صرف وہی کافی تھی۔ (ایک تو) رسول اللہ کا فرمان کہ جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں (دوسرا) رسول اللہ کا فرمان کہ علیؑ کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی (تیسرا) علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں (چوتھا) علیؑ میرے لئے میرے نفس کی مانند ہیں۔ اس کی تابعداری میری تابعداری ہے۔ اس کی نافرمانبرداری میری نافرمانبرداری ہے (پانچواں) علیؑ کی جنگ اس کی جنگ ہے۔ علیؑ کی صلح اللہ کی صلح ہے (چھٹا) علیؑ کا دوست

خدا کا دوست ہے۔ علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن ہے (ساتواں) علیؑ اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔ (آٹھواں) علیؑ کی محبت ایمان ہے۔ علیؑ سے بغض رکھنا کفر ہے (نواں) علیؑ کا گروہ اللہ کا گروہ، علیؑ کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے (دسواں) علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جدا نہ ہوں گے۔ (گیارھواں) علی بہشت اور دوزخ کے بانٹنے والے ہیں۔ (بارھواں) جس نے علیؑ کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا (تیرھواں) علیؑ کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہوں گے۔"

باب ۸

حدیث طیر کے بیان میں

۱۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ کی خدمت میں دو بھونے ہُوئے پرندے دو روٹیوں کے درمیان میں رکھکر بطور ہدیہ کے پیش کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "اے میرے اللہ میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تیرے نزدیک اور تمہارے رسولؐ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو جو میرے ساتھ اس پرندے کو تناول کرے۔ حضرت علیؑ تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ وہ پرندہ کھایا۔" موفق بن احمد نے حدیث طیر کو انس سے دو طریقوں سے بیان کیا ہے۔

۲۔ حدیث طیر کو ۲۴ آدمیوں نے انس سے روایت کیا ہے۔ ان میں سعید بن مسیب، سدی اور اسمٰعیل ہیں۔ ابن مغازی نے حدیث طیر کو ۲۰ طریقوں سے بیان کیا ہے۔

۳۔ سنن ابوداؤد میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھونا ہوا پرندہ موجود تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! میرے پاس اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب بندے کو بھیج جو میرے ساتھ کھائے۔ حضرت علیؑ تشریف لائے اور رسولؐ اللہ کے ساتھ (پرندہ) تناول فرمایا۔"

باب ۹

احادیث مواخات میں

۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں زید بن ابی اوفیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ لیکن میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں فرمایا۔ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا میں نے تمہیں اپنی ذات کے لیے چھوڑ رکھا ہے۔ تمہیں مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسٰے سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو، تم بہشت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ رہو گے۔ تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔" پھر رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (اہل بہشت (بہشت میں) تختوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بھائی بھائی ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوئے آپس میں دیکھیں گے۔"

۲۔ مشکوٰۃ میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، حضرت علیؑ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہ فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔ (بحوالہ ترمذی) ترمذی نے اس حدیث کو زید بن ابی اوفیٰ سے بھی روایت کیا ہے۔

۳۔ عبداللہ بن احمد نے زیادات المسند میں سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نبی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی ہو۔"

۴۔ امام احمد بن حنبل نے مسند میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ رسول اللہ نے ہم مرتبہ آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا یہ میرے بھائی ہیں۔"

۵۔ موفق بن احمد نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو یہ اشعار

پڑھتے ہوئے سنا۔

(۱)۔ میں مصطفیٰ کا بھائی ہوں۔ میرے نسب میں کوئی شک نہیں۔ میں نے رسول اللہ کے ساتھ پرورش پائی۔ آپ کے دونوں سبط میرے فرزند ہیں۔

ب۔ میرے دادا اور رسول اللہ کا دادا ایک ہیں۔ فاطمہؑ میری بیوی ہے (یہ) بات بے وقوف آدمی کی نہیں ہے۔

ج۔ میں نے رسول اللہ کی اس وقت تصدیق کی تھی جب کہ تمام لوگوں پر گمراہی اور شرکت کی ذلت طاری تھی۔

د۔ اللہ تعالیٰ کا حمد اور شکر ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اپنے بندے کے ساتھ مہربان ہے۔ باقی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ موفق بن احمد نے گیارہ احادیث مواخات کے بارے میں بیان کی ہیں۔

عبداللہ بن احمد حنبل نے زوائد المسند میں مواخات کی چھ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابن مغازلی نے بھی چھ حدیثیں روایت کی ہیں۔"

۶۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں مخدوج بن زائد ہذلی سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی ہو۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰے سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ تمہیں میرا وارث قرار دیا جائے گا۔ اے علی تمہیں خوشخبری ہو (روز قیامت) سب سے پہلے میں اور آپ بلائے جائیں گے جب مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے اس وقت تمہیں کپڑے پہنائے جائیں گے۔ جب مجھے بلایا جائیگا اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جب مجھے زندہ کیا جائے گا۔ اس وقت تمہیں زندہ کیا جائے گا۔ حسنؑ اور حسینؑ تمہارے ساتھ ہوں گے۔ حتیٰ کہ تم حضرت ابراہیم اور میرے درمیان عرش کے سایہ میں قیام فرما ہو گے۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ تمہارا اچھا باپ ابراہیمؑ ہے۔ تمہارا اچھا بھائی علیؑ ہیں۔"

۷۔ کتاب المسامرہ جو حضرت شیخ محی الدین عربی کی تالیف ہے۔ ہم نے اس کتاب سے ایک حدیث محمد بن اسحاق مطلبی کی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اللہ کی خاطر ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ۔" پھر رسول اللہ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "یہ میرے بھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ بھائی تھے۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اور رسول اللہ کے غلام زید بن حارثہؓ آپس میں بھائی
تھے۔ معاذ بن جبل اور جعفر بن ابی طالب، ابوبکر صدیقؓ اور خارجہ بن ابو زہیر، عمرؓ بن الخطاب اور عتبان
بن مالک، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع، زبیر بن عوام اور سلمہ بن سلامہ وقشی، اور یہ بھی کہا
گیا ہے کہ زبیر اور عبدالرحمن بن مسعود آپس میں بھائی بھائی تھے۔
عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت بن منذر، طلحہ بن عبیداللہ اور کعب بن، سعد بن
زید بن عمرو بن نفیل اور ابی بن کعب، مصعب بن عمیر بن ہاشم اور ابوایوب خالد بن زید، ابوحذیفہ بن
عتبہ بن ربیعہ اور عباد بن بشیر بن قیس، عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان، حاطب بن بلتعہ اور عویم
بن ساعدہ، بلال اور ابو رویحہ، عبداللہ بن عبدالرحمن خثعمی آپس میں بھائی بھائی بنائے گئے تھے۔
ابو اسحاق کا بیان ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق ہمیں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنے ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔"

باب ۱۰

حدیث نجویٰ کے بیان میں

۱۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جنگ طائف کے موقعہ پر حضرت علی کو بلا کر آپ سے راز کی باتیں بیان فرمائیں۔ اور رسول اللہ کی رازداری
بہت لمبی ہوگئی۔ حضرت کے اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات کو مکروہ تصور کیا۔ ان میں سے ایک آدمی
نے کہا کہ رسول اللہ نے آج اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ کو اس بات کی خبر ہوگئی کہ
ایک کہنے والے نے یہ کہا ہے کہ آج رسول اللہ نے اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ
نے فرمایا میں نے علیؑ سے سرگوشی نہیں کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ سے سرگوشی کی ہے۔"
۲۔ ترمذی میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے روز حضرت علی کو بلایا اور آپ سے
سرگوشی فرمائی۔ لوگوں نے کہا رسول اللہ نے اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا
میں نے علیؑ سے سرگوشی نہیں کی بلکہ آپ سے اللہ نے سرگوشی کی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ مشکوٰۃ
... زہد اور رقت نجویٰ کے بارے میں بیان کی ہیں۔ حمزی

نے نجویٰ کے بارے میں صرف ایک حدیث ابو زبیر سے جابر کی روایت سے بیان کی ہے۔
۳۔ (بحذف اسناد) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اہل شوریٰ سے
فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے روز میرے ساتھ سرگوشی فرمائی تھی
اور یہ سرگوشی لمبی ہوگئی تھی؟ بعض نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے ہمیں چھوڑ کر رازداری کی
باتیں فرمائی ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اس سے رازداری کی باتیں نہیں کیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے
اس سے رازداری کی گفتگو کی ہے۔" حاضرین نے کہا ایسا ہی ہے۔
۴۔ مناقب میں حمران بن الحسین سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت
میں عرض کیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ طائف کے روز رسول اللہ نے علیؑ سے رازداری کی باتیں بیان
فرمائیں تھیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں ایسا ہوا تھا۔ جب دونوں کے درمیان طائف میں رازداری کی
باتیں ہو رہی تھیں تو جبرائیل نازل ہو کر ان دونوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔" نیز اس روایت
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابو رافع اور سلمہ کمیل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔

باب ۱۱

حدیث خاصف النعل کے بیان میں

(۱) ترمذی نے ربعی بن حراش سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ہمیں رحبہ (صحن
مسجد کوفہ) میں بیان فرمایا کہ جب حدیبیہ کا دن تھا تو کچھ لوگ مشرکین ہمارے پاس آئے جن میں سہیل بن
عمر اور کچھ مشرک رئیس تھے۔ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ کچھ ہمارے بیٹے بھائی اور غلام
آپ کے پاس آگئے ہیں۔ ان کو دین میں کوئی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ صرف ہمارا مال اور سامان لے کر بھاگ
آئے ہیں۔ ان لوگوں کو ہمارے پاس واپس لوٹا دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اے گروہ قریش! تمہیں باز رہنا چاہئے۔ ورنہ تمہارے پاس ایسے آدمی کو روانہ کروں گا جو دین
کے معاملہ میں تلوار سے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ جس کے دل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے
ساتھ لے لیا ہے۔ صحابہؓ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول
وہ کون ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو
جوتی درست کر رہا ہے۔ حضرت نے علیؑ کو اپنی جوتی درست کرنے کے لئے دی تھی۔ پھر حضرت علیؑ

علی ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے مجھ پہ جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، احمد بن حنبل اور موفق بن احمد نے ربعی بن حراش سے روایت کیا ہے۔ نیز حافظ ابو نعیم نے، خطیب نے تاریخ میں اور سمعانی نے مسند بیان کیا ہے۔

۲۔ احمد نے مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ولیعہ سے فرمایا: "اے اہل ولیعہ تمہیں باز رہنا چاہیے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایسا انسان بھیج دوں گا جو میرے نفس کی مانند ہوگا۔ جو تم میں میرا حکم نافذ کرے گا (تم سے) جہاد کرے گا (تمہاری) اولاد کو غلام بنائے گا۔" حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "یہ وہ ہیں" رسول اللہ نے ایسا دو مرتبہ فرمایا۔

۳۔ جمع الفوائد میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا آدمی موجود ہے جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل کے موقعہ پر جہاد کیا تھا اسی طرح وہ بھی قرآن کی تفسیر پہ جہاد کرے گا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا وہ آدمی میں ہوں؟ فرمایا "نہیں" فرمایا "یہ وہ شخص ہے جو نعلین کو درست کر رہا ہے۔" رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنی نعلین مبارک درست کرنے کے لئے دی تھی۔

۴۔ کتاب اصابہ میں عبدالرحمن بن بشیر انصاری سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ اسی دوران میں رسول اللہ نے فرمایا کہ جس طرح میں نے تم سے تنزیل قرآن ...... کے موقعہ پر جہاد کیا تھا۔ اسی طرح قرآن کی تفسیر و تشریح کے موقعہ پر ایک آدمی تم سے جہاد کرے گا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا "نہیں" حضرت عمر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا "نہیں" فرمایا، یہ وہ شخص ہے جو جوتی درست کر رہا ہے۔" ہم چل کر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ بی بی عائشہ کے گھر میں رسول اللہ کی جوتی درست کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں نے یہ بشارت حضرت علیؑ کو سنائی۔

باب ۱۲

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سبقت اسلام کے بارے میں

۱۔ ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار یا منگل کے روز مامور بہ رسالت ہوئے۔ حموینی نے اس حدیث کو انس سے روایت کیا ہے۔ نیز ترمذی نے اس حدیث کو مسلم سے وہ حبہ سے آپ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں

۲۔ عباد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: "میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ کا بھائی ہوں میں صدیق اکبر ہوں۔ ان باتوں کا میرے بعد وہ شخص دعویٰ دار ہوگا جو کذاب ہوگا۔ میں نے تمام لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی تھی۔" بحوالہ ابن ماجہ قزوینی، احمد بن حنبل، حافظ ابو نعیم ثعلبی اور حموینی۔"

۳۔ ابن مغازلی اور حموینی نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر اور علیؑ پر فرشتوں نے سات سال درود پڑھا۔ اس وقت میرے ساتھ علیؑ کے علاوہ اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔" اس حدیث کو موفق بن احمد نے عکرمہ سے آپ نے ابن عباس سے اور انس سے روایت کیا ہے۔

۴۔ موفق بن احمد اور حموینی ابو رافع رسول اللہ کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سوموار کے روز اول وقت میں نماز ادا کی تھی۔ حضرت خدیجہ نے سوموار کے روز اول وقت میں نماز ادا کی تھی۔ حضرت خدیجہؑ نے سوموار کے آخر میں نماز پڑھی اور حضرت علیؑ نے منگل کی صبح کو نماز ادا کی۔ سات سال کچھ ماہ ہم پوشیدہ طور نماز ادا کرتے رہے، اس وقت ہمارے ساتھ کوئی نماز پڑھنے والا نہ تھا۔

۵۔ موفق بن احمد عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ کے بعد جو شخص اسلام لایا وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ بعض اہل کوفہ نے جنگ صفین کے موقعہ پر اشعار کے ذریعہ آپ کی مدح کی ہے۔

۶۔ (اے علی) آپ وہ امام ہیں جس کی اطاعت کر کے ہم قیامت کے روز اللہ کی مغفرت چاہتے ہیں۔

ب۔ آپ نے دین کی مشتبہ بات واضح کر دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا عطا کرے۔ یہ آپکا احسان ہے۔

ج۔ میری جان اس شخص پر قربان ہو جائے تمام لوگوں سے پہلے اسلام لایا۔ رسول اللہ کے بعد آپ ہمارے بہترین آقا ہیں۔

د۔ آپ میں دو اوصاف بیک وقت جمع ہیں۔ رسول اللہ کے بھائی بھی ہیں اور مومنین کے سردار بھی۔ (رسول اللہ کی) تمام لوگوں سے پہلے تصدیق کرنے والے اور ایمان لانے والے ہیں۔"

۶۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل مقسم سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ہیں۔"

۷۔ عبد اور موفق بن احمد زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں "سب سے پہلے رسول اللہ کے ساتھ حضرت علی نے نماز پڑھی۔"

۸۔ عبداللہ حسن بصری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ہیں۔"

۹۔ عبداللہ عبداللہ بن یحییٰ سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے تین سال پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز ادا کی تھی۔ اس وقت آپ کے ساتھ کوئی اور نماز ادا نہیں کرتا تھا۔"

۱۰۔ ابن مغازلی مجاہد سے وہ ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت والسابقون السابقون کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ یوشع بن نون اور مومن آل فرعون نے ایمان لانے میں حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب لیسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور حضرت علی نے رسول اللہ کی طرف سبقت کی تھی۔" نیز موفق بن احمد نے مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں

۱۱۔ ابن مغازلی ابوایوب انصاری کے غلام عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ نے فرمایا: فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود بھیجا۔ اس وقت میرے ساتھ علیؑ کے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

۱۲۔ ابن مغازلی سلمان کی روایت بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں سے مجھ پر سب سے پہلے حوض پر وارد ہونے والے اور ان سب سے پہلے اسلام لانے والے علی ابن ابی طالب ہیں۔"

۱۳۔ موفق بن احمد ثعلبی نے حدیث سلمانؓ کو عفیف کندی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں ایک تاجر آدمی تھا۔ میں حج کے زمانہ میں مکہ آیا اور عباس ابن عبدالمطلب کے گھر میں اترا۔ جب میں اور عباس بیٹھے ہوئے تھے تو اسی اثنا میں ایک نوجوان کعبہ میں داخل ہوئے۔ اور ایک لڑکا آیا جو اس نوجوان

کے دائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اور ایک عورت آئی اور وہ اس نوجوان کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ ان سب نے رکوع کیا۔ سجدے میں گئے۔ پھر انہوں نے اپنے اپنے سروں کو بلند کیا۔ میں نے کہا اے عباس یہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ ابن عباس نے کہا ہاں عجیب واقعہ ہے۔ یہ محمد ہیں۔ یہ محمد ہیں۔ میرے بھائی کے فرزند ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو رسول کو بنا کر بھیجا ہے۔ کسریٰ اور قیصر کے خزانے میرے ہاتھ پر فتح ہوں گے۔ اس پر ایمان لانے والوں میں یہ لڑکا علی بن ابی طالب اور اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔" یہ حدیث عفیف کندی کتاب اصابہ میں اور ذخائر العقبیٰ میں مذکور ہے۔"

۱۴۔ ثعلبی عبادہ بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا "میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد ان باتوں کا دعوےٰ کرنے والا کذاب اور جھوٹا ہے۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی تھی۔"

۱۵۔ موفق بن احمد عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود پڑھا۔ اس وقت میرے ساتھ علیؑ کے سوا اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔"

۱۶۔ موفق بن احمد ابو معمر سے روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود بھیجا۔ لا الہ الا اللہ کی شہادت میرے اور علیؑ کے سوا اور کسی شخص کی طرف سے آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی تھی۔"

۱۷۔ موفق بن احمد ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی صلعم کے متعلق سب سے پہلے جو بات معلوم کی وہ یہ تھی کہ میں مکہ میں آیا اور عباس بن عبدالمطلب کے گھر میں اُترا۔ جب میں آپ کے پاس موجود تھا تو اسی اثنا میں باب صفا کی جانب سے ایک آدمی آیا۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکا اور ایک عورت موجود تھی۔ اس آدمی نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر اس کو لڑکے نے بوسہ دیا۔ پھر اس عورت نے بوسہ دیا۔ [illegible] بیت الحرام کا سات مرتبہ طواف کیا۔ میں نے کہا اے عباس ہم تمہارے اس دین کو تو نہیں جانتے۔ عباس نے کہا یہ میرے بھائی کے فرزند محمد ہیں۔ اور یہ لڑکا علی بن ابی طالب ہیں اور یہ عورت ان کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے۔ روئے زمین پر صرف یہ تین آدمی ہیں جو اس دین پر قائم ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔"

۱۸۔ موفق بن احمد سلمہ بن کہیل سے وہ حبہ عرنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا "میں پہلا آدمی ہوں جو سب سے پہلے اسلام لایا۔"

۱۹۔ موفق بن احمد اور حموینی نے ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سوموار کے شروع روز میں نماز ادا فرمائی اور حضرت خدیجہؑ نے سوموار کے آخر میں نماز ادا فرمائی۔ اور حضرت علیؑ نے منگل کی صبح کے وقت نماز ادا کی۔ لوگوں سے پہلے یہ حضرات پوشیدہ طور پر سات سال اور کچھ ماہ نماز ادا فرماتے رہے۔"

۲۰۔ موفق بن احمد نے عروہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علیؑ آٹھ سال کی عمر میں اسلام لائے۔

۲۱۔ حموینی نے ابو رافع سے آپ ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ سے فرماتے ہوئے سُنا: "تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے، تم قیامت کے روز سب سے پہلے مجھے ملو گے اور تم صدیق اکبر ہو۔ تم حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہو اور تم مومنین کے یعسوب (سردار) ہو اور مال کفار کا یعسوب (سردار) ہے۔"

۲۲۔ حموینی ابو ایوب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود بھیجا کیونکہ ہم اس وقت نماز ادا کرتے تھے اور ہمارے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔"

۲۳۔ حموینی نے عمرو بن میمون سے آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ جس نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز ادا کی وہ علی ہیں۔"

۲۴۔ دیلمی اپنی کتاب فردوس کے باب اللام جزء ثانی میں ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "کہ فرشتوں نے پہلے اس کے کہ کوئی بشر اسلام لائے مجھ پر اور علی پر سات سال درود بھیجتے رہے۔"

۲۵۔ دیلمی نے کتاب فردوس کے جزء اول اور باب الالف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "جس شخص نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز ادا کی۔ وہ علی بن ابی طالب ہیں۔"

۲۶۔ کتاب مناقب میں ابو زبیر مکی سے آپ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں حضرت علی تشریف لائے۔ رسول اللہ نے فرمایا: "تمہارے پاس میرے بھائی تشریف لاتے ہیں۔" پھر رسول اللہ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو اپنے ہاتھ مبارک سے مس کیا۔ پھر فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ (علیؑ) اور اس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہوں گے۔" پھر فرمایا: "یہ تم سب سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں، اور سب سے زیادہ عہدِ خدا کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور تم سب سے زیادہ امرِ خدا کو قائم کرنے والے ہیں، تم سے زیادہ لوگوں کے ساتھ عدل کرنے

والے ہیں اور تم سب سے زیادہ لوگوں کے درمیان) برابر تقسیم کرنے والے ہیں۔ تم سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک فضیلت والے ہیں۔" فرمایا (یہ) آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃ۔ جابر نے کہا کہ صحابہ کا یہ دستور تھا۔ جب حضرت علی تشریف لاتے تھے تو کہتے تھے خیر البریہ (تمام مخلوق سے اچھے) آ گئے۔

۲۷۔ مناقب میں ابو زبیر مکی سے روایت ہے وہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور مجھے منتخب کیا اور مجھے رسول بنایا اور مجھ پر تمام کتابوں کی سردار کتاب نازل فرمائی۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے اللہ! اے میرے آقا! تم نے موسیٰؑ کو فرعون کی طرف روانہ کیا اور موسیٰ نے تم سے سوال کیا کہ آپ اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو موسیٰ کے ساتھ وزیر بنائیں اور ہارونؑ کے ذریعہ حضرت موسیٰؑ کے بازو کو مضبوط کریں تاکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰؑ کے قول کی تصدیق کرے۔ اے میرے آقا! اے میرے اللہ تو میرے اہل سے ایک شخص کو میرا وزیر مقرر کر تاکہ اس کے ذریعہ میرا بازو مضبوط ہو تو اللہ نے میرے لئے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر اور میرا بھائی مقرر کیا اور اس کے دل میں شجاعت کو بٹھا دیا۔ اور دشمنوں پر علیؑ کی ہیبت کو ڈال دیا یہ پہلے انسان ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور یہ پہلے فرد ہیں جس نے میرے ساتھ اللہ کو اکیلا کہا اور میں نے یہ بات اللہ سے سوال کر کے کی تھی اس نے مجھے علی عطا کیا۔ وہ اوصیاء کے سردار ہیں۔ اس کے ساتھ ملا رہنا سعادت مندی ہے اور اس کی اطاعت میں موت پانا شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس کا نام تورات میں میرے نام کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس کی بیوی میری بیٹی صدیقۂ کبریٰ ہے۔ اس کے دونوں فرزند جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ وہ میرے بیٹے ہیں۔ وہ (علیؑ) وہ دونوں حسنینؑ اور ان کے بعد ہونے والے ائمہ انبیاء کے بعد اللہ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ یہ حضرات میری امت میں میرے علم کے دروازے ہیں جس نے ان کی پیروی کی وہ آگ سے نجات پا گیا اور جس نے ان کی اقتدا کی۔ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت پا گیا۔ اللہ تعالیٰ جس بندے میں ان کی محبت سپرد کرتا ہے اس کو بہشت میں داخل کرتا ہے۔

۲۸۔ امام حسن بن علی علیہما السلام نے اپنے خطبہ میں بیان فرمایا۔ جو پہلے گزر چکا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا: "میرے باپ سب سے پہلے ایمان والے ہیں وہ سابقین سے سابق ہیں۔ اللہ نے سابقین کو متاخرین پر فضیلت عطا کی ہے۔ جس طرح سابقین سے سابق کو سابقین پر فضیلت عطا کی ہے۔"

باب ۱۳

علی علیہ السلام کے ایمان کی پختگی اور قوت توکل کے بیان میں

۱۔ نہج البلاغہ میں حضرت کا ایک فرمان جو ذعلب یمانی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ ذعلب نے کہا اے امیرالمومنین! آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا۔ "میں بغیر دیکھے بندگی نہ کرتا"۔ ذعلب نے کہا۔ آپ نے اللہ کو کیسے دیکھا ہے؟ فرمایا "اے ذعلب) اللہ کو ظاہری آنکھیں مشاہدہ نہیں کر سکتیں، دل حقائق ایمان کی روشنی میں اس کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۲۔ (بحذف اسناد) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے فتح خیبر کے روز فرمایا۔ اگر میری اُمت کے لوگ تمہارے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کے متعلق کہتے ہیں تو آج تمہارے حق میں ایسی بات کہتا کہ مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے تو وہ تمہارے قدموں کی مٹی اور تیری طہارت سے بچے ہوئے پانی کو اٹھا لیتے۔ اور اس سے شفا حاصل کرتے لیکن تمہارے لیے یہی بات کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میرے وارث ہو گے اور میں تمہارا وارث ہوں گا اور تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ اے علیؑ تم میرے قرض کو ادا کرو گے۔ میری سنت پر جہاد کرو گے۔ لوگوں میں سے جنت میں میرے زیادہ قریب ہو گے۔ تم حوض پر میرے خلیفہ ہو گے۔ منافقین کو وہاں سے ہٹاؤ گے تم سب سے پہلے مجھ پر حوض پر وارد ہو گے۔ تم میری اُمت میں پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ ایک دوسرے کو مسرور نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے میرے اردگرد ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا۔ وہ بھی جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔ تمہارے دشمن کل پیاس کی شدت میں مبتلا ہوں گے۔ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے جن پر کوڑے لگائے جا رہے ہوں گے۔ یہ کوڑے آگ کے ہوں گے۔ اے علی، تمہاری جنگ میری جنگ ہے۔ اور تمہاری صلح میری صلح ہے۔ تیرا راز میرا راز ہے۔ تیرا ظاہر میرا ظاہر ہے۔ تیرے سینے کا بھید میرے سینے کے بھید کی مانند ہے۔ تم میرے علم کا دروازہ ہو۔ تیرے فرزند میرے فرزند ہیں۔ تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون ہے۔ حق تیرے ساتھ ہے۔ حق تیری زبان پر، تیرے دل میں اور ... گوشت اور خون میں اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح

میرا گوشت اور خون تمہارے جسم میں مخلوط ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں یہ بشارت دوں کہ تم اور تمہاری عترت جنت میں ہو گی۔ اور تمہارا دشمن دوزخ میں ہو گا۔ تم سے بغض رکھنے والا میرے پاس حوض پر وارد نہ ہو گا۔ تمہیں دوست رکھنے والا اس سے غائب نہ ہو گا" حضرت علی نے فرمایا:۔ "میں اللہ تعالیٰ کے سجدہ میں گر گیا۔ اسلام اور قرآن کی طرف سے جو جو نعمتیں مجھ پر عطا فرمائیں اس کی حمد بجا لایا"

۳۔ موفق بن احمد اپنی مسند سے ابو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک قوم کو دیکھا کہ حضرت علیؑ کو سب کر رہے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز منبر پر تشریف لے گئے اور علی کی فضیلت اور سبقت اسلام کا تذکرہ کیا پھر کہا مجھے معتبر آدمی نے حدیث بیان کی ہے۔ مجھے غزالی بن مالک غفاری نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ جناب ام سلمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میں جبرائیل آئے اور رسول اللہ سے بات چیت کی۔ رسول اللہ متبسم ہو کر ہنس پڑے۔ جب جبرائیل چلے گئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کیوں ہنس پڑے تھے۔ فرمایا مجھے جبرائیل نے آگاہ کیا ہے کہ وہ حضرت علیؑ کے پاس اس وقت گزرے جب آپ اپنے اونٹوں کا گلہ چرا رہے تھے۔ آپ نیند کی حالت میں تھے۔ آپ کے جسم کے ایک حصہ سے کپڑا اتر گیا تھا۔ میں نے آپ کے کپڑے کو آپ پر ڈال دیا (اسی اثنا میں) میں نے علیؑ کے ایمان کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی"

۴۔ (بحذف اسناد) علی بن حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے فرمایا "اے ابوالحسن اگر تمام مخلوق کا ایمان اور اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور تمہارا صرف جنگ اُحد کا عمل ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو تمہارا عمل تمام مخلوق کے تمام اعمال پر بھاری ہو گا۔ احد کی جنگ کے روز اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں سے تیرے ذریعہ فخر کرتا تھا۔ سات آسمانوں کے پردے اٹھا دیئے گئے تھے۔ بہشت اور اہل بہشت نے تجھے دیکھا تھا۔ تیرے کام سے رب العالمین خوش ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس روز کا تمہیں ایسا بدلہ دے گا کہ جس کو دیکھ کر ہر نبی، رسول، صدیق اور شہید رشک کرے گا"

۵۔ مناقب میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری اُمت میں زیادہ صلح جو، زیادہ علم والا، زیادہ صحیح دین والا، زیادہ یقین والا، مکمل صبر والا، زیادہ سخی اور زیادہ بہادر دل والے علیؑ ہیں اور وہ میری امت میں امام ہیں"

۶۔ زید شحام امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ایک
جھکی ہوئی دیوار کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا آپ اس کے نیچے تشریف نہ رکھئے
فرمایا کیا آدمی اپنی موت کی نگہبانی کرسکتا ہے؟ جب حضرت کھڑے ہوگئے تو دیوار گر پڑی۔"

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت قنبر حضرت علی کو بہت زیادہ دوست رکھتے
تھے۔ جب حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لے جاتے تھے تو حضرت قنبر تلوار لے کر اس کے پیچھے چل
پڑتے تھے۔ ایک رات حضرت نے قنبر کو دیکھ لیا اور فرمایا "اے قنبر تم کس لئے آتے ہو"؟ عرض کیا اس لئے
حاضر ہوا تاکہ آپ کے پیچھے چلتا رہوں (تاکہ دشمن آپ کو گزند نہ پہنچا سکے) حضرت نے فرمایا آسمان والوں
سے مجھے بچاؤ گے یا زمین والوں سے؟ جب تک مشیت ایزدی نہ ہو زمین والے میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ
سکتے۔ بد (اے قنبر) واپس چلے جاؤ۔" قنبر واپس ہوا۔

۸۔ امیرالمومنین علیہ السلام کا اپنا کلام ہے لو کشف لی الغطاء ما ازددت یقینا (اللہ تعالٰی کے
حق میں) اگر میرے لئے پردے ہٹا لئے جائیں تو میرا یقین اس سے زیادہ نہیں ہوگا۔"

۹۔ حضرت جنگ صفین کے موقع پر (فوج کی) صفوں کے درمیان چکر لگا رہے تھے۔ آپ سے آپ
کے بیٹے امام حسن علیہما السلام نے عرض کیا یہ جنگ کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا اے میرے بیٹے تیرا باپ موت
سے نہیں ڈرتا خواہ موت کی طرف خود کو دوڑے یا موت خود اس پر واقع ہوجائے۔" جب آپ کو
ابن ملجم نے ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا فزت ورب الکعبۃ۔ رب کعبہ کی قسم میں اپنے مقصد
میں کامیاب ہوگیا۔"

۱۰۔ آپ کا کلام ہے "جب سے مجھے حق دکھایا گیا اس کے بعد میں نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔"

۱۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام کا کلام ہے فرمایا "مجھے اس شخص کے متعلق تعجب ہوتا جو اللہ کے بارے میں شک کرتا
ہے۔ حالانکہ پہلی پیدائش کو دیکھ چکا ہے۔"

۱۲۔ اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ جس روز امیرالمومنین علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ایک شخص روتا ہوا حاضر
ہوکر کہنے لگا۔ آج کے روز نبوت کی خلافت ختم ہوگئی۔ اے ابوالحسن، تم پر اللہ رحمت نازل کرے۔ تم قوم
سے پہلے اسلام لانے والے تھے۔ تمام لوگوں سے ایمان میں زیادہ مخلص تھے۔ یقین میں بڑھے ہوئے تھے۔
اللہ تعالٰی کا بہت ڈر رکھتے تھے۔ زیادہ تکلیف برداشت کرنے والے تھے۔ بہت امتحان والے
تھے۔ رسول اللہ صلعم کے لئے بہت مناسب تھے۔"

باب ۱۴

امیر علیہ السّلام کی علم کی زیادتی کے بیان میں

۱۔ ابن طلحہ حلبی شافعی کی کتاب الدر المنظم میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے یہ اشعار درج ہیں:۔

و۔ میں اولین کے علم سے بہرہ یاب ہوں۔ آخرین کے علم کی پوشیدہ کان ہوں۔

ب۔ میں تمام پوشیدہ بھیدوں کو ظاہر کرنے والا ہوں۔ میرے پاس نئی اور پرانی بات کا (علم) ہے

ج۔ میں ہر تقاضے والے سے زیادہ تقاضے والا ہوں۔ تمام عالمین پر محیط اور علیم ہوں۔

پھر امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر اس قدر بیان کردوں جس سے ستر
اونٹوں کا بار ہوجائے۔"

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں علم کا شہر علیؑ اس کا دروازہ ہیں"۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے گھروں
میں دروازوں سے آیا کرو۔" جو شخص علم (نبوت) حاصل کرنا چاہے اس کو دروازہ (علی) کے پاس سے
آنا چاہیئے۔"

۳۔ نہج البلاغہ میں حضرت علیہ السلام کا کلام درج ہے جس میں اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں۔ عنقریب میرے
بعد تم پر ایسا شخص مسلط ہوجائے گا جو بہت کھانے والا اور پیٹو ہوگا جو کچھ پائے گا اس کو کھا جائے گا
جو نہ پائے گا اس کو تلاش کرے گا۔ تم اس کو قتل کردینا۔ لیکن تم اس کو ہرگز قتل نہ کرسکو گے۔ تمہیں یقین ہونا
چاہیئے کہ وہ تمہیں مجھ سے سب کرنے اور بیزاری ظاہر کرنے کا حکم دے گا۔ جب مجھ پر سب کرنے کو کہے
تو مجھ پر سب کرنا (بامر مجبوری) کیونکہ اس میں میری زکوٰۃ ہے اور تمہارے لئے نجات کا باعث
ہے۔ جب مجھ سے برأت کا حکم دے تو مجھ سے برأت نہ کرنا۔ کیونکہ میں فطرت (اسلام) پر پیدا ہوا
ہوں۔ ایمان لانے اور ہجرت کرنے میں میں نے سبقت کی ہے۔

۴۔ جب حضرت نے خوارج پر چڑھائی کا عزم کیا تو کسی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ قوم (خوارج)
نہروان کی پل کو عبور کرچکے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ان کے پچھاڑے جانے کی جگہ نطفہ ہے۔ ان میں دس
آدمی نہیں بچیں گے اور تمہارے دس نہیں مارے جائیں گے۔

(توضیح) خوارج کے نو آدمی بھاگ گئے تھے اور حضرت کے اصحاب میں سے آٹھ آدمی
قتل ہوگئے تھے۔ حضرت نے فرات کے پانی کو نطفہ کہا ہے۔ خوارج کے چار ہزار آدمی نہر فرات کے

سامنے قتل کر دیے گئے تھے اور باقیوں نے (حضرت سے) امان طلب کر لی تھی۔ خوارج کے تمام لڑنے والوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔

۵۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام ہے جس میں قوم ترک کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ "میں ایسی قوم کی طرف دیکھ رہا ہوں جن کے چہرے ڈھالوں کی مانند ہیں جن پر چمڑا تہ بہ تہ منڈھا ہوا ہے۔ ابریشم اور دیباج کے کپڑے زیب تن کرتے ہیں۔ اچھے گھوڑے پسند کرتے ہیں۔ اس جگہ قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا۔ زخمی آدمی مقتول پر ہو کر گزرے گا۔ بھاگنے والے قیدیوں سے کم نہیں ہوں گے۔ حضرت کے ایک صحابی نے عرض کیا جو قبیلہ بنی کلب سے تعلق رکھتا تھا۔ اے امیر المومنین آپ کو علم غیب حاصل ہے۔ فرمایا اے بھائی کلبی یہ غیب کی بات نہیں ہے۔ ایک صاحب علم کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کے جاننے کا نام ہے جو اللہ تعالٰی نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ "اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے"۔ اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے۔ نر ہے یا مادہ، بدصورت ہے یا خوبصورت۔ سخی ہے یا بخیل، بدبخت ہے یا نیک بخت۔ دوزخ کی خوراک ہے یا بہشت میں انبیاء کا ساتھی۔ یہ علم غیب ہے جس کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور اس کے علاوہ دوسرا علم، اس کو اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کو عطا کیا اور اس نے مجھے بتایا ہے اور میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ میرا سینہ اس کو یاد رکھے۔ اور میری پسلیاں اس کو گھیرے رکھیں۔"

۶۔ حضرت امیر علیہ السلام کا کلام ہے جس میں آنے والے فتنوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ "وہ خواہش کو ہدایت کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہش کی طرف موڑ دیا ہوگا۔ وہ اپنی رائے کو قرآن کی طرف موڑیگا جب لوگوں نے اپنی رایوں کو قرآن سے موڑ لیا ہوگا۔ زمین اپنے خزانے اس کے حوالے کر دے گی۔ اور اپنی کنجیاں اس کے سپرد کر دے گی۔ وہ تمہیں دکھلائے گا کہ انصاف کی خصلت کیا ہوتی۔ کتاب اور سنت مردہ کو زندہ کرے گا۔"[1]

۷۔ حضرت کا ایک خطبہ یہ ہے: "وہ لوگ کہاں ہیں جو راسخون فی العلم کا دعوی ہمارے مقابلے میں کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہم پر جھوٹ بکتے ہیں اور ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ اللہ نے ہمیں بلند کیا۔ اور ان کو پست کیا۔ ہمیں عطا کیا۔ ان کو محروم رکھا۔ ہمیں داخل کیا اور ان کو نکال دیا۔ ہماری وجہ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے اور ہماری وجہ سے اندھاپن روشن ہوتا ہے۔"

۸۔ حضرت علیہ السلام کا خطبہ ہے "اگر میں چاہوں تو تم میں سے ہر شخص کو اس کے مخرج، مدخل اور اس کی تمام

[1] ... کا اشارہ حضرت قائم آل محمد کے ظہور کی طرف ہے۔ محمد شریف عفی عنہ

حالت سے آگاہ کر دوں۔ میں ایسا ضرور کر سکتا ہوں لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں تم اس وجہ سے رسول اللہ صلعم کے ساتھ کفر نہ کر جاؤ۔ میں ان خاص لوگوں کو آگاہ کروں گا جو اس بات پر ایمان لا چکے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ (محمدؐ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ تمام مخلوق پر برگزیدہ بنایا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے ان تمام باتوں کا مجھ سے عہد لیا تھا۔ ہلاکت کی جگہ کو بتایا جو ہلاک ہوگا نجات کا مقام بتایا جو نجات پائے گا۔ اس خلافت کے انجام کار کے متعلق بتایا تھا۔ جو واقعہ میرے ساتھ گزرنا ہے۔ اس کو میں نے اپنے کان سے سنا ہے۔ آپ نے مجھے آگاہ کیا تھا۔ اے لوگو! جس کام کے متعلق میں نے تمہیں ابھارا ہے اس کو تم سب سے پہلے میں نے خود کیا ہے۔ جس برائی سے تمہیں روکا ہے۔ میں خود اس سے تم سے پہلے دور ہو گیا ہوں۔"

۹۔ امام علیہ السلام کا خطبہ ہے (اے لوگو!) جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ (کیا) فلاں آدمی زمین کی باتوں سے آسمان کی باتیں مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پہلے اس سے کہ فتنہ اپنے پاؤں سے (تمہیں) ہلاک کر ڈالے۔ اپنی مہار مصیبت روند ڈالے اور اپنی قوم کے عقلوں کو ختم کر دے۔"

۱۰۔ حضرت علیہ السلام کا خطبہ ہے۔ "تم میرا مقام قریبی قرابت اور منزلت خصوصی جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تھی جانتے ہو۔ (رسول اللہ نے) مجھے اپنی گود میں اٹھایا۔ میں وہ بچہ ہوں جسے رسول اللہ نے سینہ سے لگایا۔ اپنے بستر میں میری حفاظت کرتے تھے۔ آپ کا جسم مجھ سے مس ہوتا تھا میں آپ کا پسینہ سونگھتا تھا۔ آپ پہلے غذا کو چباتے تھے پھر مجھے کھلاتے تھے۔ آپ نے میری بات کو کبھی جھوٹا اور میرے کام میں کبھی دھوکا نہ پایا۔ (میں وہ شخص ہوں) جس کو اللہ تعالٰی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس وقت ملا دیا۔ جب اس نے (اپنی ماں کا دودھ چھوڑا تھا) اللہ کے فرشتوں میں ایک بڑا فرشتہ تھا جو دن رات رسول اللہ کے اچھے اطوار اور محاسن اخلاق کی نشانیوں پر چلتا تھا۔ میں حضرت کی اتباع اس طرح کرتا تھا جس طرح دودھ سے الگ کیا ہوا بچہ اپنی ماں کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ میرے لئے اپنے اخلاق کا روزانہ ایک علم بلند کرتے تھے اور مجھے اس کی پیروی کا حکم فرماتے تھے۔ رسول اللہ ہر سال غار حرا میں قیام پذیر ہوتے تھے۔ میں اور حضرت خدیجہ رض کے سوا آپ کو کوئی نہیں دیکھتا تھا۔ میں ان دونوں میں تیسرا آدمی ہوتا تھا۔ میں نور وحی اور نور رسالت کو دیکھتا تھا۔ میں نبوت کی خوشبو کو سونگھتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو شیطان کے کراہنے کی آواز کو سنا تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ کس کے کراہنے کی آواز ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان کے کراہنے کی آواز ہے۔ یہ اپنی عبادت سے مایوس

ہو چکا ہے۔ (اے علی) جس طرح تم سن رہے ہو اسی طرح میں سن رہا ہوں۔ جس طرح تم دیکھتے ہو اسی طرح میں
دیکھتا ہوں لیکن تم نبی نہیں ہو۔ تم وزیر ہو۔ تم خیر پہ ہو۔ میں رسول اللہ کے اس وقت ساتھ تھا۔ جب آپ کے
پاس قریش کا ایک گروہ آکر کہنے لگا۔ اے محمد تم نے ایک امر عظیم کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کا نہ تیرے آباؤ اجداد
اور نہ تیرے اہل بیت میں سے کسی نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے۔ ہم تم سے ایک بات کا سوال کرتے ہیں
اگر تم اس بات کا جواب ہمیں دے دو اور وہ بات ہمیں دکھلا دی تو ہم جان لیں گے کہ آپ نبی اور
رسول ہیں۔ اگر آپ نے یہ بات سرانجام نہ دی تو ہم یہی تصور کریں گے کہ آپ جادوگر اور جھوٹے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا۔
اس درخت کو بلاؤ وہ جڑوں سمیت تمہارے سامنے آکر کھڑا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
نے فرمایا اللہ ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔ اگر اللہ نے ایسا کر دیا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے اور حق کی گواہی
انہوں نے کہا ہاں (ایسا کریں گے) آپ نے فرمایا جس چیز کا تم مطالبہ کرتے ہو وہ میں تمہیں دکھلاتا ہوں
لیکن مجھے اس بات کا پختہ علم ہے کہ تم بھلائی کی طرف نہیں لوٹو گے۔ تم میں وہ لوگ بھی جو (چاہ) قلیب
(بدر کی لڑائی کے روز) ڈالے جائیں گے۔ اور تم میں وہ حضرات بھی ہیں جو احزاب کا ساتھ دیں گے۔
حضرت نے فرمایا اے درخت اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پہ ایمان رکھتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ
اللہ کا رسول ہوں تو اپنی جڑوں سمیت اکھڑ کر میرے سامنے اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ قسم ہے
ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ درخت اکھڑ کر آگیا تھا۔ اور اس سے سخت بھن بھنا
پرندے کے پھڑ پھڑانے کی طرح آواز آرہی تھی۔ آخر کار وہ درخت رسول اللہ صلعم کے سامنے بلند ہو
ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی بلند ٹہنیوں کو رسول اللہ صلعم پر ڈال دیا تھا اور اپنی بعض ٹہنیوں کو میرے کند
رکھ دیا تھا۔ میں رسول اللہ صلعم کی دائیں جانب کھڑا تھا۔ جب قوم نے اس بات کو دیکھا تو کہنے لگے
امر تکبیر ہے اس کو حکم دیجئے کہ یہ پھر اپنی جگہ پر چلا جائے۔ رسول اللہ نے اس کو حکم دیا وہ اپنی پہلی جگ
گیا۔ پھر کہنے لگے بلندی امر تکبیر ہے۔ اب اس کو حکم دیجئے کہ آدھا آپ کے پاس آجائے اور آ
جگہ پہ ٹھہرا رہے۔ حضرت نے درخت کو اس بات کا حکم دیا وہ آپ کی خدمت میں تعجب
میں حاضر ہوا۔ اور اس سے بہت زیادہ بھنبھناہٹ کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ قریب تھا کہ
(محبت کی وجہ سے) رسول اللہ صلعم کے ساتھ لپٹ جائے۔ قریش کہنے لگے یہ کفر اور سرکشی ہے۔
حصے کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے دوسرے نصف کی طرف لوٹ جائے جیسا پہلے تھا۔ رسول اللہ صلعم نے
حکم دیا وہ واپس چلا گیا۔ میں (علی) نے عرض کیا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اے اللہ

میں پہلا شخص ہوں جو آپ پر ایمان لا رہا ہوں۔ درخت نے جو کچھ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ تیری نبوت کی تصدیق کی ہے۔ جو کچھ کیا تیرے حکم کی بزرگی کی وجہ سے کیا ہے۔ تمام قوم نے کہا بلکہ (محمد) جادوگر اور بہت جھوٹے ہیں۔ اور عجیب جادو کیا ہے۔ اس (علی) میں تھوڑا (جادو) ہے۔ تیرے شریف کام کی یہ تصدیق کرے گا۔ ان کی مراد میری ذات تھی۔ میں اس قوم میں سے ہوں جن کو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ان کی پیشانیاں صدیقین کی پیشانیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ان کا کلام نیکو کاروں کا کلام ہوتا ہے۔ رات کے آباد کرنے والے اور دن کی روشنی کا نشان ہیں۔ قرآن کی رسی کو پکڑنے والے ہیں۔ اللہ کی سنتوں اور رسول اللہ صلعم کی سنتوں کو دوست رکھتے ہیں۔ نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ تعلی اور نہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ محبت کی خاطر اپنے دلوں کو خراب نہیں کرتے۔ عمل کرنے کی وجہ سے اپنے جسموں کو ضائع نہیں کرتے۔ کتاب غرر الحکم میں (حضرت نے) بنو امیہ کے ذکر کے تحت فرمایا ان کی عمدہ زندگی ایک تھوک کی طرح ہے جس کو یہ لوگ تھوڑی دیر کھائیں گے۔ پھر تمام کو پھینک دیں گے۔"

۱۱۔ حضرت سے عالم بالا کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ایسی صورت ہے جو مادہ سے خالی ہے۔ قوت اور استعداد سے بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صورت پر تجلی ڈالی۔ وہ چمک اٹھی۔ اس پر اپنا طلوع کیا وہ روشن ہو گئی۔ اس کی معویت میں اپنا عکس ڈالا۔ اس سے اپنے افعال کا صدور ظاہر کیا۔ انسان کو صاحب نفس ناطقہ پیدا کیا۔ جب نفس ناطقہ کو علم اور عمل سے مزین کیا تو وہ ان ابتدائی جواہر کے مشابہ ہو گیا جس کو اس نے علت قرار دیا تھا۔ جب نفس ناطقہ کے مزاج میں اعتدال پیدا کیا اور اس کے اضداد کو جدا کر دیا تو وہ ہفت افلاک کے ساتھ شریک ہو گیا۔"

۱۲۔ حضرت سے قضا و قدر کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا:۔ "راستہ نہایت تاریک ہے اس پہ چلنے کی کوشش نہ کرو۔ نہایت گہرا سمندر ہے اس کی تہ میں جانے کی سعی نہ کرو۔ یہ اللہ کا بھید ہے۔ اس میں تکلیف نہ کرو۔"

۱۳۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو شرک سے پاک کرنے کے لئے فرض کیا ہے اور نماز کو تکبر سے بچانے کے لئے۔ زکوٰۃ کو روزی کا سبب بنانے کے لئے۔ روزے کو خلوص کا امتحان لینے کے لئے۔ حج کو دین کی تقویت کے لئے۔ جہاد کو اسلام کی عزت کے لئے۔ امر بالمعروف کو عوام کی اصلاح کے لئے۔ نہی عن المنکر بے وقوفوں کو روکنے کے لئے۔ صلہ رحم تعداد کو بڑھانے کے لئے قصاص جانوں کو بچانے کے لئے۔ حدود کا قائم کرنا ممنوع باتوں میں عیب لگانے کے احترام میں

بسم اللہ کے رموز سے آگاہ فرماتے رہتے "

۴۱۔ مناقب میں نقل کیا گیا ہے کہ صفین کی لڑائی کے روز جب شام والوں نے قرآن کو حکم بنانے کا ارادہ کیا تو امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انا القران الناطق۔ میں خود بولنے والا قرآن ہوں "

۴۲ ابن مغازی نے اپنی سند سے ابوالصباح سے اور آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے مجھ سے گفتگو فرمائی تھی اور مجھے راز کی باتوں سے آگاہ کیا۔ مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں تھیں وہ میں نے سب علیؑ کو بتا دی ہیں۔ آپ میرے علم کا دروازہ ہیں "

۴۳۔ موفق بن احمد اپنی سند سے سلیمان اعمش سے وہ اپنے باپ سے، آپ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ "خدا کی قسم جو آیت نازل ہوئی میں اس بات کو جانتا ہوں کہ کیوں نازل ہوئی۔ کہاں نازل ہوئی۔ اور کس کے اوپر نازل ہوئی۔ اللہ نے مجھے زبان فصیح اور عقلمند دل سے نوازا ہے "

۴۴۔ موفق بن احمد اپنی سند سے ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "مجھ سے کتاب خدا کے متعلق دریافت کرو۔ میں ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ رات کو نازل ہوئی یا دن میں اُتری۔ میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پہ اُتری "

۴۵۔ حموینی نے اپنی سند میں شقیق سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہوا۔ اس قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ علی علیہ السلام کے پاس قرآن کے ظاہر اور باطن دونوں کا علم ہے "

۴۶۔ کلبی کی روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے علم کی تعلیم دی گئی اور علیؑ کو نبی صلعم کے علم کی تعلیم دی گئی۔ میرا علم علیؑ کے علم سے ماخوذ ہے۔ میرا علم اور صحابہ کا علم علیؑ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے پانی کے ایک قطرے کو سات سمندروں کے اندر ڈال دیا جائے "

۴۷۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں موجود تھا آپ سے حضرت علی کے علم کے متعلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا" دانائی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ علی کو نو حصے عطا ہوئے اور باقی تمام لوگوں کو صرف ایک حصہ ملا۔ اور آپ دسویں حصے کو بھی باقی لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں "

۴۸۔ موفق بن احمد اپنی سند میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا" میری اُمت میں علی سب سے زیادہ علم والے ہیں "

۴۹۔ (بحذف اسناد) ابن عباسؓ جو امام المفسرین ہیں سے روایت ہے کہ "علم کے دس جز ہیں۔ نو جز علیؑ میں ہیں اور باقی لوگوں میں دسواں جز ہے۔ لیکن علیؑ باقی لوگوں سے اس دسویں جز کو بھی زیادہ جانتے ہیں "

۵۰۔ نیز ابن عباس سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھے بائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطہ کی تفسیر رات کے وقت بنانی شروع فرمائی۔ حتیٰ کہ صبح کے ستون نمودار ہو گئے۔ لیکن آپ ابھی (نقطہ کی تفسیر) فارغ نہیں ہوئے تھے۔" میں نے اپنے آپ کو حضرت کے پہلو میں ایک فوارہ کی مانند پایا جو متلاطم سمندر کے پہلو میں موجود ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں اہل تورات کا تورات سے، انجیل والوں کا انجیل سے اور قرآن والوں کا قرآن سے حکم دے سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت علیؑ کی طرف احکام قرآن کے متعلق رجوع کرتے تھے اور حضرت سے فتویٰ لیتے تھے۔ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بے شمار مقامات پہ کہا ہے اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔ رسول اللہ نے فرمایا، علی بن ابی طالب میری اُمت میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں "

۵۱۔ شرح الکبریت الاحمر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو تورات والوں کا تورات سے، انجیل والوں کا انجیل سے اور فرقان (قرآن) والوں کا فرقان سے فیصلہ کر سکتا ہوں۔" دیکھئے کہ آپ خاتم الرسل اور سابق انبیا کے شرائع کے کس قدر جامع تھے۔ حضرت علی کو ان تمام علوم کی جامعیت کتب کے مطالعہ سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ جامعیت وراثت کے طور پر علم لدنی کی حیثیت سے اور الہامات الٰہیہ کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ مرتبہ انسان کامل کا ہے۔ تنزلات خمسہ کے بعد انسان کامل کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے جنہیں صوفیا اپنی زبان میں الحضرات الخمسہ کہتے ہیں۔ انسانِ کامل تمام مظاہر الٰہیہ کا جامع ہوتا ہے۔ وہ ہمارے نبی صلعم ہیں اور آپ کا وارث (علیؑ) ہے۔

۵۲۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس جنت کا ایک قالین لائے اور میں اس پر بیٹھ گیا۔ جب میں اپنے رب کے حضور میں حاضر ہوا تو اللہ نے میرے ساتھ بات چیت فرمائی اور راز کی باتوں سے مجھے آگاہ کیا۔ جو چیز میں نے بارگاہ ایزدی سے حاصل کی وہ سب کی سب علیؑ کو تعلیم کر دی۔ علیؑ میرے علم کا دروازہ ہیں۔ پھر علیؑ کو اپنی طرف بلایا اور فرمایا اے علیؑ تیری صلح میری صلح ہے۔ تیری جنگ میری جنگ ہے۔ تم میرے اور میری اُمت کے درمیان ایک نشان و علم ہو "

۴۳ - مناقب میں تحریر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا گیا کہ عیسٰی بن مریم مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور سلیمان بن داؤد پرندوں کی بولی سمجھ لیا کرتے تھے۔ کیا جناب کو بھی یہ رتبہ حاصل ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہد ہد کے غائب ہونے پہ ہد ہد پر ناراض ہو گئے تھے۔ کیونکہ ہد ہد پانی کو جانتا تھا (کہ زمین کے نیچے کہاں نزدیک ہے) ہد ہد پانی کے لئے رہنمائی کرتا تھا۔ سلیمان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ پانی ہوا کے نیچے ہے۔ حالانکہ ہوا، چیونٹیاں، انسان، جن، شیاطین اور مردو مخلوق آپ کے تابع تھی۔

اللہ تعالٰی اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ ولو ان قرانا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی اگر اس قرآن کے ذریعہ پہاڑ چلائے جائیں، زمین کی مسافت طے ہو جائے مردہ بولنے لگ جائے اور اللہ تعالٰی کا فرمان ہے وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین (جو چیز آسمان اور زمین میں پوشیدہ ہے اس کا ذکر کتاب مبین میں موجود ہے) اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا) ہم اس قرآن کے وارث ہیں جس کے ذریعہ پہاڑ چلنے لگ جاتے ہیں اور شہروں کی مسافت ختم ہو جاتی ہے اور مردہ بولنے لگ جاتے ہیں ہم اس قرآن کے ذریعہ جانتے ہیں کہ پانی کہاں ہے۔ اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں جس میں ہر چیز کا کھلا ہوا بیان موجود ہے۔"

۴۴ - (بحذف اسناد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "میں حکمت کا گھر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہیں"

۴۵ - سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں حکمت کا گھر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہیں"

۴۶ - (بحذف اسناد) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام کے کاتب تھے) کہ ہمارے آقا (علی) نے اپنے ساتھ کوفہ سے مدائن چلنے کو فرمایا۔ ہم اتوار کے روز روانہ ہوئے۔ عمر بن حریث سات آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ یہ لوگ بھی اتوار کو چلے لیکن حیرہ کے ایک مکان میں ٹھہر گئے جس کو خورنق کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم یہاں سیر و تفریح کریں گے۔ یہاں سے بدھ کے روز چل کر جمعہ کی نماز سے پہلے علیؑ سے مل جائیں گے۔ جب یہ لوگ کھانا کھا رہے تو ایک گوہ نکلی، جس کو ان لوگوں نے شکار کر لیا۔ عمر بن حریث نے گوہ کو لے کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا دیا اور ان حضرات سے

کہا کہ اس کی بیعت کرو۔ یہ امیر المومنین ہیں۔ ساتوں آدمیوں نے گوہ کی بیعت کی اور عمر بیعت کرنے والوں میں آٹھویں آدمی تھے۔ (مدائن میں) یہ لوگ مسجد میں وارد ہوئے ان کی طرف دیکھ کر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ "اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ہزار باتیں تعلیم فرمائی تھیں، اور ہر بات میں ایک ہزار دروازے تھے اور ہر دروازے کی ایک ہزار کنجیاں تھیں۔ میں اس علم کو جانتا ہوں۔ نیز میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم (قیامت کے روز ہر آدمی اپنے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔ میں تمہیں اللہ تعالٰی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قیامت کے روز آٹھ آدمی اپنے امام کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور ان کا امام گوہ ہوگی۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔" اصبغ کا بیان ہے کہ میں نے عمرو بن حریث کو دیکھا کہ وہ رعب اور شرمندگی کی وجہ سے گر پڑا تھا۔"

۴۷ - (بحذف اسناد) ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کے بازوؤں کو پکڑ کر فرمایا۔ "یہ نیکوکاروں کے امیر اور کفار کے قاتل ہیں۔ وہ شخص فتح مند ہے جس نے اس کی مدد کی۔ اس آدمی کو چھوڑ دیا گیا ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا۔" حضرت نے ان الفاظ سے اپنی آواز کو بلند کیا۔ پھر فرمایا۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اس کو دروازے سے آنا چاہیئے۔"

۴۸ - (بحذف اسناد) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ لوگ گھروں میں دروازوں سے آتے ہیں۔"

۴۹ - (بحذف اسناد) امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے علی! میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ جس نے اس بات کا گمان کیا کہ وہ شہر میں ایسے ہی پہنچ جائے گا وہ جھوٹا ہے وہ دروازہ کے ذریعہ ہی شہر میں داخل ہوگا۔"

۵۰ - اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کو ابوسعید بحری نے آخر تک ذکر کیا ہے۔ حضرت نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ "میرے بیٹے منبر پر تشریف لے جاؤ اور کچھ بیان کرو۔ امام حسن منبر پر تشریف لے گئے حمد اور صلوات کے بعد ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔ شہر میں دروازہ سے داخل ہونا پڑتا ہے۔" آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ پھر حضرت نے اپنے فرزند حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ "بیٹے اٹھو

اور منبر پر جاکر کچھ بیان کرو" امام حسین منبر پر تشریف فرما ہوئے. حمد و صلوات کے بعد فرمایا "اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؑ ہدایت کا شہر ہیں جو اس میں داخل ہوا نجات پاگیا اور جو اس سے باہر رہا ہلاک ہوگیا" (یہ کہکر) امام حسین نیچے اتر آئے۔ پھر علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اے لوگو! یہ دونوں فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کی ودلیعت ہیں۔

میں ان دونوں کو امت کے سپرد کرتا ہوں اور ان دونوں کے متعلق سوال کرنے والا ہوں"

۴۱ - سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر امت میرے ساتھ اتفاق کرے اور میرے لئے مسند بچھا دی جائے تو میں اہل تورات اور اہل انجیل کے درمیان وہ حکم کروں گا جو ان دونوں کتابوں میں نازل ہوا ہے. حتیٰ کہ یہ دونوں کتابیں آسمان کی طرف چلی جائیں! اور میں قرآن والوں کے بارے میں وہ حکم کروں جو قرآن میں نازل ہوا ہے"

۴۲ - (بحذف اسناد) محمد بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابوطالب نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ علیؑ کے دہن اقدس میں اپنا لعاب دہن ڈال رہے ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے فرزند برادر کیا کر رہے ہو فرمایا "ایمان اور حکمت" (ودلیعت کر رہا ہوں) حضرت ابوطالب نے علی سے فرمایا "اے فرزند اپنے چچا کے فرزند کی مدد کرو اور اس کے وزیر بنے رہو"

۴۳ - (بحذف اسناد) امام المتقین (علی) علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اے علی میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو. جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ وہ شہر میں دروازہ کے بغیر داخل ہوگا وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (گھروں میں دروازوں سے آیا کرو) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "میں بہشت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص بہشت کا ارادہ کرے، وہ دروازہ سے ہو کر آئے"

۴۵ - کتاب المناقب میں اعمش عبایہ بن ربعی سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے (اے لوگو!) جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے (اس دنیا میں) نہ پاؤ. خدا کی قسم میں زمین کی سرسبزی اور خشکی اور وہ قوم جو ایک سو آدمی کو گمراہ کرے گی یا سو آدمیوں کو ہدایت کرے گی. میں ان کے قیامت تک ہونے والے رہنما، اس کو چلانے والے اور اس کے لئے نکلنے والے کو جانتا ہوں"

اسی طرح امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۴۶ - یحییٰ بن ام طویل سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آیت قرآن کی دونوں دفتیوں کے درمیان موجود ہے میں اس کو جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی. کہاں نازل ہوئی پھر

دونوں پہلوؤں کے اندر علم کا دریا موجزن ہے. اس سے پہلے کہ تم مجھے نہ پاؤ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو" فرمایا اگر میں کسی آیت کے نزول کے وقت غیر حاضر ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یاد کروا دیتے تھے. جب میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ مجھے وہ آیت پڑھوا دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اے علیؑ اللہ نے اپنے بندے پر یہ چیز نازل کی ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے، رسول اللہ مجھے اس آیت کی تنزیل اور تفسیر تعلیم فرما دیا کرتے تھے"

۴۷ - فصل الخطاب میں ہے کہ شیخ ابوعبدالرحمن سلمی نیشاپوری نے تاریخ مشائخ صوفیہ میں تحریر کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے زمانہ میں اپنے اہل بیت کے تمام افراد سے (علم میں) فائق تھے. شیخ جنید نے فرمایا ہے کہ اگر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جنگوں سے فارغ ہو جاتے تو ہمارے پاس یہ علم اس قدر پہنچتا جس کو اٹھا نہ سکتے. ہمارے صاحب نے اس امر میں اس علم کی طرف اشارہ کیا جو اب دلوں میں موجود ہے اور ان حقائق کی طرف راہنمائی کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علیؑ کی ذات میں موجود تھے۔

۴۸ - شرح التعرف میں تحریر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بالاتفاق امت تمام عارفین کے سردار ہیں اور آپ کا ایک ایسا مقولہ ہے جس کو آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی نے کہا (وہ یہ ہے) ایک دفعہ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو! میرے پہلو میں علم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے. مجھ میں رسول اللہ نے علم اس قدر چن چن کر تعلیم کیا ہے جس طرح پرندہ دانے چن کر اپنے بچے کو کھلاتا ہے. قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے توریت اور انجیل کے احکام بیان کرنے کی اجازت دی جائے تو میں وہ باتیں بتاؤں گا جو ان دونوں کتابوں میں موجود نہیں اور یہ دونوں کتابیں میری بات کی تصدیق کریں گی"

۴۹ - ابن مسعود سے روایت ہے کہ قرآن سات حرفوں میں نازل ہوا اور ہر حرف کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن. علی بن ابی طالب (ہر حرف کے) ظاہر اور باطن کو جانتے ہیں"

۵۰ - کتاب مناقب میں اپنی سند کے ساتھ عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ کے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا "لوگو! مجھ سے پوچھو! مجھ سے پوچھو! خدا کی قسم کتاب اللہ کی جس آیت کے متعلق مجھ سے دریافت کرو گے تو میں اس کے متعلق تمہیں آگاہ کر دوں گا کہ کب نازل ہوئی. رات میں نازل ہوئی یا دن میں. رسول قیام فرما تھے تب نازل ہوئی یا آپ تشریف لے جا رہے تھے تب اتری. میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر نازل ہوئی. کس کے بارے میں نازل ہوئی. مومن کے حق

میں نازل ہوئی یا منافق کے بارے میں اُتری۔ اللہ کی اس آیت سے کیا مراد تھی۔ عام حکم کے متعلق تھی یا حکم خاص تھا؟ ابن الکوا نے حضرت کی خدمت میں التماس کی مجھے اس آیت الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریة کے متعلق آگاہ فرمایئے (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے وہ تمام لوگوں سے اچھے ہیں) آپ نے فرمایا۔ "وہ لوگ ہم ہیں اور ہمارا اتباع کرنے والے لوگ ہیں کہ جن کی پیشانیاں قیامت کے روز چمکتی ہوں گی۔ پانی سے سیراب ہوں گے۔ یہ لوگ اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے

۵۱۔ مسند احمد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی اپنے اصحاب کو ہزار چیزیں بتاتے تھے اور دکھاتے تھے۔ اور حضرت علی نے برسر منبر فرمایا۔ "اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو! مجھ سے کتاب خدا کے بارے میں دریافت کرو۔ میں ہر ایک آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی۔ پہاڑ کے دامن میں نازل ہوئی یا میدان میں یا زمین پہ اُتری۔ مجھ سے (آنے والے) فتنوں کے متعلق پوچھو۔ میں (آنے والے) ہر فتنہ کو جانتا ہوں۔ اس فتنہ کو کون کھڑا کرے گا اور اس میں کون قتل ہو جائیگا۔"

۵۲۔ (حذف اسناد) سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب کے سوا صحابہ میں سے کسی نے نہیں کہا سلونی جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔"

۵۳۔ (حذف سند) ابو سعید بختری نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما دیکھا اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور رسولؐ کی تلوار کو لگائے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ زیب سر کئے ہوا تھا۔ منبر پر تشریف فرما ہو کر اپنے شکم مقدس سے کپڑا اتار دیا تھا فرمایا "قبل اس کے کہ مجھے (دنیا میں) نہ پاؤ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان علم کا سمندر موجزن ہے۔ یہ علم کا ظرف ہے۔ یہ لعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس میں وہ علم ہے جس کو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چن چن کر تعلیم دیا تھا۔ خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو تورات والوں کو تورات سے اور انجیل والوں کو انجیل سے فتویٰ دوں گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تورات کو اور انجیل کو گویا کر دے تو وہ دونوں کہنے لگیں کہ علی نے سچ کہا ہے۔ نہیں وہ فتویٰ دیا ہے جو مجھ میں موجود ہے۔ تم کتاب کو پڑھتے ہو کیا اس کو تم سمجھتے نہیں ہو؟"

۵۴۔ حموینی نے زاذان سے روایت کی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پیدا کیا اور روح کو خلق فرمایا۔ قرآن میں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں

جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ نازل نہ ہوا ہو۔ مگر میں جانتا ہوں کہ کونسی آیت اس کو بہشت میں لے جائیگی اور کون سی آیت اس کو جہنم میں گھسیٹے گی۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیرالمومنین آپکی شان میں کون سی چیز نازل ہوئی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی (یہ) آیت افمن کان علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاھد منہ۔ رسول اللہ صلعم اپنے رب کے بینہ پر قائم تھے اور میں رسول اللہ کا تالی اور گواہ ہوں۔"

۵۵۔ (حذف سند) ابو سعید خدری اور سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی میری اُمت میں سب سے زیادہ (درست) فیصلہ کرنے والے ہیں۔"

۵۶۔ (حذف سند) حمید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں علیؑ کے صادر کردہ ایک فیصلہ کا ذکر ہوا۔ رسول اللہ نے تعجب سے فرمایا اور کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو ودیعت کیا۔"

۵۷۔ (حذف سند) حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک پاگل عورت کو رجم کرنا چاہتے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تین آدمیوں پر سزا معاف ہے۔ سونے والا حتیٰ کہ جاگ جائے۔ مجنوں حتیٰ کہ درست ہو جائے اور عقل والا ہو جائے۔ بچہ حتیٰ کہ محتلم ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

۵۸۔ (حذف سند) ابوحرب سے روایت ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے اس عورت کے رجم کرنے کا خیال فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس عورت پر رجم کی سزا موجب اللہ تعالیٰ کی آیت کے نہیں ہے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا حملہ وفصالہ ثلاثون شھرًا۔ دو سال دودھ پلانے کی مدت ہے جو چوبیس ماہ ہوتے ہیں اور باقی چھ ماہ بچ گئے جو زمانہ حمل کی مدت ہے۔ حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔"

۵۹۔ موفق بن احمد اپنی سند سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عمرؓ بن خطاب کی خدمت میں پیش کی گئی۔ عورت حاملہ تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا اس نے برائی کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی نے حضرت عمر سے فرمایا تم اس عورت پہ حکم صادر کر سکتے ہو لیکن جو بچہ اس کے شکم میں ہے اس پہ تمہیں حکم صادر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ آپ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور کہا علی ایسا فرزند پیدا کرنے سے عورتیں عاجز ہیں۔ اگر علی نہ ہوتے تو عمر

ہلاک ہو جاتے۔ کہا اے اللہ مجھے اس مشکل تک باقی نہ رکھنا جس میں علی زندہ نہ ہوں۔

۶۰۔ ایک یہودی نے حضرت سے اس وقت سوال کیا جب آپ اپنا قدم مبارک (گھوڑے) کی رکاب میں ڈال چکے تھے کہ کون سا ایسا عدد ہے جس کی نو کسور ہوں۔ اس کا نصف ہو، ثلث ہو، ربع ہو، خمس ہو، سدس ہو، سبع ہو، ثمن ہو، نواں حصہ ہو اور دسواں حصہ ہو۔ حضرت نے فوراً جواب دیا کہ تم ہفتہ کے دنوں کو سال کے دنوں کے ساتھ ضرب دو اور جو چیز حاصل ہو وہ آپ کا مقصد ہے۔ یہودی اسلام لے آیا اور اس مسئلہ کا نام مسئلہ رکابیہ پڑ گیا۔"

۶۱۔ موفق بن احمد اپنی سند میں سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اے اللہ! مجھے اس مشکل تک باقی نہ رکھنا جس میں علی موجود نہ ہو۔"

۶۲۔ مسند احمد میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے تین آدمیوں کے درمیان فیصلہ صادر فرمایا جنہوں نے ایک ہی طہر میں ایک عورت سے منہ کالا کیا تھا اور یہ واقعہ زمانہ جاہلیت کا تھا۔ ان کے درمیان لڑکے کے بارے میں قرعہ اندازی فرمائی۔ جس کے حق میں لڑکے کا قرعہ نکلے گا۔ لڑکا اسی کا ہوگا۔ حضرت نے بچے کی دیت کو تینوں آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے لڑکے کے نسب کو مشتبہ کر دیا ہے گویا کہ انہوں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے دیت کا تیسرا حصہ اس شخص کے ذمہ لگایا جس کے حق میں لڑکے کا قرعہ نکلا تھا۔ اور باقی دو ثلث دوسرے دو آدمیوں کے ذمے لگاتے اور یہ تمام دیت لڑکے کی ماں کو دلوا دی۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلعم اس قدر ہنسے کہ آپ کے اندر کے دانت بھی ظاہر ہو گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا جو فیصلہ علیؑ نے کیا ہے اس میں ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔"

۶۳۔ (حذفت سند) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے یمن کے علاقہ میں شیر کے شکار کے لئے زمین میں ایک گڑھا کھودا۔ شیر اس گڑھے میں گر گیا۔ شیر کو دیکھنے کی خاطر گڑھے پر بھیڑ لگ گئی۔ جب لوگ شیر کو دیکھ رہے تھے ان میں سے ایک آدمی گڑھے میں گر پڑا۔ اس نے گرتے وقت دوسرے کو پکڑ لیا۔ دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا (یہ سب کے سب گڑھے میں گر پڑے) اور شیر کے زخموں کی تاب نہ لا کر مر گئے۔ لوگوں نے (ان کے ورثاء نے) آپس میں جھگڑا شروع کر دیا۔ آپ نے اول آدمی پر دیت کا چوتھا حصہ مقرر کیا۔ اس لئے کہ اس نے اپنی کمزوری کی وجہ سے ہلاک کیا تھا۔ دوسرے پر ثلث دیت اور تیسرے پر نصف دیت اور چوتھے پر پوری دیت مقرر فرمائی۔ اور اس تمام دیت کو ان قبائل کے اوپر عائد کر دیا جو جمع ہوئے تھے۔ بعض لوگ اس بات پر راضی ہو گئے۔ اور بعض ناراض ہو گئے اور اس مقدمہ کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے حضرت علی کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

۶۴۔ (حذفت سند) علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اس قوم کی طرف روانہ فرماتے ہیں جس میں مجھ سے زیادہ عمر والے لوگ موجود ہیں اور میں نوجوان ہوں۔ رسول اللہ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر رکھ کر فرمایا اے اللہ! علی کی زبان کو ثابت رکھو۔" فرمایا جب فریقین بیٹھ جائیں تو جب تک دونوں کی بات کو نہ سن لینا اس سے پہلے ان کے درمیان فیصلہ نہ کرنا۔" حضرت علی نے فرمایا" کہ اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل پیدا نہ ہوئی۔"

۶۵۔ (حذفت سند) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں ایک بیل نے گدھے کو مار دیا۔ یہ لوگ رسول اللہ کی خدمت میں فیصلہ کو حاضر ہوئے۔ رسول اللہ اپنے اصحاب کے مجمع میں قیام فرما تھے۔ فرمایا" تم لوگ ان کے درمیان فیصلہ کر دو۔" اصحاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ جانور نے جانور کو مار دیا ہے۔ لہٰذا جانور پر کوئی چیز لازم نہیں آتی۔ رسول اللہ نے فرمایا" اے علیؑ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دو۔" عرض کیا" اے اللہ کے رسولؐ بہت بہتر۔ فرمایا اگر بیل گدھے کے ٹھکانے پر گیا تھا تو بیل کے مالک پر ضمان لازم ہے۔ اگر گدھا بیل کے ٹھکانے پر گیا تھا تو بیل کے مالک پر کوئی ضمان نہیں ہے۔" رسول اللہ صلعم نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا" اللہ کا شکر ہے جس نے تجھ سے ایسا شخص بنایا جو مدلل فیصلہ صادر کرتا ہے۔" اس طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

۶۶۔ امام احمد اپنی مسند میں اپنی سند میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حجاز اور کوفہ میں مدعی کے گواہ سے قسم لے کر فیصلہ صادر فرمایا۔"

۶۷۔ مناقب میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی دوران میں ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیرالمومنین میں آپ سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے ایک ہزار حدیث کی تعلیم دی تھی، اور ہر حدیث کا ایک ایک ہزار باب ہے۔ لوگوں کی عالم ارواح میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تھی۔ جس کا جس سے تعارف تھا وہ (اس دنیا میں) اس سے مانوس ہے۔ جو عالم ارواح میں جس کا انکار کرتا تھا وہ (اس دنیا میں) اس سے اختلاف کرتا ہے۔ خدا کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو۔ میرے محبین کے چہروں کی طرح تمہارا چہرہ نہیں ہے۔ تمہارا نام مجھ سے محبت کرنے والوں کی فہرست میں درج نہیں ہے۔" پھر ایک اور آدمی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا اے امیرالمومنین میں آپ کو اللہ کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔

باب ۱۵

رسول اللہ صلعم سے علی علیہ السّلام کی خاطر عہد لینا اور آپ کو وصی بنانا

کے متعلق گفتگو کب

۱۔ جمع الفوائد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم گروہ اصحاب رسول صلعم اس بات
کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کی خاطر ستر عہد لئے تھے اور کسی کے لئے کوئی عہد نہیں
لیا تھا"

۲۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم گروہ اصحاب رسولؐ اس بات کا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ نبی صلعم
نے حضرت علیؑ کے لئے اسّی عہد لئے تھے اور کسی کے لئے کوئی عہد نہیں لیا تھا؛

۳۔ ابونعیم حلیۃ الاولیا میں اپنی سند میں ابوبرزہ اسلمی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے
علی کے متعلق عہد لیا ہے کہ علی ہدایت کا علم ہیں۔ میرے دوستوں کے امام ہیں۔ جس نے میری اطاعت کی اس کے
لئے نور ہیں۔ آپ وہ کلمہ ہیں جس کو متقین کے لازم پکڑا ہے۔ جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔
جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (اے ابوبرزہ) علیؑ کو اس بات کی خوشخبری سنا دو؛ حضرت علی
تشریف لائے میں نے آپ کو یہ خوشخبری سنا دی۔ حضرت علی نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میں اللہ کا بندہ
ہوں اور اس کے قبضہ میں ہوں۔ اگر وہ مجھے عذاب دے گا تو میرے گناہ کے باعث ایسا ہوگا۔ اگر ۔۔۔
پوری ہوگی جس کی آپ نے مجھے بشارت دی تو یہ اللہ کی مہربانی ہے"۔ رسول اللہ نے فرمایا "اے اللہ علیؑ
کے قلب کو روشن کر اور اس کو ایمان کا مرغزار مقام بنا"۔ رسول نے فرمایا "میرے رب نے علیؑ کے
لئے یہ بات کر دی ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اس کو امتحان کے لئے مخصوص کیا ہے"۔ میں
نے عرض کیا۔ اے میرے رب وہ میرے بھائی اور میرے وصی ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا امتحان
ہوگا اور اس کے ذریعہ اور لوگوں کا امتحان ہوگا"

۴۔ مسند احمد بن حنبل میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے سلمان سے کہا کہ رسول اللہ صلعم سے آپ کے وصی
کے متعلق سوال کرو۔ سلمان نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کا وصی کون ہوگا؟ رسول اللہ نے فرمایا "اے سلمان موسیٰ
کا وصی کون تھا؟" سلمان نے عرض کیا۔ "یوشع بن نون"۔ فرمایا "میرا وصی، میرا وارث، میرا قرض چکائیگا اور میرے

۵۔ وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر میں علامہ ثعلبی نے براء بن عازب کی روایت سے حدیث وصیت کو علیؑ
کے لئے بیان کیا ہے"

۶۔ ابن عباس سے جابر بن عبداللہ، بریدہ اور ابو ایوب انصاری سے ابن مغازلی نے حدیث وصیت کو علی علیہ السلام
کے لئے روایت کیا ہے۔

۷۔ موفق بن احمد نے حدیث وصیت برائے علی کو بریدہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہر نبی کا
وصی اور وارث ہوتا ہے۔ میرے وصی اور میرے وارث علی ہیں"

۸۔ موفق بن احمد ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کا ایک وصی
چنا ہے۔ میرے بعد میری اولاد میں میرے اہل بیت اور میری امت میں میرے وصی علی ہیں"۔
موفق بن احمد نے انس کی روایت سے حموینی نے امام علی بن موسےٰ رضا کی روایت سے اس حدیث وصیت
کو بیان کیا ہے۔

۹۔ حموینی نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں خاتم النبیین ہوں، اے علی
تم قیامت تک خاتم الوصیین ہو"

۱۰۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق اپنے آبا طاہرین سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صبح کے وقت جبرائیل نے فرحاں
اور شاداں صورت میں نازل ہو کر کہا (اے محمد) "میری آنکھ اس عزت افزائی کے باعث ٹھنڈی ہوگئی
جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی اور تمہارے وصی اور آپ کی امت کے امام علی ابن ابی طالب کو عطا کی ہے"۔ میں
نے کہا (اے جبرائیل) وہ اللہ تعالیٰ کی کونسی عزت افزائی ہے جو میرے بھائی کو عطا ہوئی؟ جبرائیل نے کہا کہ
کل رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں، فرشتوں اور عرش اٹھانے والے فرشتوں پر فخر کر رہا تھا اور کہا تھا
اے میرے فرشتو! میری زمین میں میری حجت کو دیکھو! میری عظمت کے اظہار کی خاطر اپنے رخسار کو مٹی پر رکھا
ہوا ہے (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ میری مخلوق کے امام اور میری تمام کائنات
کے مولا ہیں"

۱۱۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قیامت کے روز چار آدمی سوار ہوں
گے۔ میں براق پر سوار ہوں گا۔ میرا بھائی صالح اپنی اس اونٹنی پر سوار ہوگا جس کی کونچیں کاٹ ڈالی
گئی تھیں۔ میرے چچا حمزہ عضباء نامی اونٹنی پر سوار ہوں گے اور علی ابن ابی طالب جنت کی ایک
اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ جس کی پیشانی کھلی ہوئی ہوگی۔ علی کے جسم پر دو سبز کپڑے کے حلے ہوں گے جو
جنت کے کپڑوں سے ہوں گے۔ یہ کپڑے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہوں گے۔ آپ کے سر پر نور کا تاج

ہوگا. اس تاج کے ستر ہزار رکن ہوں گے۔ ہر رکن میں سرخ یاقوت جڑے ہوں گے. یاقوت کی چمک سے سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر فاصلہ روشن ہو جائے گا. علی کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور علی یہ آواز بلند کرتے ہوں گے . لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ مخلوق کہے گی یہ کون شخص ہے ۔ مقرب فرشتہ ہے یا وہ نبی ہے جو رسالت کے درجہ پہ فائز ہوا تھا۔ یارب العالمین کے عرش اٹھانے والوں میں سے کوئی ہے ۔ عرش کی جانب سے ایک آواز بلند ہوگی ۔ یہ علیؑ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں"۔

۱۲. حافظ ابونعیم اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابو برزہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا. اللہ تعالیٰ نے علی کے متعلق مجھ سے ایک عہد لیا تھا۔ کہ علی ہدایت کا نشان ہیں ۔ میرے اولیاء کے امام ہیں ۔ جس نے میری طاعت کی اس کے لئے نور ہیں ۔ علی وہ کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے متقین پہ لازم قرار دیا۔ جس نے اسے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا ۔ جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا ۔ (اے برزہ) اس بات کی علیؑ کو بشارت دے دو۔ جب حضرت علی تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بات کی بشارت دے دی ۔ علیؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے قبضہ میں ہوں ۔ اگر اس نے مجھے عذاب دیا تو ایسا میرے گناہ کی وجہ سے ہوگا۔ اگر وہ بات پوری ہوگئی جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور میری عزت افزائی ہے ۔ رسول اللہ نے فرمایا اے اللہ علی کے دل کو زرگ بنا اور اس کو ایمان کا مرغزار مقام بنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے علی کے ساتھ ایسا کر دیا ہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا علی ایک خاص امتحان کے ساتھ مختص ہو چکے ہیں ۔ یہ امتحان رسول اللہ کے کسی صحابی کے لئے مقرر نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب علی میرے بھائی اور میرے وصی ہیں ۔ خداوند نے فرمایا۔ یہ بات میرے علم میں پہلے گزر چکی ہے . وہ اس امتحان میں ضرور مبتلا ہونگے"۔

۱۳۔ (حذف اسناد) امیر المومنین علیہ السلام نے جب محمد بن ابوبکر کو مصر والوں کے پاس روانہ کیا تو اُن کو ایک خط تحریر فرمایا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ تم لوگوں کو ہند کے جھوٹے فرزند سے بچنا چاہیئے۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ امام ہدایت اور امام گمراہی برابر نہیں ہیں ۔ نبی کا وصی اور نبی کا دشمن برابر نہیں ہیں "۔

۱۴ ۔ کتاب مناقب میں امام جعفر صادقؑ سے ایک روایت درج ہے ۔ آپ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ نبوت سے پہلے ایک روشنی کو ملاحظہ فرمایا تھا ۔ اور ایک (غیبی) آواز کو سنا تھا۔ رسول اللہ نے علیؑ سے فرمایا تھا اگر میں خاتم الانبیاء نہ ہوتا تو تم نبوت میں شریک ہوتے ۔ اگر تم نبی نہیں ہو تو تم نبی کے وصی اور اس کے وارث ہو ۔ بلکہ تم اوصیاء

۱۵۔ مناقب میں سلسلہ روایت کے ساتھ ایک روایت جابر جعفی سے منقول ہے ۔ آپ امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں ۔ امام محمد باقر اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام صفین کی جنگ کے روز ایک خطبہ حمد و صلوات کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہا "(اے لوگو!) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم میں کتاب خدا کو چھوڑا۔ تمہیں کتاب خدا کی پیروی کا حکم دیا اور اس کی مخالفت سے تمہیں منع کیا۔ مجھ سے ایک ایسا وعدہ لیا جس سے میں پہلو تہی نہیں کروں گا۔ تم اپنے دشمن کے سامنے حاضر ہو گئے ہو ۔ اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ان کا سردار وہ شخص ہے (جس کو مکہ کے روز رسول اللہ نے) آزاد کیا تھا ۔ یہ اپنے ساتھیوں کو جہنم کی طرف دعوت دیتا ہے ۔ تمہارے سامنے تمہارے نبی کا چچازاد بھائی آپ کا وصی اور وارث موجود ہے جو تمہیں بہشت اور تمہارے رب کی اطاعت اور تمہارے نبی کی سنت کی پیروی کی طرف بلاتا ہے خدا کی قسم میں حق پر قائم ہوں اور یہ لوگ جو باطل پہ ڈٹے ہوئے ہیں ۔ ان کے ساتھ جہاد کرو۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین ہمارے ساتھ ہمارے دشمن سے لڑنے کے لئے کھڑے ہو جایئے۔ خدا کی قسم ہم اس بات پہ آپ سے کوئی بدلہ و معاوضہ نہیں چاہتے ۔ بلکہ آپ کے قدموں پر لڑ کر موت سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں ۔ اور صرف آپ کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں ۔ حضرت نے ان حضرات سے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ۔ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اس تلوار کی طرف دیکھ کر فرمایا لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی ۔ تلوار صرف ذوالفقار ہے اور نوجوان صرف علیؑ ہیں ۔ فرمایا اے علی تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو مرتبہ ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اے علی تمہاری موت اور زندگی میرے ساتھ ہوگی ۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ میں گمراہ ہوا ہوں ۔ اور نہ میری وجہ سے کوئی گمراہ ہوا ہے ۔ اور نہ میں نے نبی کے عہد کو فراموش کیا ہے ۔ میں اپنے رب کی دلیل اور روشن طریقہ پر قائم ہوں ۔ اس کے بعد امیر المومنین کے اصحاب جہاد کے لئے کھڑے ہو گئے ۔ خمیس کے روز طلوع آفتاب سے لیکر آفتاب کی سرخی کے غائب ہونے تک جہاد کیا۔ نماز اپنے اوقات کے وقت صرف تکبیر کے ساتھ ادا کی گئی تھی ۔ اس روز حضرت علی علیہ السلام نے شام والوں کے پانچ سو پانچ آدمیوں کو قتل کیا۔ صبح کے وقت شامیوں نے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کر دیا۔

۱۶۔ موفق بن احمد نے اپنی مسند میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ رسول اللہ صلعم کی مرض موت کے وقت آپکی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رو پڑیں ۔ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تمہارے لئے کرامت ہے تمہارا شوہر اس شخص کو بنایا ہے جو سلم کے

معاملہ میں تمام لوگوں سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ جو سب سے زیادہ علم والا اور بہت بڑے صابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
زمین پر اپنی نگاہِ انتخاب کو دوڑایا۔ مجھے ان لوگوں سے منتخب کیا۔ مجھے نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
نے دوسری مرتبہ نگاہِ انتخاب کو دوڑایا۔ ان سے تمہارے شوہر کو منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ
تمہاری شادی علی سے کردوں اور اس کو اپنا وصی بناؤں۔" ابن مغازلی نے یہ عبارت اور اضافہ کی ہے
رسول اللہ صلعم نے فرمایا" اے فاطمہ ہم اہلِ بیت کو اللہ تعالیٰ نے سات خصائل اور خصوصیات ایسے عطا کئے ہیں
کہ ایسے خصائل اور خصوصیات کسی شخص کو نصیب نہیں ہوئے۔ نہ اولین کو یہ خصوصیات حاصل ہوئے اور نہ
آخرین ان کو حاصل کرسکتے ہیں۔ انبیاء میں افضل تمہارے باپ ہیں اور ہمارا وصی تمام اوصیاء سے بہتر
ہے۔ وہ تمہارے شوہر ہیں۔ ہمارا شہید تمام شہداء سے بہتر ہے۔ وہ ہم میں سے تمہارے چچا حمزہ ہیں
جن کو قدرت نے دو پر عطا کئے ہیں جن کے ذریعہ آپ بہشت میں جہاں چاہتے ہیں اڑا کرتے ہیں۔ وہ تمہارے
چچا کے بیٹے جعفر ہیں۔ اور ہم میں دو ایسے فرزند ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ تمہارے دونوں
بیٹے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس امت کا مہدی (عجل اللہ فرجہ)
جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے وہ تمہارے فرزند ہوں گے۔
حموینی نے اس عبارت کا اور اضافہ کیا ہے۔" وہ تمہارا فرزند جب زمین پر ظلم اور ستم کا دور دورہ ہوگا اس
کو عدل وانصاف سے بدل دے گا۔ اے فاطمہ غم نہ کھانا اور رونا چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ تم پر مجھ سے زیادہ مہربان
اور رحم کرنے والا ہے۔ تیری منزلت اور مقام جو میرے دل میں قائم ہے اس کی وجہ سے تمہاری شادی ایک
ایک ایسے شوہر سے قائم کی ہے جو عظیم المرتبت (شرافت وفضیلت والا، بزرگ ترین نسب والا)، رعیت پر زیادہ
رحم کرنے والا۔ انصاف ترین مساوی تقسیم کرنے والا) اور فیصلہ کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ بالبصیرت ہے"

١٧- اصبغ بن نباتہ سے مناقب میں روایت درج ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا
اے لوگو! میں کائنات کا امام ہوں۔ میں مخلوق میں بہترین انسان کا وصی ہوں۔ میں پاکیزہ اور ہدایت کرنے والی
اولاد کا باپ ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی، ولی، صفی اور حبیب ہوں۔ میں مومنین کا
امیر، سفید پیشانیوں والوں کا راہنما اور اوصیا کا سردار ہوں۔ میری جنگ اللہ کی جنگ، میری صلح اللہ کی صلح،
میری اطاعت اللہ کی اطاعت، میری ولایت اللہ کی ولایت، میرے پیروکار اولیاء اللہ اور میرے انصار اللہ
کے انصار ہیں"

١٨- کتاب مناقب میں اپنی سند کے ساتھ تحریر ہے کہ امام جعفر صادق اپنے باپ سے، آپ کا باپ آپ کے دادا
علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ام س

ایک غلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تنقیص کرتا ہے۔ آپ نے کسی آدمی کو بھیج کر بلوا لیا۔ جب وہ غلام حضرت ام سلمہؓ
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے کہا اے میرے فرزند میں تمہیں ایک حدیث سے آگاہ کرتی ہوں جس کو میں
نے رسول اللہ صلعم سے سنا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا اے ام سلمہ! میری ایک بات سنو اور تم اس پر گواہ رہو
یہ علی دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ دنیا میں میرا جھنڈا اٹھانے والے ہیں۔ اور کل روز قیامت میرا جھنڈا
لواء الحمد اٹھائیں گے۔ یہ علی میرے وصی ہیں۔ میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور میرے حوض سے منافقین کو دور
بھگانے والے ہیں۔ اے ام سلمہ! یہ علی مسلمانوں کے سردار، متقین کے امام، سفید پیشانیوں والوں کے قائد
بیعت توڑنے والوں، ظلم کرنے والوں اور اسلام سے نکل جانے والوں کے قاتل ہیں۔ میں نے عرض کیا اے
اللہ کے رسول بیعت توڑنے والے کون ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے علی کی بیعت مدینہ میں کی تھی۔
اور بصرہ میں جا کر توڑ دی تھی۔ میں نے عرض کیا، ظلم کرنے والے کون ہیں۔ فرمایا یہ شام کے رہنے والے ہیں، اور
ابوسفیان کے بیٹے اور اس کے ساتھی ہیں۔ میں نے عرض کیا اسلام سے نکلنے والے کون ہیں؟ فرمایا اصحاب
نہروان ہیں۔ جناب ام سلمہ کے غلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے جزائے
خیر عطا کرے میں علی کو کبھی گالیاں نہ دوں گا۔"

١٩- حموینی اپنی سند کے ساتھ جمیل بن صالح سے روایت کرتے ہیں وہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے آبا طاہرین،
وہ حضرات حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔" فاطمہ میرے دل
کی خوشی، اس کے دونوں نور نظر میرے دل کا میوہ، اس کا شوہر میری آنکھ کا نور اور اس کے بیٹے کی اولاد
سے جو ائمہ پیدا ہوں گے میرے رب کے امین ہیں اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی کھینچی ہوئی مخلوق اور اللہ تعالیٰ
کے درمیان رسی ہیں جس شخص نے ان حضرات کے دامن کو پکڑا وہ نجات پا گیا اور جس نے ان کے
دامن کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔"

٢٠- حموینی نے اعمش سے روایت کی ہے، وہ ابو وائل سے وہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "علی کی اطاعت میری اطاعت اور علی کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔"

٢١- (حذف سند) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب میں معراج کے موقعہ پر آسمان
کی طرف گیا جب میں جبرائیل کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا تو میں نے وہاں ایک سرخ یاقوت کا بنا ہوا
مکان دیکھا جبرائیل نے کہا یہ بیت المعمور ہے اے محمد اٹھو اور اس میں نماز ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو
میرے پیچھے ایک صف میں جمع کر دیا۔ میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ میں جب نماز کا سلام کہہ چکا تو میرے
پاس اللہ کی جانب سے ایک پیغام پہنچا۔ اے محمد تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ ان

رسولوں سے دریافت کرو کہ یہ تم سے پہلے کس بات پر رسول بناکر بھیجے گئے تھے۔ میں نے کہا اے رسولوں کا گروہ مجھ سے پہلے میرے رب نے تم کو کس بات کے لئے بھیجا تھا۔ رسولوں نے کہا (اے محمد) تمہاری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت کی خاطر اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے واسئل من ارسلنا قبلک من رسلنا (اے محمد اپنے ان رسولوں سے دریافت کرو جو تم سے پہلے موجود تھے) نیز اس واقعہ کو دیلمی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۲۲- طلحہ بن زید امام جعفر صادق سے آپ اپنے آبائے طاہرین سے یہ حضرات حضرت امیرالمومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب کسی نبی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ اس نبی کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں میں افضل ترین فرد کے متعلق وصیت کرے۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم اپنے چچا زاد بھائی علی کے متعلق وصیت کرو۔ میں نے اس بات کو گذشتہ کتب (سماویہ) میں لکھ دیا ہے۔ اور میں نے ان کتب میں تحریر کر دیا ہے کہ علی تمہارے وصی ہیں۔ میں نے اس بات کا مخلوق سے اپنے انبیاء اور رسولوں سے میثاق لیا ہے۔ اے محمد میں نے ان تمام لوگوں سے اپنی ربوبیت، تمہاری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت اور وصایت کا میثاق و عہد لیا ہے۔"

۲۳- کتاب الاصابہ میں ابولیلیٰ غفاری کا بیان درج ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بعد عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا۔ تم علی بن ابی طالب کا دامن پکڑنا۔ علی سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور یہ سب سے پہلے شخص ہوں گے جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ صدیق اکبر ہیں۔ یہ اس امت کے فاروق ہیں۔ یہ مومنین کے یعسوب ہیں۔ مال منافقین کا یعسوب ہے۔

۲۴- یحییٰ بن عبدالرحمٰن انصاری کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے علیؑ کو اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز کے لئے اس کے لئے امن و امان لکھ دیا ہے۔"

۲۵- لیلیٰ غفاریہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلعم نے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔" یہ علی لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں، میرے ساتھ عہد کے بارے میں آخری اور قیامت کے روز سب لوگوں سے پہلے قیام فرما ہوں گے۔"

۲۶- (بحذف اسناد) معاذۃ غفاریہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ کے گھر میں رسول اللہ صلعم کی تیمار دار تھی۔ ایک دن کی بات ہے (حضرت علی دروازہ کے باہر موجود تھے۔ رسول اللہ نے بی بی عائشہ سے فرمایا۔ یہ

(علی) تمام مردوں سے زیادہ مجھے محبوب ہیں۔ اور میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ عزت والے ہیں (اے عائشہ) اس کے حق کو پہچان لے اور اس کے لئے اچھی جگہ مہیا کرو (دیکھو) علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

۲۷- ام خالدہ زید بن ثابت کی بیوی کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلعم ایک حویلی میں ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اچانک رسول اللہ نے فرمایا، جو شخص سب سے پہلے تمہیں دکھائی دے اُسے دیکھنے والے اہل جنت میں سے ہیں۔ ہم نے دیکھنا شروع کر دیا کہ دیکھیں کون (سب سے پہلے) داخل ہوتا ہے (اسی دوران میں سب سے پہلے) علی بن ابی طالب تشریف لائے۔"

۲۸- سراحیل بن مرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اے علی تمہیں خوشخبری ہو۔ تمہاری زندگی اور تمہاری موت میرے ساتھ ہوگی۔"

۲۹- ام سلمہؓ کے غلام صبیح سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کے گھر کے دروازہ پر ایک دن موجود تھا۔ حضرت علی حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسینؑ تشریف لائے تو رسول اللہ صلعم نے ان کو اپنی خیبری چادر اوڑھا دی۔"

۳۰- (حضرت عبداللہ) ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کسی شخص نے آپ سے سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات کس کی زبان میں آپ سے گفتگو فرمائی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ میرے رب نے میرے ساتھ علی کی زبان میں گفتگو فرمائی تھی اور مجھے اس بات کا الہام فرمایا کہ میں یہ بات کہوں کہ اے میرے رب آپ مجھ سے گفتگو فرما رہے ہیں یا علیؑ؟ اللہ نے فرمایا، اے محمدؐ میں ایک ایسی چیز ہوں جو اور اشیا کی مانند نہیں ہوں۔ میرا لوگوں کے ساتھ قیاس نہیں ہو سکتا۔ شبہات سے میری صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ میں نے تمہیں اپنے نور سے پیدا کیا اور تمہارے نور سے علیؑ کو پیدا کیا اور میں نے تمہارے دل کا مطالعہ کیا تو تمہارے دل میں علیؑ کی محبت کے سوا اور کسی کی محبت زیادہ نہ تھی۔ تو میں نے تمہارے ساتھ علیؑ کی زبان میں گفتگو کرنا مناسب سمجھا تاکہ تمہارا دل مطمئن ہو۔" یہی مصلحت تھی کہ شیخ عطار قدس سرہٗ نے یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

مصطفےٰؐ اسرارِ حق از وی شنفت
ہم از او بشنود ہم با او گفت

حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ کے راز علیؑ کی زبان سے سنے۔ پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہ راز علیؑ کو سنائے اور علیؑ کو بتائے۔

باب ۱۶

علی علیہ السلام دوزخ اور بہشت کی تقسیم کرنے والے ہیں

۱۔ (بحذف اسناد) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علی جب قیامت کا دن ہوگا تمہارے لئے ایک نور کا تخت لایا جائے گا اور تمہارے سر پہ ایک تاج ہوگا جس کی روشنی سے ممکن ہوگا کہ اہل موقف کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز بلند ہوگی کہ محمدؐ کے وصی کہاں ہیں؟ (اے علیؑ) تم کہو گے کہ میں یہاں موجود ہوں۔ منادی ندا دے گا جس نے تمہیں دوست رکھا تھا اس کو بہشت میں داخل کرو اور جس نے تم سے دشمنی رکھی تھی اس کو دوزخ میں داخل کرو (اے علی) تم بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو"

۲۔ (حذف سند) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو۔ تم بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اپنے دوستوں کو بلا حساب بہشت میں داخل کرو گے"

۳۔ (حذف سند) عامر بن واثلہ کنانی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے شوریٰ کے موقع پر ایک طویل حدیث بیان فرمائی اور اہل شوریٰ سے فرمایا "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے متعلق رسول اللہ نے میرے سوا فرمایا ہو کہ تم بہشت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو۔ اصحاب نے عرض کیا نہیں"

۴۔ (بحذف سند) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے "جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرا وسیلہ دے کر سوال کیا کرو۔ آپ سے وسیلہ کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ جنت میں ایک درجہ ہے جس کی ایک ہزار سیڑھیاں ہیں۔ ایک سیڑھی سے لے کر دوسری سیڑھی تک ایک تیز رفتار گھوڑے کے ایک ماہ چلنے کی مسافت کے برابر فاصلہ ہے۔

سیڑھیاں یہ ہیں:-
زبرجد کی سیڑھی سے لؤلؤ کی سیڑھی تک، وہاں سے یاقوت کی سیڑھی تک۔ وہاں سے زمرد کی سیڑھی تک۔ وہاں سے مرجان کی سیڑھی۔ وہاں سے کافور کی سیڑھی، وہاں سے عنبر کی سیڑھی تک۔ وہاں سے یلنجوج کی سیڑھی تک۔ اسی طرح مختلف موتیوں کی سیڑھیاں ہوں گی۔ یہ سیڑھیاں انبیاء کے درجات کے درمیان اس طرح روشن ہوں گی جس طرح چاند ستاروں کے درمیان ضوفگن ہوتا ہے

ایک آواز دینے والا آواز بلند کرے گا کہ یہ درجہ محمد خاتم الانبیاء کا ہے۔ میں اس وقت ایک نور کی چادر کو ملبوس کئے ہوں گا۔ میرے سر پہ رسالت اور کرامت کا تاج ہوگا۔ علی ابن ابی طالب میرے سامنے موجود ہوں گے۔ میرا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ جھنڈا لواء الحمد ہوگا۔ جس پر یہ عبارت تحریر ہوگی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ و اولیاء علی المفلحون الفائزون۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول اور علی اللہ کے ولی ہیں۔ اور علی کے دوست فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں۔ خدا کی قسم میں سب سے بلند درجہ پر چڑھ جاؤں گا اور آپ مجھ سے نچلے درجہ میں قیام فرما ہوں گے۔ اور آپ کے ہاتھ میں میرا جھنڈا ہوگا۔ اس دن جو رسول، نبی، صدیق، شہید اور مومن موجود ہوگا وہ اپنی نظریں اٹھا کر ہماری طرف دیکھیں گے اور یہ کہیں گے ان دو بندوں کی کیا خوش قسمتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو کس قدر مکرم بنایا ہے؟ ایک آواز دینے والا آواز دے گا جس کو تمام مخلوقات سنے گی۔ یہ اللہ کے حبیب محمدؐ ہیں اور یہ اللہ کے ولی علیؑ ہیں۔ جنت کا خزانچی رضوان نامی فرشتہ میرے پاس آ کر کہے گا (اے محمدؐ) میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جنت کی کنجیاں آپ کے سپرد کر دوں۔ اے اللہ کے رسول میں ان کنجیوں کو آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ میں اس سے بہشت کی کنجیاں وصول کر کے اپنے بھائی علیؑ کے سپرد کر دوں گا۔ پھر میرے پاس ایک اور فرشتہ حاضر ہوگا جو دوزخ کا خزانچی ہوگا اور کہے گا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس دوزخ کی کنجیاں لے آؤں۔ اے اللہ کے رسول میں دوزخ کی کنجیاں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ میں وہ کنجیاں وصول کر کے اپنے بھائی علیؑ کے حوالے کر دوں گا۔ علی جہنم کے کنارے کھڑے ہو کر اس کی مہار کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ جہنم کے شعلے بلند ہوں گے۔ اس کی گرمی کی شدت نقطۂ عروج پر ہوگی۔ جہنم کہے گی اے علیؑ میری مہار چھوڑ دیجئے۔ آپ کے نور کے جلوے نے میرے شعلوں کو بجھا دیا ہے۔ حضرت علی جہنم کو حکم دیں گے یہ میرا دوست ہے اس کو چھوڑ دو، اور یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑ لو۔ اس دن جہنم علیؑ کے حکم کی اطاعت تمہارے غلام کی اطاعت سے زیادہ کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ علیؑ دوزخ اور بہشت کے تقسیم کرنے والے ہیں

نیز اس حدیث کو صاحب مناقب نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کیا ہے۔ آپ اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے منبر پر اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ اور اس خطبہ کا نام خطبہ وسیلہ ہے"

۵۔ وہ تفسیر جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے ایک امام (امام حسن عسکری) کی طرف منسوب ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو اور تم دوزخ سے کہو گے کہ یہ آدمی میرا ہے اور یہ تمہارا ہے

۶۔ (حذفِ سند) امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم جہنم کے کنارے کھڑے ہوگے۔ اور جہنم پر پل بچھا ہوا ہوگا۔ اور تم لوگوں سے کہوگے (پل کو) عبور کرو اور جہنم کو حکم دو گے یہ میرا ہے اور یہ تمہارا ہے۔"

۷۔ مناقب میں محمد بن حمران سے روایت ہے۔ آپ امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں القیا فی جہنم کل کفار عنید روایت کرتے ہیں (اے دونوں آدمیو جہنم میں ہر انکار کرنے والے سرکش کو ڈال دو۔ جب قیامت کا روز ہوگا تو حضرت محمد صلعم اور علیؑ پل صراط پر قیام فرما ہوں گے۔ ایک آواز دینے والا آواز دے گا تم دونوں جہنم میں ہر اس شخص کو ڈال دو (اے محمد جس نے تمہاری نبوت کا انکار کیا اور اے علیؑ جس نے تمہاری ولایت سے سرکشی کی۔"

۸۔ امام جعفر صادق اپنے آبا ر طاہرین سے، یہ حضرات حضرت علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب لوگ ایک راستہ پر جمع ہوں گے تو میں اور علی اس وقت عرش کی دائیں جانب موجود ہوں گے۔ پھر (اے علی) میرا رب مجھے اور تمہیں کہے گا تم دونوں اس شخص کو جہنم میں ڈال دو جس نے تم دونوں سے بغض رکھا اور تم دونوں کو جھٹلایا۔"

ابو سعید خدری سے بھی اسی طرح روایت منقول ہے۔

۹۔ (حذفِ اسناد) کوفہ کے ایک فقیہہ نے بیان کیا کہ کچھ لوگ اعمش کی بیماری کے وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ اور یہ لوگ اعمش سے کہنے لگے کہ تم علیؑ کے فضائل بیان کرتے تھے اور اس کے بعد کبھی بیان نہ کرتا۔ اعمش نے کہا مجھے سہارا دے کر بٹھا دو۔ چنانچہ تکیہ لگا کر اعمش کو بٹھا دیا گیا اور اعمش نے کہا کہ مجھے ابو متوکل نے ابو سعید خدری کے حوالے سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ مجھے اور علی بن ابی طالب سے کہے گا۔ تم دونوں اس شخص کو جہنم میں داخل کر دو جو تم دونوں سے بغض رکھتا تھا۔ اور جو شخص تم دونوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس کو بہشت میں داخل کر دو اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے۔ القیا فی جہنم کل کفار عنید (اے دونوں ہر کافر اور سرکش کو جہنم میں ڈال دو) جس نے میری نبوت کا انکار کیا ہو اور علیؑ کی فرمانبرداری سے سرکشی کی ہو۔"

۱۰۔ مناقب میں ابو طفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے آپ وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق متفق علیہ فیصلہ ہے کہ آپ تمام صحابہ سے آخر میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی تم میرے وصی ہو۔ تیری جنگ میری جنگ، تیری صلح میری صلح ہے تم خود امام ہو اور گیارہ آئمہ کے باپ ہو جو پاک اور معصوم ہیں۔ ان میں ایک امام ایسا ہوگا جو ظلم و ستم سے

بھرپور دنیا کو عدل و انصاف کے دور دورہ میں تبدیل کر دے گا۔ اے علی ان حضرات سے بغض رکھنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ جو شخص تمہیں اور تمہاری اولاد کو اللہ کی خاطر دوست رکھے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اور تمہاری اولاد کے ساتھ محشور کرے گا (اے علی) تم میرے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوگے۔ تم جنت اور دوزخ کے بانٹنے والے ہو۔ تم اپنے محبین کو جنت میں اور تم سے بغض رکھنے والوں کو دوزخ میں ڈالو گے۔

۱۱۔ کتاب عیون الرضا میں ابو الصلت ہروی سے روایت ہے کہ مامون نے امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہما السلام سے دریافت کیا کہ مجھے اپنے جد امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق آگاہ فرمایئے کہ وہ کون سا سبب ہے جس کی بنا پر علی دوزخ اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ امام نے فرمایا کیا تم اپنے اباء سے روایت نہیں کرتے وہ سب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کی محبت ایمان کی علامت ہے اور آپ سے بغض رکھنا کفر کی نشانی ہے مامون نے کہا ہاں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جب جنت مومن کے لئے اور جہنم کافر کے لئے مقرر ہے اور جنت اور جہنم کی تقسیم آپ سے محبت اور بغض پر موقوف ہے تو آپ جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ٹھہرے۔ مامون نے کہا آپ کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھے۔ تم اپنے جد رسول اللہ صلعم کے وارث ہو۔ ابو الصلت ہروی کا بیان ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام واپس اپنے گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسول آپ نے کس قدر پیارا جواب امیر المومنین (مامون) کو دیا ہے۔ فرمایا اے ابو صلت یہ جواب تو میں نے صرف اس نہج سے دیا جس کو وہ خود تسلیم کرتا تھا۔ ورنہ میں نے اپنے باپ کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ اپنے اباء کرام سے روایت کرتے تھے۔ یہ سب حضرات حضرت علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی تم قیامت کے روز بہشت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو اور جہنم سے کہو گے یہ میرا ہے اور یہ تمہارا ہے۔"

۱۲۔ (حذفِ سند) امام رضا علیہ السلام سے مامون نے پوچھا کہ کون سی وجہ ہے کہ تمہارے جد امیر المومنین علی علیہ السلام جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ پھر آپ نے مذکورہ بالا حدیث کو یہ میرا ہے اور یہ تمہارا ہے تک بیان فرمایا۔

۱۳۔ کتاب الشفا کے باب المعجزات میں درج ہے کہ جہاں تک میں غیب کی باتوں سے مطلع ہوا ہوں ان میں ایک بات یہ بھی ہے کہ علی جنت اور جہنم کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں ڈالیں گے۔" اور یہ اشعار امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہیں،

علی حبہ جنۃ قسیم النار والجنۃ

وصی المصطفیٰ حقا امام الانس والجنۃ

(ترجمہ) علی کی محبت ڈھال کا کام دیتی ہے۔ علی جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔
خدا کی قسم آپ محمد مصطفیٰ کے وصی ہیں۔ اور تمام انسانوں اور جنوں کے امام ہیں۔

۱۴۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو علی فردوس پر تشریف فرما ہوں گے۔ فردوس ایک ٹیلہ سی ہے۔ جو جنت کے اوپر بلند ہوگی۔ اور اس فردوس کے اوپر عرش رب العالمین ہے۔ جس کی سطح سے جنت کی نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں اور بہشت کے باغات میں آکر جاری ہوتی ہیں۔ علیؑ ایک نور کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے اور حضرت علیؑ کے سامنے نہر تسنیم جاری ہوگی۔ پل صراط کو علی کی ولایت اور آپ کے اہل بیت کی ولایت کی سند کے بغیر کوئی شخص عبور نہیں کر سکے گا۔ حضرت علیؑ اپنے محبین کو جنت میں اور اپنے سے بغض رکھنے والوں کو جہنم میں داخل کریں گے۔"

۱۵۔ (بحذف اسناد) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت شیث کو حضرت آدم سے حاصل تھا۔ اور سام کو حضرت نوح سے، اسحاق کو حضرت ابراہیم سے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب اور ہارون کو حضرت موسیٰ سے اور حضرت شمعون کو حضرت عیسیٰ سے حاصل تھا اے علی، تم میرے وصی ہو تم میرے وارث ہو تم سب لوگوں میں صلح میں بڑھے ہوتے ہو، علم کے لحاظ سے زیادہ ہو۔ صبر کے لحاظ سے سب سے زیادہ صبر والے ہو۔ دل کے زیادہ بہادر ہو۔ ہاتھ کے لحاظ سے زیادہ سخی ہو، تم میری اُمت کے امام ہو، تم جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہو۔ تیری محبت کی وجہ سے نیک لوگ بدکار لوگوں سے جدا ہوتے ہیں اور تمہاری محبت مومنین، منافقین اور کفار کے درمیان تمیز کا باعث ہے۔"

باب ۱۷

مسجد میں علیؑ کے دروازے کے سوا باقی دروازے بند ہو گئے

۱۔ مناوی مصری کی کتاب کنوز الدقائق میں روایت ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) مسجد میں علیؑ اور میرے سوا کوئی شخص مجنب[1] نہیں ہو سکتا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

۲۔ سنن ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مسجد کے) تمام دروازے علیؑ کے دروازہ کے سوا بند کرا دیئے تھے۔"

۳۔ ترمذی میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ میرے اور تمہارے سوا کوئی اور شخص اس مسجد میں جنب کرنے کا مجاز نہیں۔"

۴۔ مسند احمد میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ کچھ اصحاب (رسول) کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا علی کے دروازہ کے سوا تمام دروازے بند کر دو۔ بعض لوگوں نے رسول اللہ کی اس بات پر اعتراض کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہ میں نے کسی چیز کو بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا ہے، میں نے اس کی پیروی کی۔ نیز موفق بن احمد نے زید سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔"

۵۔ مسند احمد بن حنبل میں نسیم سے روایت ہے کہ میں نے خثعم کے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "اے میرے اللہ میں وہ بات کہتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کہی تھی۔ اے میرے اللہ! میرے اہل میں میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا۔ اس کے ذریعہ میرے بازو کو مضبوط کر۔ اس کو میرے کام میں شریک فرما تاکہ ہم تیری تسبیح اور تیرا ذکر زیادہ کر سکیں۔ تم ہمارے معاملات سے آگاہ ہو!" نیز یہی حدیث مناقب میں اسماء بن عمیس کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔

۶۔ (بحذف اسناد) ابن عمر وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مسجد کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے اپنے نبی موسیٰ کی طرف وحی کی تھی کہ میری خاطر ایک پاکیزہ مسجد تیار کر جس میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون قیام کریں۔ اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں مسجد کو پاک و پاکیزہ کر دوں اس میں میں اور میرا بھائی علی قیام کریں۔"
موفق بن احمد ابو ذر اور طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اہل شوریٰ پر دروازوں کے

[1] نبی اور امام پر جنب کی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔ حدیث میں یہ لفظ محض استعارہ کے طور پر مستعمل ہوا ہے ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

بند کرانے والی حدیث کے ذریعہ احتجاج فرمایا تھا۔ نیز حموینی نے ابن مسعود، بریدہ اسلمی، ابن عباس، ابن عمر اور ام سلمہؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ نیز اس دروازے بند کرنے والی حدیث کو محمد بن اسحاق مطلبی صاحب المغازی نے سعید بن ابی وقاص اور عامر شعبیؒ سے روایت کیا ہے۔ نیز صاحب مناقب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

۷۔ مناقب میں ابوالطفیل حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ کدورت پائی جاتی ہے کہ میں نے علی کو مسجد میں ساکن کر دیا ہے اور ان لوگوں کو نکال دیا ہے۔ خدا کی قسم نہ میں نے ان لوگوں کو نکالا ہے اور نہ میں نے علی کو مسجد میں ٹھہرایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسجد سے نکال دیا ہے اور علی کو ساکن کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی فرمائی تھی کہ تم مصر میں اپنی قوم کے لئے کچھ گھر تیار کرو۔ اور اپنے گھروں کو قبلہ قرار دے کر اللہ کی نماز قائم کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ مسجد میں کوئی شخص ہارون اور ان کی اولاد کے سوا قیام نہ کرے اور نہ اس میں کوئی نکاح کرے اور نہ اس میں کوئی جنب کرے۔ علی کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے، جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ علی میرے بھائی ہیں۔ اس مسجد میں علی اور اولاد علی کے سوا کوئی نکاح کرنے کا مجاز نہیں۔ جس کو یہ بات بری معلوم ہوتی تھی وہ وہاں سے آپ نے شام کی طرف اشارہ کیا۔" نیز صاحب مناقب نے رسول اللہ کے غلام ابورافع سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

۸۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے علیؑ کے دروازہ کے سوا باقی دروازے بند کرا دئے۔ علی مسجد میں جنب کی حالت میں تشریف لاتے تھے۔ یہ حضرت علی کا دستور تھا اور کسی کا یہ طریقہ نہیں تھا۔

۹۔ موفق بن احمد جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے علیؑ! میرے لئے جو چیز اس مسجد میں رہ کر حلال ہے۔ وہی چیز اس مسجد میں رہ کر تمہارے لئے حلال ہے۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو منزلت ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم قیامت کے روز اپنے عوسج عصا سے لوگوں کو اس طرح ہٹاؤ گے جس طرح پیاسے اونٹ کو پانی سے ہٹایا جاتا ہے۔ میں اپنے حوض پر تمہارے قیام کے مقام کو دیکھ رہا ہوں۔"

باب ۱۸

حضرت علی علیہ السلام کا سورۂ برأت کی بعض آیات کا اہل مکہؓ کو تبلیغ کرنا

۱۔ ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سورہ برأت کی آیات دے کر (اہل مکہ کے) پاس روانہ کیا۔ پھر رسولؐ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو واپس طلب کر لیا اور کہا ان آیات کو وہ شخص پہنچا سکتا ہے جو میرے اہل سے ہو۔ آپ نے علیؑ کو بلا کر وہ آیات آپ کے سپرد کر دیں۔"

۲۔ جمع الفوائد میں حضرت جابر سے روایت ہے عمرہ جعرانہ سے واپس آکر رسول اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو حج کے لئے روانہ کیا۔ ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ جا رہے تھے۔ مقام عرج پر صبح ہو گئی۔ حضرت ابوبکر تکبیر کہنے کے لئے سیدھے ہوتے۔ آپ نے اپنی پشت کی جانب سے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سُنی۔ تکبیر کہنے سے رک گئے۔ کہا یہ رسول اللہ کی جدعا اونٹنی کے بلبلانے کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ "نہیں آنے دو۔ ہم آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ ہم لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام اس اونٹنی پر سوار ہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا (اے علی) امیر بن کر آئے ہو یا قاصد ہو کر تشریف لائے ہو۔ حضرت علی نے فرمایا نہیں مجھے تو رسولؐ اللہ نے سورۂ برأت دیکر روانہ فرمایا ہے کہ میں ان آیات کو مواقف حج کے موقعہ پہ لوگوں پر پڑھوں۔ ہم مکہ میں آ گئے۔ ترویہ سے ایک دن پہلے حضرت ابوبکر نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور ان کو مناسک حج بتائے۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو حضرت علی قیام پذیر ہوتے۔ آپ نے لوگوں پر سورۂ برأت پڑھ کر ختم کر دی۔ قربانی کے دن حضرت ابوبکر نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور حضرت علی نے لوگوں پر سورہ برأت پڑھی۔ جب منیٰ سے واپسی کا دن ہوا تو اسی طرح حضرت ابوبکر نے خطبہ دیا اور حضرت علی نے کھڑے ہو کر لوگوں پر سورۂ برأت پڑھی۔ (بحوالہ نسائی)

۳۔ ترمذی میں مقسم سے روایت ہے آپ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ابوبکرؓ کو ان کلمات کی منادی کے لئے (حج کی طرف) روانہ کیا تھا۔ پھر آپ کے پیچھے حضرت علیؑ کو روانہ کر دیا تھا۔ راستہ میں حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ کی قصویٰ نامی اونٹنی کی آواز کو سُنا۔ خوف کے مارے حضرت ابوبکرؓ یہ خیال کرتے ہوئے باہر نکلے کہ رسولؐ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی تشریف لا رہے ہیں۔ علی نے آپ کو رسولؐ اللہ کا خط دیا۔ جس میں رسول اللہ نے کلمات

(آیاتِ برأت) کی منادی کا حکم حضرت علی کو دیا تھا۔ یہ دونوں حضرات چل کر (مکہ) میں تشریف لائے۔ تشریق کے دنوں میں حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو اللہ کے حقوق اور رسول اللہ کے حقوق سے آگاہ کیا۔ اور تمام مشرکین سے بیزاری کا حکم دیا۔ مشرک اس جگہ چار ماہ تک رہ سکتے ہیں۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرنے پائے گا۔ خانہ کعبہ کا طواف کوئی ننگا آدمی نہیں کر سکے گا۔ جنت میں مومن داخل ہو گا۔ اور یہ منادی حضرت علی کر رہے تھے۔ جب آپ تھک گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر ان کلمات کی منادی لوگوں میں کر دی۔

۴۔ ترمذی میں زید بن تبیع سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی سے سوال کیا کہ آپ ذوالحجہ میں کیا چیزیں لے کر (مکہ کی طرف) روانہ ہوئے تھے۔ فرمایا میں چار چیزیں لے کر (مکہ) روانہ ہوا تھا:-

۱۔ کوئی شخص خانہ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر نہیں کرے گا۔

۲۔ اگر کسی شخص اور رسول اللہ میں کوئی معاہدہ ہے تو وہ اپنی مدت تک قائم ہے۔

۳۔ اگر کوئی معاہدہ نہیں ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔

۴۔ جنت میں مومن داخل ہو گا۔ اس سال کے بعد مشرک اور مسلمان اکھٹے جمع نہ ہوں گے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

باب ۱۹

علیؑ کی رسول اللہ سے خصوصیت۔ آپ کا سید العرب ہونا اور علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے

۱۔ پیغمبر کے وہ اصحاب جو (احکام شریعت کے) امین مقرر کئے گئے تھے وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ میں نے ایک لمحہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی نہیں کی۔ میں نے اس جوانمردی کے بل بوتے پر کہ جس سے مجھے اللہ نے سرفراز کیا ہے۔ رسول اللہ کی دل و جان سے مدد ایسے مقامات پر کی جن مقامات سے بہادر لوگوں کے قدم اکھڑ جاتے تھے۔ جن کے قدم پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ جب رسول اللہ کی روح مبارک نے میرے ہاتھوں پر مفارقت کی تھی (بطور برکت) میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیر لیا۔ رسول اللہ کو میں نے غسل دیا اور اس بات پر فرشتے میرے مددگار تھے (رسول اللہ کی وفات سے) اطراف و اکناف نالہ و زاری

سے گونج رہے تھے (فرشتوں کا) ایک گروہ آتا تھا اور دوسرا اُوپر چلا جاتا تھا۔ فرشتے حضرت پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی ہلکی آواز برابر میرے کانوں میں آ رہی تھی۔ آخر کار ہم لوگوں نے آپ کو قبر میں چھپا دیا۔ زندگی اور موت کے بعد مجھ سے زیادہ رسول اللہ کا کون حقدار ہے۔ تم عقلمندی کے ساتھ دشمن سے جہاد کرو اور خالص نیت کے ساتھ آگے بڑھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں حق کی راہ پر قائم ہوں۔ وہ (اہل شام) پھسلنے کی گھاٹی پر قائم ہیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں تم سُن رہے ہو۔ میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

۲۔ (حذف اسناد) حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مجھے رسول اللہ صلعم سے وہ منزلت حاصل تھی کہ ایسی منزلت مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں ہر صبح کو حاضر ہو کر عرض کرتا تھا، السلام علیک یا نبی اللہ! اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو۔ اگر رسول اللہ کھنکارتے تھے تو میں واپس اپنے اہل کے ہاں چلا جاتا تھا۔ ورنہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں دو دفعہ جاتا تھا۔ ایک رات کے وقت دوسرے صبح کے وقت (یہ جانا اسرار و رموز کے بیان کے متعلق ہوتا تھا)

۳۔ ترمذی میں ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک لشکر کہیں روانہ فرمایا جس میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے تھے۔ "اے میرے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں"۔

۴۔ جمع الفوائد میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے"۔

۵۔ جمع الفوائد میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عرب کا سردار کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔ عرب کے سردار علی ہیں۔"

۶۔ جمع الفوائد میں طلق بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے عمران بن حصین کو دیکھا کہ آپ حضرت علی کی طرف ٹکا ٹکا کر دیکھ رہے تھے۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ بحوالہ احمد بن حنبل

۷۔ ابن مغازلی اپنی مسند میں عمران بن حصین، واثلہ بن اسقع اور ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ موفق بن احمد نے اپنی مسند میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ ابن مسعود سے اس حدیث کو روایت کیا ہے

حموینی نے اپنی مسند میں ثوبان، ابوسعید خدری اور عمران بن حصین سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔"

باب ۲۰

حضرت علی قرآن کے ساتھ ہیں اور آپ کے بعض فضائل

۱۔ جمع الفوائد میں ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتٰی کہ میرے پاس حوضِ کوثر پہ وارد ہوں گے۔

۲۔ حموینی اپنی مسند میں شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابوثابت حضرت علی کا غلام آپ سے اجازت لے کر اندر حاضر ہوا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا اے ابوثابت (جب لوگوں کے) دل اُڑنے لگے تھے تو تمہارا دل کہاں اڑا تھا۔ ابوثابت نے عرض کیا کہ میں نے علی کی تابعداری کی۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا تم نے حق کا کام کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہ ہوں گے۔" موفق بن احمد اور علامہ زمخشری نے اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے۔"

۳۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "حق وہاں ہوگا جہاں علی ہونگے۔"

۴۔ موفق بن احمد نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "علی کی محبت نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے برائی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور علی سے بغض رکھنا ایک برائی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں دے سکتی۔"

۵۔ (بحذف اسناد) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ میدان عرفات میں تشریف فرما تھے اور فرمایا۔ اے علی! اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میرے ہاتھ کی ہتھیلی میں دے دو۔ اے علیؑ! میں اور تم ایک درخت سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں اس درخت کی اصل ہوں اور تم اس کا تنا ہو اور حسنؑ اور حسینؑ اس کی ٹہنیاں ہیں۔ جو شخص کسی ٹہنی کو پکڑے گا۔ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔ اے علیؑ اگر اُمت میری روزہ رکھتے رکھتے حنا کی مانند ہو جائے اور نماز ادا کرتے کرتے کمان کی مانند ہو جائے۔ پھر وہ تمہارے ساتھ بغض رکھے تو ضرور اللہ تعالٰی ان کو منہ کے بل جہنم میں گرائے گا۔"

۶۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ نے حضرت علی کے پاس بلانے کے لئے بھیجا

جب حضرت علی تشریف لائے تو رسول اللہ نے آپ سے فرمایا (اے علی) تم دنیا میں (لوگوں کے) سردار ہو اور آخرت میں بھی (لوگوں کے) سردار ہو۔ جس نے تمہیں دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ میرا دوست اللہ کا دوست ہے۔ تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔ میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ جس نے تمہیں دوست رکھا اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے تم سے بغض رکھا اس کے لئے ہلاکت ہے۔"

۷۔ (حذف سند) عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "اے علی! جس نے تمہیں دوست رکھا اور تمہاری بات کی تصدیق کی اس کے لئے خوشخبری ہے۔ جس نے تم سے بغض رکھا اور تمہاری بات کو جھٹلایا اس کے لئے ہلاکت ہے۔"

۸۔ (حذف سند) امام زہری سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مومن کی کتاب کا عنوان حضرت علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔"

۹۔ (حذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا "اگر تم لوگ علی بن ابی طالب کی محبت پر اجماع کر لیتے تو اللہ تعالٰی دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔"

۱۰۔ جمع الفوائد میں ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علی کی شان میں فرمایا۔ "جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔ جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا۔

۱۱۔ جمع الفوائد میں ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ "اے علی! جس نے تجھے چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔ اے علی جس نے تجھے چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔"

۱۲۔ معاویہ بن ثعلبہ حمانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی جس نے تمہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔" (بحوالہ بخاری)

باب ۲۱

آیت من لیشری اور والذین ینفقون اموالھم باللّیل والنھار کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلا شخص جس نے اللہ کی مرضی کی خاطر اپنی جان کو فروخت کر ڈالا وہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ کی ذات ہے۔ جس نے (شب ہجرت) رسول اللہ کے بستر پر رات بسر کی تھی۔ حضرت علی جب رسول اللہ صلعم کے بستر پر رات کو سوئے تھے تو یہ اشعار ارشاد فرماتے۔

ا۔ میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اس بہترین ذات کو بچایا، جو زمین پہ چلنے والوں (اللہ کے قدیم گھر اور حجر (اسود) کے طواف والوں سے افضل تھی

ب۔ وہ اللہ کے رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا خوف ہوا کہیں (کفار مکہ) رسول کے ساتھ دھوکہ نہ کریں۔ احسان کرنے والے خدا نے آپ کو کفار کے مکر سے نجات دی۔

ج۔ اللہ کے رسول نے غار (حرا) میں امن سے رات بسر کی۔ اللہ کی حفاظت میں رہے اور پردہ میں پوشیدہ رہے۔

س۔ میں نے رات اس حالت میں بسر کی کہ ان (کفار) کی حرکات کو دیکھا تھا جو انہوں نے رات کے وقت میرے لئے انجام دیئے تھے اور میں نے اپنی جان کو قتل اور قید کے مقام پر ڈال دیا تھا۔"

۲۔ (بحذف اسناد) ہند بن ابی ہالہ رسول اللہ صلعم کے پروردہ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ نے مکہ سے خروج فرمایا تو آپ کے بستر مبارک پر حضرت علی رات کو سوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:۔ ومن الناس من لیشری نفسہ ابتغا مرضات اللہ ۔ بعض آدمی وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضیاں حاصل کرنے کی خاطر اپنی جان کو فروخت کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ نے جبرائیل اور میکائیل کی طرف وحی کی۔ میں نے تم دونوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا ہے اور ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے زیادہ مقرر کی ہے تم میں سے کون ایسا فرد ہے جو اپنی جان کو اپنے دوسرے بھائی کی خاطر قربان کر دے۔ دونوں فرشتوں نے موت کو مکروہ تصور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف وحی کی کہ میں نے اپنے ولی علیؑ اور اپنے نبی محمد کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور علی نے اپنی زندگی نبی پر قربان کر

دی ہے۔ علی نے بستر رسولؐ پر رات کو سو کر رسول کی جان کو بچایا ہے۔ تم دونوں زمین پر نازل ہو کر جاؤ اور علی کی جان اس کے دشمن سے بچاؤ۔ وہ دونوں فرشتے اُتر کر جبرائیل حضرت علی کے سر کی جانب اور میکائیل آپ کے دونوں پاؤں کی جانب بیٹھ گئے۔ اور جبرائیل کہتے تھے اے ابو طالب کے فرزند تمہیں مبارک ہو تمہاری مانند کون ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ فرشتوں کے ساتھ فخر کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ومن الناس من لیشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ۔ بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کی مرضیاں حاصل کرنے کی خاطر اپنی جان فروخت کر دیتے ہیں۔

۳۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک کو (راہ خدا میں) رات کو بطور صدقہ کے دیا۔ دوسرے کو دن میں تیسرے کو پوشیدہ طور پر دیا اور چوتھے کو ظاہری طور پر تصدق کیا تو اللہ تعالیٰ نے (آپ کے حق میں) یہ آیت نازل فرمائی۔ والذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون (وہ لوگ جو اپنا مال رات کو، دن کو، پوشیدہ طور اور ظاہری طور پر اللہ کی راہ میں) خروج کرتے ہیں۔ ان کا اجر ان کے رب کے ذمہ ہے اور ان لوگوں پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غم واندوہ میں مبتلا ہوں گے۔

۔ جمع الفوائد میں سورہ بقر کی تفسیر کے متعلق ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان والذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًا وعلانیۃ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علی کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم کو رات میں دوسرے کو دن میں تیسرے کو پوشیدہ طور پر چوتھے کو ظاہری طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کیا تھا۔ (بحوالہ معجم کبیر)

باب ۲۲

تفسیر اجعلتم سقایۃ الحاج الخ و فان تظاھرا علیہ الخ و یوفون بالنذر الخ کے بیان میں

۱۔ (بحذف اسناد) محمد بن کعب قرظی کا بیان ہے کہ طلحہ بن شیبہ بنو عبد الدار میں سے تھا، عباس بن عبدالمطلب اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا۔ طلحہ نے کہا میرے پاس خانہ کعبہ کی کنجی ہے۔ عباس نے کہا میں (حاجیوں کو) پانی پلاتا ہوں اور حضرت نے فرمایا میں لوگوں سے پہلے چھ ماہ نماز ادا کرتا رہا ہوں اور میں صاحب جہاد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ

المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ
کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر کو اس شخص کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان لایا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔" ابن المغازی، حموینی حافظ ابو نعیم نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

۲۔ (بحذف اسناد) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت فان تظاھرا علیہ فان اللہ مولاہ وجبرائیل وصالح المومنین والملائکۃ بعد ذالک ظھیراً نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا یقین جانو کہ میں تمہیں ایک بشارت سے آگاہ کرتا ہوں کہ آپ کا نام جبرائیل کے نام کے ساتھ مقرون ہو گیا ہے اور رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (صالح المومنین سے مراد) آپ میں اور آپ کے اہل بیت کے صالح مومن مراد ہیں۔"

۳۔ بخاری اور موصلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متظاہرین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد حضرت حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں

۴۔ موفق بن احمد نے حدیث متظاہرین (چڑھائی کرنے والیاں) کے متعلق حضرت علی اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

۵۔ (بحذف اسناد) مجاہد حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شرہ مستطیراً ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے اور دونوں شہزادوں کے نانا رسول اللہ دونوں کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور بعض اصحاب نے بھی دونوں شہزادوں کی بیمار پرسی کی، اور ان حضرات نے عرض کیا اے ابوالحسن آپ اپنے دونوں فرزندوں کے لئے کوئی چیز نذر مان لیں۔ حضرت نے فرمایا اگر میرے دونوں فرزند اس بیماری سے تندرست ہو گئے تو میں تین روزے اللہ تعالیٰ کے شکریہ کی خاطر رکھوں گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی منت مانی اور ایک نوکرانی جس کا نام فضہ تھا اس نے بھی دونوں حضرات کی منت کے ساتھ اپنی منت مانی اور بچوں نے بھی کہا ہم بھی تین روزے (منت کے) روزے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں شہزادوں کو خیر و سلامتی کے لباس سے ملبوس کیا۔ لیکن ان حضرات کے پاس خرچ کرنے کے لئے تھوڑی بہت کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔ حضرت علیؑ ایک یہودی کے ہاں تشریف لے گئے جس کا نام شمعون ابن حابا تھا۔ حضرت نے اس سے کہا کہ ایک اون کی اٹی مجھے دے دو جس کو تمہاری خاطر رسول اللہ کی بیٹی کاتے گی اور اس کے عوض میں تم مجھے تین صاع جو کے

دے دو۔ اس نے کہا ہاں (منظور ہے) اس نے حضرت کو اون کی اٹی دے دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو کے ایک صاع کو پیس کر آٹا تیار کیا اور اس کی پانچ روٹیاں تیار کیں۔ تاکہ ہر ایک فرد کو ایک ایک روٹی حصہ میں میسر آ سکے۔ حضرت علی نے مغرب کی نماز رسول اللہ کی اقتدا میں ادا فرمائی جب گھر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ ناگاہ ایک مسکین نے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا السلام علیکم یا اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک مسکین آدمی ہوں مجھے کھانے کے لئے کوئی چیز خیرات کی جائے۔ سب حضرات نے اس کو اپنا اپنا کھانا دے دیا۔ ان حضرات نے تین دن تک سادہ پانی کے سوا کوئی چیز نہ کھائی۔ چوتھے دن ان حضرات نے اپنی نذر کو پورا کر دیا تھا حضرت علیؑ کے دائیں دست مبارک سے امام حسن کا ہاتھ اور بائیں دست مبارک سے امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور یہ دونوں صاحبزادے پرندے کے بچوں کی مانند بھوک کی شدت کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔ جب رسول اللہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اپنی بیٹی فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور یہ حضرات بھی سیدہ کے پاس آ گئے۔ جناب سیدہ محراب عبادت میں نماز ادا فرما رہی تھیں اور شدت بھوک کی وجہ سے آپ کا شکم مبارک پشت کی طرف لگا ہوا تھا۔ اور دونوں آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔ جب رسول اللہ نے اپنی پارہ جگر کی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو (بے ساختہ) رسول اللہ کی زبان سے یہ کلمہ جاری ہوا۔ اے اللہ! فریاد ہے۔ محمد کے اہل بیت بھوک سے مر رہے ہیں۔ جبرائیل نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سورہ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً تلاوت کی۔ یہ حدیث تفسیر بیضاوی اور تفسیر روح المعانی اور کتاب ساروہ میں مذکور ہے۔

باب ۲۳

وکفی اللہ ھوالذی ایدک الخ افمن وعدناہ اور رجال صدقوا ما عاھدوا کی تفسیر

۱۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ مصحف ابن مسعود میں یہ آیت اس طرح تھی کفی اللہ المومنین القتال بعلی اللہ نے مومنین کو علی کے ذریعہ لڑائی سے بچا لیا۔

۲۔ مناقب میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ (جنگ خندق کے روز) جب حضرت علی عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لئے نکلے تو رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا۔ برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ کل ایمان کل شرک کے مقابلہ

میں جارہا ہے"۔ جب حضرت نے عمرو کو واصل نار کیا۔ تو رسول نے حضرت علی سے فرمایا۔ "اے علی تمہیں بشارت ہو فلو وزن عملک الیوم بعمل امتی لرجح عملک بعملہم۔ اگر صرف تمہارے آج کے دن کا عمل میری امت کے تمام اعمال کے ساتھ وزن کیا جائے تو تمہارا عمل زیادہ وزنی ہوگا۔"

۳۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق اللہ تعالیٰ کے قول هو الذی ایدك بنصرہٖ وبالمومنین کے متعلق روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میں نے عرش پر یہ عبارت تحریر کی ہوئی دیکھی تھی۔ لا اله الا الله وحدہ لا شریک له محمد عبدی و رسولی ایدته ونصرته بعلی بن ابی طالب۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ محمد میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے اس کی تائید اور مدد علی بن ابی طالب کے ذریعہ کی۔

۴۔ کتاب الشفا میں ابن قانع قاضی ابوالحمراء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج آسمان پر گیا تو عرش پر یہ عبارت مرقوم تھی لا اله الا الله محمد رسول الله ایدته بعلی الله کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے اس کی مدد علیؑ کے ذریعہ کی۔

۵۔ مناقب میں حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ضربة علی فی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة۔ جنگ خندق کے روز علی کی تلوار کی ایک ضرب میری امت کے قیامت تک ہونے والے اعمال سے افضل ہے۔

۶۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت علی نے عمرو بن عبدود عامری کو قتل کر دیا تو آپ رسول اللہ کی خدمت میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ آپ کی تلوار سے خون کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ جب رسولؐ نے علی کو دیکھا تو فرمایا اے میرے پالنے والے علی کو ایسی فضیلت عطا کر جو نہ پہلے کسی کو عطا کی ہو اور نہ بعد میں کسی آنے والے کو نصیب ہو۔ جبرائیل رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے ہاتھ میں جنت کی ایک صندوقچی تھی۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ صندوقچی بطور تحفہ کے علی کو دے دیجئے۔ رسول اللہ نے صندوقچی علی کے حوالے کر دی علی کے ہاتھ پر وہ صندوقچی خود بخود دو حصوں میں کھل گئی۔ اس میں سبز ریشم کا ایک کپڑا تھا۔ اس پر یہ دو سطریں تحریر تھیں۔ تحفة من الطالب الغالب الی علی بن ابی طالب۔ طالب غالب کا تحفہ علی بن ابی طالب کے پاس روانہ ہے"۔

خطیب خوارزمی نے بھی اس حدیث کو ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے۔ صاحب روضۃ الفضائل اور صاحب ثاقب المناقب نے سالم بن ابی جعدہ سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

۷۔ شیخ عطار نے اپنی کتاب مظہر الصفات میں تحریر کیا ہے کہ میں نے اپنے شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ روحہ کی خدمت میں موجود تھا تو آپ نے مجھے یہ حدیث بیان کی کہ آپ پر کیفیت وجد اور قوی حال کی صورت طاری ہوگئی۔ میں بھی آپ کے ساتھ رو پڑا۔ دنیا ہماری نگاہوں میں حقیر ہوگئی اور ہم نے دنیا کی محبت کو اپنے دلوں سے باہر نکال دیا"۔

۸۔ (بحذف اسناد) عبداللہ بن مسعود (صاحب مصحف) قرآن مجید کی اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے وکفی الله المومنین القتال بعلی (اللہ نے علی کے ذریعہ مومنین کو جنگ سے بچا لیا۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن عبدود ایک مشہور بہادر تھا جو ہزار بہادروں کے برابر تصور کیا جاتا تھا۔ یہ جنگ احد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ لیکن جنگ بدر اور جنگ خندق میں شریک ہوا۔ جنگ خندق میں جب لڑنے کے لئے نکلا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا (اس سے) کوئی لڑنے کے لئے موجود ہے؟ کسی شخص نے کوئی جواب نہ دیا حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا "یہ عمرو ہے۔ تم بیٹھ جاؤ۔" رسول اللہ نے دوسری دفعہ آواز دی لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا "یہ عمرو ہے"۔ حضرت علی نے عرض کیا اگر عمرو ہے تو ہونے دو"۔ رسول اللہ نے آپ کو اجازت دے دی۔ حذیفہ بن الیمان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی زرہ فضول آپ کے زیب تن کی اور اپنے عمامہ سحاب کو نو پیچ دے کر آپ کے سر مبارک پر باندھا۔ فرمایا (اے علیؑ) آگے بڑھو"۔ جب حضرت علی (عمرو کے مقابلہ میں) روانہ ہوتے تو رسول اللہ نے فرمایا:- "برز الایمان کله الی الشرک کله" کل ایمان (علی) کل شرک (عمرو) کے مقابلہ میں جا رہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ "اے میرے پالنے والے مجھے اکیلا نہ چھوڑنا۔ اس کی (علیؑ کی) سامنے پیچھے، دائیں، بائیں اوپر اور نیچے (ہر شش جہات سے) حفاظت فرمانا"۔ حضرت علی علیہ السلام اور عمرو آپس میں لڑنے کے لئے مقابل ہو گئے۔ عمرو نے حضرت علی کو اپنی تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جس سے آپ کا چہرہ اقدس زخمی ہو گیا۔ پھر علی علیہ السلام نے عمرو کے شانے پر ایک ایسا وار کیا جس کی تاب نہ لا کر عمرو زمین پر گر پڑا۔ ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی تکبیر کی آواز کو سنا۔ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ نے عمرو کو قتل کر دیا ہے۔ فرمایا اے علیؑ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں اگر تمہارا آج کے دن کا عمل میری امت کے اعمال سے وزن کیا جائے تو تمہارا عمل وزنی ہوگا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (وکفی الله المومنین القتال) بعلی۔ اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا" علی کے ذریعہ۔

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا" کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تھا۔"

۱۰۔ حموینی اپنی سند میں مجاہد سے آپ ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ افمن وعدنٰہ وعداً حسناً فھو لاقیہ (جس شخص سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے وہ اس وعدے کو ضرور پائے گا) یہ آیت حضرت علی اور حضرت حمزہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔"

۱۱۔ حافظ ابو نعیم نے ابن عباس اور حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ دونوں کا متفق بیان ہے، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا کہ ہم لوگوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ایک بات پر وعدہ لیا تھا ہم نے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی خاطر پورا کر دیا تھا۔ وعدہ کرنے والوں میں میں، حمزہ، جعفر اور عبیدہ بن حارث تھے۔ "میرے ساتھ وعدہ کرنے والے مجھ سے پہلے تشریف (انتقال) کر چکے ہیں۔ ان کے بعد میں صرف رہ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں یہ آیت نازل کی رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنہم من قضٰی نحبہ (کچھ آدمی ایسے ہیں جو اللہ نے ان سے عہد لیا تھا انہوں نے اس کو سچا کر دکھایا۔ ان میں بعض وہ ہیں جو اپنا وعدہ پورا کر چکے ہیں (ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا) بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ حضرت نے فرمایا میں انتظار کر رہا ہوں اور میں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔" نیز یہ حدیث امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔

باب ۲۴

الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم وحسن ماٰب فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات کی تفسیر

۱۔ علامہ ثعلبی نے جابر جعفی سے آپ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم سے اللہ کے اس قول الذین امنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم وحسن ماٰب کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا (طوبیٰ) جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ میرے گھر میں ہے اور اس کی شاخ اس جنت پر سایہ فگن ہوگی۔ رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ سے اس جڑ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں نے ان لوگوں کو کہا کہ اس درخت کی جڑ علی کے گھر میں ہے اور اس کی شاخ اہل جنت پر سایہ کر رہی ہوگی۔ فرمایا کل کو میرا اور علی کا گھر ایک جگہ میں واقع ہوگا۔"

۲۔ علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا طوبیٰ ایک درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اور اس میں اپنی روح کو نفخ فرمایا ہے۔ جس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوں گی اور اس کی شاخیں جنت کے کوٹ سے باہر دکھائی دیتی ہوں گی۔"

۳۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حروف ابجد کی تفسیر بیان کی۔ فرمایا طا سے طوبیٰ مراد ہے۔ طوبیٰ ایک درخت کا نام ہے جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا اس میں اپنی روح کو پھونکا۔ اس کی شاخیں جنت کے کوٹ سے باہر دکھائی دیتی ہوں گی۔ جس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوں گی۔ اس کے پھل اہل جنت کے منہ کے سامنے لٹک رہے ہوں گے۔ اہل جنت زیور، پوشاک اور پھل میں سے جو چیز بھی چاہیں گے وہ ان کو پیش کر دے گا۔ جو چیز بھی طوبیٰ سے لے لی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پھر سے اس پر موجود کر دے گا۔"

۴۔ ابن مغازلی نے اپنی سند میں سعید بن جبیر سے آپ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے ان کلمات کے متعلق جن کو آدم نے اپنے رب سے سیکھا اور اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی تھی۔ دریافت کیا گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا آدم نے اللہ سے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کا واسطہ دیا تھا۔ (کلمات سے مراد یہ لوگ ہیں) اللہ نے آدم کی توبہ قبول کر لی تھی اور آپ سے درگذر کیا تھا۔"

۵۔ امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ علی بن حسین نے فرمایا مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی آپ سے آپ کے باپ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے اللہ کے بندو آدم علیہ السلام نے اپنی صلب میں ایک نور کو شعلہ مارتا ہوا دیکھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دامن عرش سے ہماری شکلیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں منتقل کیں۔ حضرت آدم نے نور کو دیکھا اور ان شکلوں کی شناخت نہ کر سکے۔ آدم نے کہا اے میرے رب یہ کیا نور ہیں؟ فرمایا شکلوں کے نور ہیں۔ میں نے عرش کے بہترین حصے سے منتقل کر کے ان کو تیری پشت کے اندر ودیعت کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں سجدہ کریں۔ تم ان صورتوں کے لئے بطور ظرف کے ہو۔ آدم علیہ السلام نے سوال کیا اے میرے پالنے والے ان صورتوں کو مجھ سے بیان فرما دیجئے۔ اللہ نے فرمایا اے آدم دامن عرش کی طرف دیکھو۔ آدم علیہ السلام نے دیکھا ہمارے نور کی صورتیں دامن عرش پر قائم ہو گئیں۔ عرش پر ہماری نورانی شکلیں چھپ گئیں۔ آدم نے عرض کیا اے میرے پالنے والے یہ کیا صورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: اے آدم! یہ وہ صورتیں ہیں جو میری تمام مخلوق اور میری تمام خلقت سے افضل ہیں۔ یہ محمدؐ ہیں۔ میں اپنے افعال میں محمود ہوں۔ میں نے اس کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ یہ علیؑ ہیں میں علی عظیم ہوں۔ میں نے اپنے نام سے

اس کے نام کو مشتق کیا ہے۔ یہ فاطمہ ہیں۔ میں فاطر السموات والارض ہوں۔ (آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہوں) فیصلہ کے دن اپنے دشمنوں کو اپنی رحمت سے روک دوں گا۔ میں اپنے دوستوں کو ان لوگوں سے دور رکھوں گا جو ان سے بیزاری کرتے ہیں اور ان پر عیب لگاتے ہیں۔ میں نے اپنے نام سے آپ کے نام کو مشتق کیا ہے۔ یہ حسن ہیں۔ یہ حسین ہیں۔ میں محسن اور نیکی کرنے والا ہوں اور مجھ سے احسان صادر ہوتا ہے۔ میں نے ان دونوں کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ یہ میری مخلوق کے بہترین لوگ ہیں اور میری خلقت کے بزرگ افراد ہیں۔ ان حضرات کی وجہ سے میں لوگوں کو پکڑوں گا۔ اور انہیں کی وجہ سے میں لوگوں کو (ہر چیز) عطا کروں گا۔ انہیں کی وجہ سے لوگوں کو عذاب دوں گا، اور انہیں کی وجہ سے لوگوں کو ثواب دوں گا۔ اے آدم اگر تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہو جائے تو انہیں کے ذریعہ میرا وسیلہ تلاش کرنا۔ ان کو اپنی شفاعت کرنے والا بنانا میں نے اپنی ذات پر قسم کھا رکھی ہے کہ جو شخص انہیں کی وجہ سے میرے پاس اُمید لے کر آئے گا میں اس کو کبھی ناامید نہیں لوٹاؤں گا۔ ان کی وجہ سے میں کسی سائل کو خالی واپس نہ کروں گا۔ یہی سبب تھا کہ جب آدم سے ترک اولیٰ صادر ہوا تھا تو انہیں کے ذریعہ سے آدم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور اللہ نے آدم کی توبہ قبول کر کے آپ سے درگزر کیا تھا۔

۶۔ مناقب میں حضرت مفضل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق دریافت کیا و اذا ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات۔ حضرت نے فرمایا یہ وہ کلمات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت آدم نے سیکھے تھے اور اللہ نے حضرت آدم کی توبہ قبول کر لی تھی۔ اور آدم نے عرض کیا تھا اے میرے پالنے والے میں حضرت محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کا واسطہ دے کر تم سے سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ اللہ نے آدم کی توبہ قبول کر لی تھی۔ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے اپنے قول فاتمھن سے کیا مراد لیا ہے۔ فرمایا آدم نے قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) تک بارہ آئمہ کا نام لیا تھا اور ان میں سے نو امام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔

باب ۲۵

من جاء بالحسنة فلهٔ خیر منھا کی تفسیر

۱۔ قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق من جاء بالحسنة فلهٔ خیر منھا وھم من فزع یومئذ امنون ومن جاء بالسیئةِ فکبت وجوھھم فی النار ھل تجزون الا ما کنتم تعملون (جس نے ایک نیکی بجا لائی اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ وہ اس دن (قیامت) کے ڈر سے امن میں ہوں گے اور جو شخص برائی بجا لائے گا ان کو منہ کے بل آگ میں گرا دیا جائے گا۔ تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو کچھ تم عمل کرتے ہو)۔ حافظ ابو نعیم حموینی اور علامہ ثعلبی نے اپنی اپنی سندوں سے ابو عبداللہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے ابو عبداللہ تمہیں ایک نیکی کے متعلق آگاہ کروں گا اگر انسان اس کو بجا لائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اگر ایک برائی کے متعلق آگاہ کروں اگر انسان وہ برائی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل آگ میں ڈال دے گا۔ اور اس برائی کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہ کرے گا۔ فرمایا نیکی سے مراد ہماری محبت ہے اور برائی سے مراد ہم سے بغض رکھنا مراد ہے۔"

۲۔ مناقب میں عبدالرحمٰن بن کثیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنے باپ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اور یہ عبارت اور اضافہ کی ہے۔ فرمایا نیکی سے مراد ولایت کی معرفت اور ہم اہل بیت سے محبت کرنا مراد ہے اور برائی سے ولایت کا انکار اور ہم اہل بیت سے بغض رکھنا مراد ہے۔

۴۔ مناقب میں جابر جعفی سے روایت ہے آپ امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق روایت کرتے من جاء بالحسنة نزد لہٗ فیھا حسنًا (جو شخص نیکی بجا لائے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے) امام نے فرمایا جس شخص نے اوصیاء آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوستی رکھی اور ان کے آثار کی پیروی کی۔ اسی طرح گذشتہ انبیاء اور مومنین سے اپنی محبت زیادہ کرتا ہے حتی کہ ایسے لوگوں کی محبت حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچ جاتی ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو شخص نیکی بجا لائے گا اس کو اس سے بہتر نیکی ملے گی۔ یہ نیکی جنت کا داخلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قل ما سالتکم من اجر فھو لکم۔ جس اجر کا تم سے سوال کیا ہے تمہاری بھلائی کی خاطر کیا ہے۔ اجر سے مراد مودت (اہل بیت) ہے تم سے صرف مودت (اہل بیت کا) سوال کیا ہے اور اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ تم اس مودت (اہل بیت کے ہوتے ہوئے) ہدایت یافتہ ہوا اور اس کی وجہ سے نیک بخت ہوا اور اس کی وجہ سے قیامت کے عذاب سے نجات پاؤ گے۔"

ابن کثیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں من جاء بالحسنة فلہٗ
۵۔ عشر امثالها (جو شخص ایک نیکی بجالائے گا اس کو اس جیسی دس نیکیاں ملیں گی) امام نے فرمایا یہ عام مسلمانوں کے متعلق ہے
لیکن وہ نیکی جس کو انسان بجالائے گا۔ اس کو اس نیکی سے اچھی نیکی ملے گی۔ اور وہ لوگ (قیامت کے) خوف سے امن میں ہونگے۔
فرمایا اس سے مراد ہماری ولایت اور محبت ہے۔"

۶۔ محمد بن زید بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ابو عبداللہ جدی امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اے ابو عبداللہ یقین جانو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی ایک آیت من جاء بالحسنة لیکر کنتم توعدون تک آگاہ کروں اس نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں ضرور آگاہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا حسنہ سے مراد ہم اہل بیت کی محبت ہے اور سیئہ سے ہم اہل بیت سے بغض رکھنا مراد ہے۔"

باب ۲۶

فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون او نرينك الذي نعدهم فانا عليهم مقتدرون

تین آیات کی تفسیر

۱۔ حافظ ابو نعیم اپنی سند میں ذر بن حبیش سے روایت کرتے ہیں۔ آپ حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق کہا انا منهم منتقمون (ہم ان لوگوں سے بدلہ لیں گے) یعنی علی کے ذریعہ بدلہ لیں گے۔

۲۔ ابن مغازلی نے اپنی سند میں امام محمد باقر اور جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے آخری حج کے موقع پر ارشاد فرمایا "میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کو نازل فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا فاستمسك بالذي اوحي اليك انك على صراط مستقيم وانه (اي عليًا) لعلم للساعة ۔ لقومك ولسوف تسئلون۔ من حب عليٌ اے محمد اس چیز کو مضبوطی سے پکڑے رہو جس کی تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔ بے شک تم سیدھی راہ پر قائم ہو۔ بیشک وہ یعنی علی قیامت کے لئے علم ہیں اور تمہاری قوم کے لئے بھی اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا یعنی علی کی محبت کا سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه

ابن عباس اور زاذان سے روایت کی ہے بیشک ...

حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ اپنے رب کی جانب سے دلیل لے کر تشریف لائے تھے اور میں رسول اللہ کا تالی اور گواہ ہوں اور آپ کی جنس سے ہوں۔ حموینی نے اس حدیث کو جابر بن عبداللہ اور بختری سے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ موفق بن احمد نے اپنی سند میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابو نعیم، علامہ ثعلبی اور مورخ واقدی نے اپنی سندوں میں ابن عباس اور زاذان اور جابر سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ یہ سب حضرات حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔

۳۔ ابن مغازلی نے اپنی سند میں عباد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا "کتاب خدا کی کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ آیت کب نازل ہوئی اور کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ قریش کے ہر آدمی کے متعلق کوئی نہ کوئی آیت ضرور نازل ہوئی۔ وہ آیت اس کو جنت میں یا دوزخ میں لے جائیگی۔ ایک شخص نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ کے بارے میں کونسی آیت نازل ہوئی۔ فرمایا کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے ہو افمن کان علی بینة من ربه ويتلوه شاهد منه۔ رسول اللہ اللہ کی طرف سے دلیل لیکر آئے تھے اور میں رسول اللہ کا تالی اور گواہ ہوں نیز میں رسول اللہ کی جنس سے ہوں۔" اس حدیث کا امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ امام حسن بن علی علیہم السلام نے اس آیت کا ذکر کرنے کے بعد اس کی تفسیر بیان کی جو حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ کے مطابق تھی۔

۴۔ آیت انما انت منذر ولكل قوم هاد (اے محمد) تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کا ایک ہدایت کرنے والا ہوتا ہے)

ثعلبی نے کشاف میں عطا بن سائب سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی یہ آیت نازل ہوئی انما انت منذر ولكل قوم هاد تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ اپنے سینہ مبارک پر رکھ کر فرمایا۔ ڈرانے والا میں ہوں اور ہادی علی ہیں۔ اے علی تیری وجہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت حاصل کریں گے۔"

۵۔ ثعلبی نے سدی سے وہ عبد خیر سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ ڈرانے والے نبی کریم صلعم ہیں اور ہدایت کرنے والا بنو ہاشم کا ایک آدمی ہے۔ اس سے حضرت نے اپنی ذات کو مراد لیا تھا۔ اس حدیث کو حموینی نے اپنی سند میں ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے۔ صاحب المناقب نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۶۔ ابوالقاسم حاکم حسکانی نے حکم بن جبیر سے وہ بریدہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے طہارت کے لئے پانی طلب فرمایا طہارت کے بعد اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر پیوست کر دیا ہے۔ فرمایا کہ ڈرانے والا میں ہوں۔ پھر اپنے دست مبارک کو علیؑ کے سینہ پر رکھ کر فرمایا تم ہر قوم کے ہادی ہو۔ پھر حضرت علی سے فرمایا تم لوگوں کو نور دینے والے ہو۔ تم ہدایت کا مقصد ہو۔ سفید پیشانیوں والوں کے امیر ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں تم ایسے ہی ہو" اس حدیث کو مالکی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۷۔ انساب ثلاثہ کے جامع سید علی ہمدانی اپنی کتاب مشارق الاذواق میں تحریر کیا ہے رسول اللہ نے فرمایا ڈرانے والا میں ہوں اور ہدایت کرنے والے تم ہو اور تمہاری وجہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت حاصل کرینگے۔ مناقب میں ابوحمزہ ثمالی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسے ہی سنا ہے جیسے ابوالقاسم حاکم حسکانی نے بیان کیا ہے۔

۸۔ مناقب میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر امام اپنے زمانہ میں قوم کا ہادی ہوتا ہے۔

۹۔ مناقب میں عبدالرحمن امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اور ہدایت کرنے والے علی ہیں۔ (امام نے فرمایا) خدا کی قسم ہم میں قیامت تک ایک ہادی رہے گا"

۱۰۔ ابوعبیدہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی اور اس میں یہ بات اضافہ فرمائی کہ جب کوئی آیت کسی آدمی پر نازل ہوتی ہے اور وہ آدمی مر جاتا ہے تو آیت بھی مر جاتی ہے اور کتاب بھی مر جاتی ہے۔ لیکن کتاب زندہ ہے اس کا حکم اس شخص کے بارے میں جاری رہے گا جو باقی اور موجود ہے۔ اور اس کا حکم اس شخص کے متعلق بھی جاری رہے گا جو اس دنیا سے گزر گیا۔

باب ۲۷

آیت اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة کی تفسیر

(جب تم کوئی راز کی بات رسول سے کہنا چاہو تو اپنے راز کہنے سے پہلے صدقہ ادا کرو)

۱۔ (بحذف اسناد) ابوعبداللہ بخاری نے اپنی تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق کہا ہے اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة کو اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ فان لم تفعلو وتاب اللہ علیکم حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا اس آیت پر میرے سوا اور کسی نے عمل نہیں کیا اور میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر اس آیت کے حکم میں اپنے اس قول کے بعد تخفیف کر دی ہے ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقات۔ ابن مغازلی نے علی بن علقمہ سے وہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ نیز ابن مغازلی نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ حضرت علی علیہ السلام سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ نیز مجاہد سے وہ ابو عمر سے دونوں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں۔ موفق بن احمد اور حموینی نے ابن عباس اور مجاہد سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابونعیم اس حدیث کو ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ موفق بن احمد حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ایک ایسی آیت ہے جس پر مجھ سے پہلے نہ کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا اور وہ آیت یہ ہے یا ایها الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی

۳۔ مناقب میں مکحول علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرے سوا اس آیت پر کسی نے عمل نہیں کیا۔ یہ آیت نازل ہوئی ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقات فان لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم الخ توبہ گناہ کی ہوتی ہے"

۴۔ کلبی ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام کے پاس ایک دینار موجود تھا جس کو آپ نے دس درہم کے عوض میں فروخت کر دیا تھا۔ جب رسول سے راز کی بات کہنے کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ ایک درہم رسول کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے دس مرتبہ ایسا کیا۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی اور اس پر علی کے سوا اور کسی نے عمل نہ کیا"

باب ۲۸

فلما راٰوہ زلفة سیئت وجوہ الذین کفروا وقیل ھذا الذی کنتم بہ تدعون

ان دو آیات کی تفسیر

۱۔ حاکم اپنی سند میں اعمش سے وہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کے مخالفین اور آپ سے جنگ کرنے والے اللہ کے نزدیک حضرت علی کی منزلت دیکھیں گے تو ان لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جو کافر ہیں۔ یعنی انہوں نے اللہ کی نعمت کا کفر کیا۔ وہ نعمت حضرت علی کی امامت ہے۔ (وقیل ھذا الذی کنتم بہ تدعون) یہ وہ بات ہے جس کا تم دعویٰ کرتے تھے یعنی اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ علی کی مخالفت کرنا اور آپ سے جنگ کرنا ایسی بات ہے جس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲۔ فاذن مؤذن بینہم یقول الا لعنة اللہ علی الظالمین۔ واذان من اللہ ورسولہ

کی تفسیر

ابو القاسم حاکم اپنی سند میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنے باپ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اعلان کرنے والا میں ہوں گا۔

۳۔ (بحذف اسناد) ابن عباس حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں میرے نام موجود ہیں لیکن لوگ ان کو نہیں جانتے۔ ان میں سے ایک یہ ہے اذن مؤذن بینہم یقول الا لعنة اللہ علی الظالمین (قیامت کے روز) ایک مؤذن اعلان کرے گا اور کہے گا کہ یقین جانو کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر واقع ہے۔ (حضرت نے فرمایا) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری ولایت کو جھٹلایا اور میرے حق کو چھپایا۔"

۴۔ مناقب میں جابر جعفی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نہروان کی واپسی کے بعد کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت کو معلوم ہوا کہ معاویہ بن سفیان آپ کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا میں دنیا اور آخرت میں ہی مؤذن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذن مؤذن بینہم یقول الا لعنة اللہ علی الظالمین۔ وہ مؤذن میں ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر وہ اذان میں ہوں۔

۵۔ محمد بن فضیل احمد بن عمر حلالی سے وہ ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مؤذن سے مراد امیر المومنین صلوات اللہ کی ذات والا صفات ہے (قیامت کے روز آپ ایسی اذان دیں گے جن کو تمام مخلوق سنے گی۔ اور اس بات پر دلیل اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے واذان من اللہ ورسولہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ "وہ اذان میں ہوں"؟

باب ۲۹

وعلی الاعراف رجال یعرفون کلاً بسیماھم

(اعراف میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تمام لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے)

۱۔ حاکم اپنی سند میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابن الکواء نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اس آیت کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا اے الکواء کے بیٹے تم پر افسوس ہے۔ ہم لوگ قیامت کے روز جنت اور جہنم کے درمیان قیام فرما ہوں گے۔ جس شخص نے ہم سے دوستی رکھی ہوگا ہم اس کی پیشانی سے اس کو پہچان لینگے اور ہم اسکو جنت میں داخل کرینگے اور جس نے ہم سے بغض رکھا ہوگا اسکو بھی اسکی پیشانی سے پہچان لینگے۔

۲۔ علامہ ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اعراف پل صراط سے ایک بلند جگہ کا نام ہے جس پر عباس، حمزہ اور جعفر قیام فرما ہوں گے۔ اپنے دوستوں کو ان کے چہروں کی سفیدی سے پہچان لیں گے۔ اور جس شخص نے ان سے بغض رکھا ہوگا۔ ان کو ان کے چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے۔"

۳۔ مناقب میں زاذان سلمان فارسی رضی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو حضرت علی سے دس مرتبہ سے زیادہ فرماتے ہوئے سنا۔ "اے علی تم اور وہ اوصیاء جو تمہارے فرزند ہوں گے جنت اور دوزخ کے درمیان بطور اعراف کے ہیں۔ جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جو تم کو جانتا ہوگا۔ اور آپ حضرات اس کو جانتے ہوں گے۔ دوزخ میں وہ داخل ہوگا جس نے تم کو نہ پہچانا ہوگا۔ اور تم اس کو نہ پہچانتے ہوگے!

۴۔ مناقب میں معروف کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن الکواء امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت سے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا ہم لوگ اعراف ہیں۔ ہم اپنے مددگاروں کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے۔ ہم لوگ وہ اعراف ہیں کہ ہماری معرفت کی وجہ سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ہم لوگ وہ اعراف ہیں کہ ہماری معرفت کی وجہ سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

ہم لوگ وہ اعراف ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ہمیں پل صراط پر ٹھہرائے گا۔ جنت میں وہ شخص داخل ہوگا۔ جو ہماری معرفت رکھتا ہوگا۔ اور ہم اس کو جانتے ہوں گے۔ اور دوزخ میں وہ شخص داخل ہوگا جس نے ہمارا انکار کیا ہوگا اور ہم اس کا انکار کریں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو لوگوں کو اپنی شناخت خود بخود کرا دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے (اپنی شناخت کے لئے) دروازے، راستے، طریق اور وجہ مقرر کی ہے۔ اس وجہ کے ذریعہ انسان اللہ کی بارگاہ میں پہنچ سکتا ہے۔ جو شخص ہماری ولایت کا انکار کرے گا اور ہم پر کسی اور کو فضیلت دے گا۔ ایسے لوگ سیدھی راہ سے پھرے ہوئے ہوں گے۔ وہ شخص جس نے لوگوں کو سیدھے راستہ پر قائم کیا ہوگا اس شخص کے برابر نہیں ہوگا۔ جب کہ اس کے (پیرو) لوگ دوسرے گندے چشموں کی طرف ایک دوسرے میں گرے ہوئے چلے گئے ہوں گے۔ جو شخص ہماری طرف آیا وہ صاف اور ستھرے چشموں کی طرف آیا۔ ایسے چشمے اپنے رب کے حکم سے جاری ہیں۔ یہ چشمے کبھی ختم اور خالی نہ ہوں گے۔"

باب ۳۰

قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتاب کی تفسیر

۱۔ ثعلبی اور ابن مغازلی نے اپنی اپنی سندوں میں عبداللہ بن عطا سے روایت کیا ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں مسجد میں موجود تھا۔ میں نے عبداللہ بن سلام کے فرزند کو دیکھا اور کہا کہ یہ اس شخص کا فرزند ہے جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔ امام نے فرمایا (یہ نہیں ہے بلکہ) اس سے علی بن ابی طالب کی ذات مقصود ہے۔

۲۔ ثعلبی اور ابونعیم نے اپنی اپنی سندوں میں زادان سے روایت کی ہے۔ آپ محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس کل کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

۳۔ فضیل بن یسار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ومن عندہٗ علم الکتاب حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ ہی اس اُمت کے عالم ہیں۔

۴۔ ایک دوسری روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے) ہمیں مراد لیا ہے۔ علیؑ رسول اللہ کے بعد ہم سے افضل، اولیٰ اور ہم سے بہتر ہیں۔

۵۔ عمر بن اذینہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ خبردار! وہ تمام علم جس کو حضرت آدم آسمان سے زمین پر لائے تھے اور وہ تمام فضیلتیں جو خاتم النبیین تک انبیاء میں موجود تھیں یہ تمام چیزیں خاتم النبیین کی اولاد میں موجود ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام

نے فرمایا خدا کی قسم تمام کتاب کا علم ہمارے پاس موجود ہے۔ سلیمان بن داؤد نبی علیہم السلام کے وزیر آصف بن برخیا کے پاس اسم اعظم کے ایک حرف اور بعض کتاب کا علم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعندہٗ علم من الکتاب۔ یعنی (آصف بن برخیا کے پاس کتاب کے کچھ حصہ کا علم تھا) آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان سے کہا تھا۔ میں تمہیں بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وکتبنا لہٗ فی الالواح من کل شیئ وموعظۃ۔ ہم نے موسیٰ کے لئے تختیوں میں بعض چیزیں اور نصیحت لکھ دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو من کے ساتھ وارد کیا ہے۔ لفظ من بعض کے معانی میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ (جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے وہ تمہارے لئے بعض بیان کی گئی ہیں۔ اور یہاں بھی کلمہ بعض کا استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علی کے حق میں فرمایا ہے ومن عندہٗ علم الکتاب (جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ (کتاب میں ہر خشک و تر کا بیان موجود ہے۔ اس کتاب کا علم علی کے پاس موجود ہے۔"

۶۔ عطیہ عوفی ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس آیت ومن عندہٗ علم من الکتاب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد میرے بھائی سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے وزیر ہیں۔ میں نے حضرت سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق سوال کیا قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتاب۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ آیت میرے بھائی علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

۷۔ صاحب المناقب مندرجہ ذیل واسطوں سے اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں۔

(۱) محمد بن مسلم۔ ابوحمزہ ثمالی اور جابر بن یزید امام محمد باقر علیہ السلام سے۔

(ب) علی بن فضال، فضیل بن یسار اور ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے

(ج) احمد بن محمد حلبی اور محمد فضیل امام رضا علیہ السلام سے۔

(د) موسیٰ بن جعفر اور زید بن علی علیہم السلام (ک) محمد بن حنیفہ (ذ) سلمان فارسی

(ہ) ابوسعید خدری (ی) اسمٰعیل سدی۔ ان سب حضرات کا متفق علیہ بیان ہے کہ آیت قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتاب (اے محمدؐ! ان سے کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ شخص جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے بطور گواہ کافی ہیں۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

۸۔ مناقب میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے

اور حضرت سلیمان بن داؤد پرندوں کی بولی سمجھا کرتے تھے۔ کیا آپ کو یہ مرتبہ حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہد ہد کے غائب ہو جانے پر اس پر ناراض ہو گیا تھا۔ ہد ہد پانی کے متعلق جانتا تھا اور پانی کے متعلق راہنمائی کرتا تھا۔ سلیمان کو علم نہیں تھا کہ پانی ہوا کے نیچے موجود ہے۔ حالانکہ حضرت سلیمان کی اطاعت میں ہوا، چیونٹیاں، انس، جن، شیاطین اور مردہ موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے ولو ان قرآنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی۔ اگر اس قرآن کے ذریعہ پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائیں اور اس کے ذریعہ شہروں کا فاصلہ طے کر لیا جائے اور مردے زندہ کر دئے جائیں (تو تمام کام اللہ ہی کے لئے ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آسمان اور زمین کی ہر غائب چیز کا ذکر کتاب مبین میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا" ہم اس قرآن کے وارث ہیں جس کے ذریعہ پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں۔ شہروں کا فاصلہ قطع کیا جا سکتا ہے اور مردوں کو زندہ کیا جا سکتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ پانی کہاں ہے اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں۔ جس میں ہر چیز کا کھلا ہوا بیان موجود ہے۔"

۹۔ سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ من عندہ علم الکتاب سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ آپ نے کہا نہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ سورہ مکی ہے اور عبداللہ بن سلام ہجرت کے بعد مدینہ میں اسلام لائے تھے۔

۱۰۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ من عندہ علم الکتاب سے مراد حضرت علی ہیں۔ حضرت علی تفسیر، تشریح ناسخ اور منسوخ کے عالم ہیں۔

۱۱۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کے پاس کتاب اول اور سفر کا علم تھا۔

۱۲۔ سلیم بن قیس ہلالی اپنی کتاب میں قیس بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ من عندہ علم الکتاب سے مراد علی ہیں۔ معاویہ بن ابی سفیان نے کہا تھا کہ من عندہ علم الکتاب سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ سعد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی انما انت منذر و لکل قوم هاد اور نیز یہ آیت نازل فرمائی افمن کان علی بینة من ربه و یتلوه شاهد منه۔ پہلی آیت میں ہادی اور دوسری آیت میں شاہد سے مراد حضرت علی ہیں۔ رسول اللہ نے غدیر کے روز علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں اور علی کو فرمایا تھا تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (سعد سے یہ حدیث سن کر) معاویہ ایسا خاموش ہوا کہ جواب دینے کی سکت نہ رہی۔"

۱۳۔ بعض محققین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء، اشرف الرسل اور اکرم الخلق کو اپنے احسان، مہربانی اور فضل عظیم کے ساتھ بھیجا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم اور لطف میں پہلے طے ہو چکی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول لتؤمنن به ولتنصرنه محمد پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنے کا انبیا اور اپنے بندوں سے عہد اور میثاق لیا جب اللہ تعالیٰ نے اہل عرب، قریش اور خاص طور پر بنو ہاشم پر اپنی اس آیت کے مطابق وانذر عشیرتک الاقربین ورهطك المخلصين سعادت کبریٰ اور ہدایت عظمیٰ کے دروازے کھول دئے تو رسول اللہ کے انتقال کے بعد عقل اس بات پر تقاضا کرتی ہے کہ ایک ایسا آدمی ہونا چاہیئے جو کتاب خدا کے تمام اسرار و رموز کا واقف ہو اور ایسا آدمی بنو ہاشم میں ہونا چاہیئے۔ جو تمام قریش سے رسول اللہ کے نزدیک زیادہ قریب ہو۔ جس کا اسلام سب سے پہلے ہو جو اسرار رسالت اور وحی کے رموز سے بخوبی واقف ہو۔ بے نظیر پیرو کی حیثیت سے تمام اوقات رسول اللہ کی خدمت میں حاضر رہا ہو اور رسول اللہ کے تمام اعمال و اقوال کو بنظر غائر جانتا ہو۔ عالم طفولیت میں تمام مراسم جاہلیت سے پاک و پاکیزہ ہو۔ رسول اللہ کے اخلاق اور آداب سے تربیت یافتہ ہو اور اولاد رشید کی مانند ہو۔ یہ تمام شرائط علی کے سوا اور کسی ذات میں نہیں پائے جاتے عبداللہ بن سلام کا قصہ ہی کیا وہ تو ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے۔ اس کو تو ہجرت سے پہلے سورتوں کے نزول کے سبب کا پتہ تک نہیں تھا۔ جب اس کی یہ حالت ہو تو اسلام لانے کے بعد سورتوں کی تفسیر کیسے بیان کرے گا۔ حضرت سلمان فارسی نے اپنی لمبی زندگی ۲۵۰ سال انجیل، تورات، زبور، کتب سابق انبیاء اور قرآن مجید کے اسرار و رموز سمجھنے میں صرف کر دی۔ لیکن مذکورہ بالا شرائط کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے پاس کل کتاب کا علم نہیں تھا۔ ابن سلام جس نے انجیل تک کو نہیں پڑھا اس کے پاس کل کتاب کا علم کیسے ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی اس میں مذکورہ بالا شرائط کا بھی فقدان ہے۔ حضرت علی جو دین کے یعسوب ہیں، سے اسرار و رموز اور حقائق کا صدور ہوا ہے۔ عبداللہ بن سلام سے تو ایسی کوئی بات بھی صادر نہیں ہوئی۔ مثلاً حضرت علی نے فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی فان بین جنبی علوما کالبحار الزاخر مجھ سے جو چاہو پوچھ لو پہلے اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میرے دونوں پہلوؤں میں علوم کے بحر ذخائر موجزن ہیں۔ اسی طرح آپ کی اولاد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے معارف، کتاب اللہ کی تفسیر اور اسرار کا صدور ہوا۔"

باب ۳۱

"وانذر عشیرتک الاقربین" کی تفسیر

۱۔ جمع الفوائد میں حضرت علی سے روایت ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ نے بنو عبدالمطلب کے تمام گروہ کو ایک جگہ جمع فرمایا۔ ان کے لئے ایک ایک کھانا تیار کیا گیا۔ ان لوگوں نے پیٹ بھر کھانا کھایا اور کھانا پھر ویسے کا ویسا بچ گیا۔ پھر آپ نے پانی کو طلب کیا۔ انہوں نے سیر ہو کر پانی پیا۔ اور پھر پانی ویسے کا ویسا ہی باقی تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب! میں تمہاری طرف خاص طور اور عام لوگوں کی طرف عام بھیجا گیا ہوں اور اس آیت میں جو کچھ تم لوگوں نے دیکھنا تھا دیکھ لیا ہے۔ تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو میری بیعت کرے اور میرا بھائی ہو اور جنت میں میرا ساتھی ہو۔ میرے سوا کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ اور تمام لوگوں سے سن کے لحاظ سے میں چھوٹا تھا۔ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ (آپ نے اسی طرح تین مرتبہ فرمایا) جب میں آپ کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا تھا تو ہر مرتبہ آپ یہی فرماتے تھے بیٹھ جاؤ۔ جب تیسری مرتبہ یہی واقعہ ہوا۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا وہ (علی) میرے بھائی اور جنت میں میرے ساتھی ہیں۔

۲۔ امام احمد اپنی مسند میں عباد بن عبداللہ اسدی سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہ نے اپنے اہل بیت کے افراد کو جمع کیا۔ تیس آدمی جمع ہوئے۔ کھایا پیا۔ تین دن ایسا ہوا۔ رسول اللہ نے فرمایا "جو شخص میرے قرض اور وعدوں کی میری طرف سے (آج) ضمانت دے گا وہ (کل قیامت کے روز) میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں"۔ ثعلبی نے اس حدیث کو اس آیت کی تفسیر کے بارے میں ذکر کیا ہے

۳۔ الشفاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اولاد مطلب کے ہی تیس آدمیوں کو (ایک جگہ) جمع فرمایا۔ آپ نے ان کے لیے ایک ایک مد کھانے کا تیار کرایا۔ یہ لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ اور کھانا ویسے کا ویسا بچ گیا تھا۔ پھر آپ نے (پانی کا) پیالہ طلب فرمایا۔ اس کو پی کر سیراب ہو گئے۔ اور یہ ویسے کا ویسا بچ گیا۔

۴۔ صحیح مسلم میں سعید بن جبیر عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین و رھطک المخلصین نازل ہوئی تھی۔

۵۔ عیون الاخبار میں ریان بن الصلت ہروی امام علی رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت وانذر عشیرتک الاقربین و رھطک المخلصین کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا یہ آیت ابی بن کعب کی قرأت کے مطابق ہے اور عبداللہ بن مسعود کے قرآن میں یہ آیت اسی طرح موجود تھی۔ اہل بیت کے لئے اس میں بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور یہ بہت بڑی منزلت ہے۔"

باب ۳۲

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا وہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔

۲۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ ابن عباس سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا یہ آیت آل محمد کے رشتہ داروں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۳۔ (بحذف اسناد) زاذان علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آل حم اور عسق ہماری مودت کی آیت ہیں۔ ان کو ہر مومن یاد رکھتا ہے۔ پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

۴۔ علا نے سیرت میں اور محب طبری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرا اجر تم پر یہ مقرر کیا ہے کہ تم (میرے) قربیٰ سے محبت کرو اور میں کل (روز قیامت) اس مودت کے بارے میں تم سے سوال کروں گا"

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق قل ما سالتکم من اجر فھو لکم (جس اجر کا میں نے تم سے سوال کیا وہ تمہارے لئے ہے) امام نے فرمایا اجر سے مراد قربیٰ (آل محمد) سے محبت کرنا ہے۔" میں اس کے علاوہ اور کسی چیز کا تم سے سوال نہیں کروں گا۔ اور یہ اجر تمہارے فائدے کے لئے ہے۔ اسی کی بدولت تم ہدایت پاؤ گے۔ قیامت کے روز اس کے ذریعہ اللہ کے عذاب سے نجات حاصل کرو گے۔ مودت مشتق ہے ود سے اور وہ مضبوط محبت کو کہتے ہیں جو ہمیشہ قائم اور ثابت رہے۔"

۶۔ (بحذف اسناد) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے روز بندے کے قدم اس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک اس سے اس بات کے متعلق نہ دریافت کر لیا جائے گا کہ اس نے عمر کس کام میں فنا کی۔ مال کہاں سے پیدا کیا اور کہاں خرچ کیا۔ اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔"

۷۔ قربیٰ (آل محمد) کی محبت کا وجوب اور ان کا پاک ہونا ان دونوں باتوں کو امام حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں ذکر کیا ہے جو اس کتاب کے مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس آیت کا اور اس کے علاوہ آیات کا ذکر باب پنجم میں امام علی رضا علیہ السلام کے کلام میں کیا گیا ہے۔

باب ۴۳

آیت تطہیر اور حدیث نساء کی تفسیر

۱۔ صحیح مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم دوسری صبح کو باہر تشریف لے گئے۔ آپ سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت امام حسن تشریف لائے۔ آپ نے اس کو امام حسین تشریف لائے اس کو، جناب فاطمہ تشریف لائیں آپ کو، پھر حضرت علی تشریف لائے آپ کو، چادر کے اندر داخل فرما کر فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا۔

۲۔ (بحذف اسناد) عمر بن ابی سلمہ ربیب رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا جناب ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ رسول اللہ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو طلب فرمایا اور ان حضرات پر چادر کو اڑھا دیا۔ علی رسولؐ کے پیچھے تھے اور رسول نے سب پر چادر اوڑھ دی۔ پھر فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور ان کو پاک و پاکیزہ بنا۔ جناب ام سلمہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی میں ان حضرات کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ٹھہری رہو اور تم بھلائی پر قائم رہو۔"

۳۔ جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن، امام حسین، حضرت علی اور جناب فاطمہ پر چادر کو ڈال کر فرمایا، اے میرے اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد ہیں ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور ان کو کماحقہ پاک و پاکیزہ بنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں ان حضرات کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ٹھہری رہو اور تیری بازگشت بھلائی پر ہے۔

(بحوالہ ترمذی بعد ذکر مناقب الاصحاب، شرح الکبریت الاحمر، بیہقی اور حاکم بروایت ام سلمہ)

۴۔ طبرانی نے ابن جریر اور ابن منذر کے حوالے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا میرے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ جناب فاطمہ ایک پتھر کی ہنڈیا لائیں جس میں ثرید موجود تھی۔ رسولؐ اللہ نے جناب سیدہ سے فرمایا کہ اپنے شوہر، حسن اور حسین کو میرے پاس بلاؤ۔ جناب نے ان حضرات کو بلایا۔ جب یہ لوگ کھانا تناول فرما رہے تھے تو اس دوران میں یہ آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ نے ان حضرات کو خیبری چادر میں ڈھانپ دیا۔ یہ چادر رسول اللہ خود اوڑھے ہوئے تھے۔ فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد ہیں۔ ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور انہیں پاک و پاکیزہ بنا۔" رسول اللہ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔"

۵۔ (بحذف اسناد) واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے۔ آپ نے علی اور فاطمہ کو قریب بلا کر ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھا دیا۔ اور حسن اور حسین کو اپنے زانو مبارک پر بٹھایا اور ان حضرات پر اپنا کپڑا اوڑھا دیا اور میں ان حضرات کی پشت کی جانب کھڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاک چیز کو دور رکھ اور ان کو کماحقہ پاک و پاکیزہ کر۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں بھی آپ کے اہل سے ہوں۔ فرمایا تم میرے اہل سے ہو۔ واثلہ کا بیان ہے کہ میں جو امید کرتا تھا آپ نے وہی امید دلائی۔"

۶۔ ابن سعد حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا۔

۷۔ امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ جناب فاطمہؑ کے دروازے سے صبح کی نماز کے لئے گزرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے۔ "اے اہل بیت اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔ نماز کا وقت آ گیا ہے۔" آپ تین مرتبہ ایسا فرمایا کرتے تھے اور چھ ماہ حضرت کا یہی معمول رہا۔"

(بحوالہ شرح الکبریت الاحمر، حدیث الکساء، حدیث الصلوٰۃ یا اہل بیت امام رضا علیہ السلام کے کلام میں باب پنجم میں پہلے ذکر ہو چکی ہے۔

۸۔ الجذب اسناد (ابوسعید خدری) سے روایت ہے کہ یہ آیت پانچ آدمیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ رسول اللہ صلعم، حضرت علی، جناب فاطمہ، امام حسن اور امام حسین۔"

۹۔ ایک روایت میں ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے معبود اللہ! یہ آل محمد ہیں۔ اپنی رحمت اور برکت آل محمد پر نازل فرما جس طرح تو نے اپنی رحمت اور برکت ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل فرمائی۔ بے شک تو لائق حمد والا اور بزرگ ہے۔"

۱۰۔ تعلبی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! یہ حضرات محمد سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ اپنی رحمت، برکت، مغفرت اور رضامندی مجھ پر اور ان پر نازل فرما۔

۱۱۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت حق ہیں۔ ان سے نجس چیز کو دور رکھ اور انہیں کما حقہ پاک و پاکیزہ بنا۔ رسول اللہ نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ اس روایت کے آخر میں ان حضرات سے فرمایا میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی اور میری اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔

۱۲۔ ایک دوسری روایت زینب سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے آسمان کی جانب سے نزول رحمت خداوندی کو ملاحظہ فرمایا تو کہا مجھے کون علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلا کر لا دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میں بلا کر لاتی ہوں۔ میں ان حضرات کو بلا کر لائی۔ رسول اللہ نے ان کو اپنی چادر کے اندر داخل کر لیا۔ اور جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے اور ان ذوات مقدسہ کے ساتھ وہ بھی چادر کے اندر چلے گئے۔"

۱۳۔ ایک اور روایت میں حافظ جمال الدین زرندی، حافظ ابن مردویہ سے روایت کرتے ہیں اور آپ جناب ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے ان حضرات کے ساتھ چادر کے اندر تھے (شعر امام حسین السلام) ؎

نحن جبرائیل منا اسادسنا　　ولنا الکعبہ ثم الحرمین

جبرائیل ہمارا چھٹا تھا۔ کعبہ بھی ہمارا ہے اور حرمین کے بھی ہم مالک ہیں۔"

۱۴۔ محب طبری نے کہا کہ یہ حقیقت رسول اللہ سے کئی بار صادر ہو چکی ہے۔ ایک مرتبہ جناب ام سلمہ کے گھر میں۔ دوسری مرتبہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں۔

شریف سمہودی کا بیان ہے کہ انما کا کلمہ حصر کے لئے آتا ہے اور یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ارادہ صرف ان کی ذات کی طہارت کے ساتھ منحصر ہے۔ طہارت کے لفظ کی تاکید

مفعول مطلق کے ساتھ کی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی طہارت، طہارت کاملہ اور اعلیٰ مراتب کی طہارت ہے۔" کتاب الشفاء میں حدیث کساء عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی گئی ہے۔

باب ۳۴

والذین آمنوا واتبعتهم ذریاتهم بایمان الحقنا بهم ذریاتهم کی تفسیر

۱۔ جمع الفوائد میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب آدمی جنت میں داخل ہوگا تو وہ اپنے والدین، بیوی اور اپنی اولاد کے متعلق دریافت کرے گا کہ وہ کہاں ہیں؟ —— کہا جائے گا کہ ان کا درجہ اور عمل تمہارے درجے اور عمل کے مقام پر نہیں پہنچا۔ وہ شخص کہے گا اے میرے رب میں نے اپنی خاطر اور ان کی خاطر　　اعمال بجا لائے تھے۔ حکم دیا جائے گا کہ اس شخص کو ان کے ساتھ ملا دو۔ (بحوالہ کبیر و صغیر)

۲۔ (الجذب منا) ابن عباس سے روایت ہے کہ مومن کی اولاد کا درجہ جنت میں اس شخص کے درجہ کے ساتھ بلند کر دیا جائے گا۔ اگرچہ اس کی اولاد نے اس سے کم اعمال بجا لائے ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "والذین امنوا واتبعتهم ذریاتهم بایمان الحقنا بهم ذریاتهم وما التناهم من عملهم۔ اللہ تعالیٰ کہے گا ہم نے ان کے اعمال کو کم نہیں کیا۔ حاکم کا بیان ہے کہ جب مطلق مومنین کی اولاد کا یہ معاملہ ہے تو اولاد رسول زیادہ اولیٰ اور زیادہ حقدار ہے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ جنت میں ملا دی جائے۔

باب ۳۵

وممن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون کی تفسیر

۱۔ موفق بن احمد خوارزمی نے زاذان سے روایت کی ہے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے (صرف ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا اور یہ جنت میں جانے والے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وممن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون۔ ان لوگوں میں خود میں ہوں، میرے دوست ہیں اور میرے پیرو ہیں۔"

۲۔ (بحذف اسناد) علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے علی میری اُمت میں تیری مثال عیسٰے بن مریم کی مانند ہے۔ حضرت عیسٰی کی اُمت کے تین فرقے ہو گئے تھے۔ ایک فرقہ مومن کا تھا جو آپ کے حواری تھے۔ اور دوسرا فرقہ آپ سے دشمنی رکھتا تھا اور تیسرا فرقہ وہ تھا جو آپ کے حق میں غلو کرتا تھا۔ جو اللہ کے دین سے نکل گئے تھے وہ نصاریٰ ہیں (اے علی) تیرے بارے میں میری اُمت کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ تیری پیروی کرے گا اور تمہیں دوست رکھے گا۔ اور یہ لوگ مومن ہیں اور ایک فرقہ تجھ سے دشمنی رکھے گا۔ یہ ناکثین (جمل والے) مارقین (صفین والے) اور فاسق لوگ ہیں۔ تیسرا فرقہ تیرے بارے میں غلو کرے گا (یہ لوگ نصیری ہیں جو حضرت علی کو خدا مانتے ہیں) یہ لوگ گمراہ ہیں۔ اے علی تیرے پیرو جنت میں داخل ہوں گے۔ تمہارا دشمن اور تمہارے بارے غلو سے کام لینے والے جہنم میں داخل ہوں گے۔

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا (اے علی) تیری مثال عیسٰے جیسی ہے۔ یہودیوں نے عیسٰے سے بغض رکھا حتٰی کہ حضرت عیسٰی کی ماں پر بہتان باندھا۔ اور نصاریٰ نے آپ کو دوست رکھا حتٰی کہ آپ کو اس رتبہ سے گرا دیا جو (اللہ کی طرف سے) اپنی ذات کے لئے مقرر تھا۔ حضرت علی نے فرمایا میرے بارے میں دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ دوست دار جو مجھے اس حد سے زیادہ بڑھائے گا جو مجھ میں موجود نہیں ہو گی (دوسرا میرے ساتھ) بغض رکھنے والا جس کی سرشت میں میری دشمنی ہو گی"

۴۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا "میرے بارے میں دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے" غلو کرنے والا محب اور بغض رکھنے والا دشمن"

باب ۳۷

وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحًا ثم اهتدیٰ کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں ایک ایسی آیت ہے جو ہماری ولایت کی طرف ہدایت کرتی ہے" حاکم نے اس روایت کو تین طریقوں سے بیان کیا ہے۔ پہلا طریقہ داؤد بن کثیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا" میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس آیت میں کونسی ہدایت حاصل کرنا ہے۔ فرمایا ہماری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرنا ہے۔ ہم میں ایک امام کے بعد دوسرے امام کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

دوسرا طریقہ:۔ ثابت بنانی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس آیت میں اہل بیت نبی صلعم کی ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرنا ہے۔

تیسرا طریقہ:۔ امام محمد باقر سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۲۔ صاحب المناقب (امام احمد بن حنبل) نے اس حدیث کو چار طریقوں سے بیان کیا ہے:۔

پہلا طریقہ:۔ ابوسعید ہمدانی وہ امام محمد باقر (آپ اپنے باپ سے۔ آپ کا باپ آپ کے دادا حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر کسی آدمی نے توبہ کر لی۔ ایمان لایا اور نیک عمل بجا لایا اور ہماری ولایت محبت اور فضیلت کی معرفت حاصل نہ کی تو ان باتوں میں سے کوئی بات اُس کو فائدہ نہ دے گی۔

دوسرا طریقہ:۔ محمد بن فضیل بن مختار اپنے باپ سے وہ امام محمد باقر سے وہ اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ تو اللہ کی عبادت کرے اور تیرے ذریعہ دین کے مقام کو شرف حاصل ہو۔ اور تیرے ذریعہ مٹا ہوا راستہ اصلاح پذیر ہو۔ تیرے بارے میں جو گمراہ ہوا سو وہ گمراہ ہو گیا۔ جس نے تیری ولایت کی طرف ہدایت حاصل نہ کی وہ ہرگز اللہ کی طرف ہدایت نہیں پا سکتا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔ وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحًا ثم اهتدیٰ یعنی تیری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کی۔

تیسرا طریقہ:۔ حارث بن یحیٰی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے حارث کیا تم نہیں دیکھتے؟ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے شرط عائد کر دی ہے کہ انسان کو اس وقت تک توبہ کوئی فائدہ نہ دے گی اور نہ ایمان لانا اور نہ عمل صالح بجا لانا کوئی فائدہ دے گا۔ جب تک ہماری ولایت کی طرف ہدایت نہ حاصل کرے گا"

چوتھا طریقہ:۔ عیسٰی بن داؤد نجار امام موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ اپنے باپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس آیت میں ہماری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرنا مقصود ہے"

باب ۳۷

ومن یسلم وجهه الی الله وهو محسن فقد استمسک بالعروة الوثقیٰ لاانفصام لها کی تفسیر

۱. مناقب میں سفیان بن عیینہ امام زہری سے روایت کرتے ہیں۔ آپ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ پہلے شخص ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا اظہار کیا۔ آپ کی (اس آیت میں) مدح کی گئی ہے۔ یعنی آپ وہ فرمانبردار مومن ہیں جس نے مضبوط رسی کو مضبوطی سے پکڑا۔ اس قول کا یہی مطلب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں۔ خدا کی قسم علی بن ابی طالب اسی بات پر قتل کئے گئے تھے۔

۲. (بحذف اسناد) امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ مضبوط رسی سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا مقصود ہے۔ نیز ہارون بن سعید نے زید بن علی بن حسین علیہ السلام سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله کی تفسیر

۱. مناقب میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت ہے کہ صراط مستقیم سے مراد امام ہے۔ ولا تتبع السبل اور راستوں کی پیروی نہ کرو۔ غیر امام کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے متفرق کر دے گا اور ہم لوگ (آئمہ علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کا راستہ ہیں۔

یاایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان کی تفسیر

۱. المناقب میں سعد بن صدقہ امام جعفر صادق سے آپ اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا حسینؑ سے آپ امیرالمومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خبردار! وہ علم جس کو لے کر حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تھے اور جس کی بدولت خاتم الانبیا تک تمام انبیا کو فضیلت دی گئی وہ تمام کا تمام علم خاتم الانبیا کی اولاد میں موجود ہے۔ تم کہاں سرگرداں ہو رہے ہو اور کہاں جا رہے ہو۔ اولاد محمد تم میں ایسی ہے جیسے اصحاب کہف (اپنی قوم میں) اور خاتم الانبیا باب حطہ کی مانند ہے۔ وہ لوگ سلامتی کا دروازہ ہیں

اور یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں موجود ہیں۔ یاایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان۔ اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو تم سب کے سب سلامتی کے دروازے کے اندر داخل ہو جاؤ۔ شیطان کے نشانات کی پیروی نہ کرو۔

۲. حاکم نے اپنی صحیح میں علی بن حسین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ ان حضرات نے فرمایا سلامتی سے ہماری ولایت مراد ہے۔

لتسئلن یومئذ عن النعیم کی تفسیر

۱. حافظ ابونعیم نے اپنی جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا النعیم سے مراد امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی ولایت ہے۔

۲. حاکم بن احمد بیہقی نے کہا کہ ہمیں محمد بن عیسیٰ صوفی نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا مجھے ابوذر کوان قاسم بن اسماعیل نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا مجھے ابراہیم بن عباس صولی کاتب نے ۲۲۲ھ میں اہواز (ایران میں ایک شہر کا نام ہے) حدیث بیان کی کہ ہم ایک دن امام علی بن موسیٰ الرضا علیہم السلام کی خدمت میں موجود تھے۔ اسی دوران میں ایک فقیہہ نے کہا نعیم سے مراد اس آیت میں ٹھنڈا پانی ہے امام نے بلند آواز سے اس سے فرمایا تم اسی طرح اس کی تفسیر کرتے ہو اور اپنے خیال کے مطابق اس کو ڈھالتے ہو۔ ایک گروہ نے کہا نعیم سے مراد ٹھنڈا پانی ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا اس سے مراد نیند ہے۔ اور ان کے علاوہ کچھ نے کہا اس سے مراد پاکیزہ کھانا ہے۔ امام نے فرمایا میرے باپ نے اپنے باپ امام جعفر بن محمد علیہم السلام کی خدمت میں تمہارے یہی اقوال بیان فرمائے تھے۔ آپ سن کر ناراض ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں۔ ان کے متعلق ان سے نہیں سوال کرے گا اور نہ لوگوں پر اپنا احسان جتائے گا۔ جب احسان جتانا مخلوق کے نزدیک قبیح ہے تو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ سے کیسے دی جا سکتی ہے۔ اللہ کی عظمت بلند ہے۔ جو بات مخلوق کے لئے پسند نہیں کرتا (وہ اپنی ذات کے لئے کیسے پسند کرے گا)

اس نعیم سے مراد ہم اہل بیت کی محبت اور دوستی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور اپنے رسول کی رسالت کے بعد اس کے متعلق سوال کرے گا۔ اگر بندے نے اس بات کو پورا کر دیا تو اس کا بدلہ جنت کی نعمتیں ہیں جن کے لئے ہرگز زوال نہیں ہے۔ میرے باپ موسیٰ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ جعفر صادق نے حدیث بیان کی وہ اپنے باپ محمد بن علی۔ آپ اپنے باپ علی بن حسین۔ آپ اپنے باپ حسین بن علی

بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! سب سے
پہلے جو چیز بندے سے پوچھی جائے گی وہ اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت
کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور تم مومنین کے سردار ہو۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور میں لایا اگر اس نے
ان باتوں کا اقرار کیا اور اس بات کا اعتقاد رکھا تو وہ ان نعمتوں کی طرف چلا جائے گا جن کے لئے کبھی بھی
زوال نہیں۔"

۳۔ مناقب میں اصبغ بن نباتہ کی روایت ہیں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس ایت میں نعیم سے
مراد ہم لوگ ہیں۔"

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم نعیم سے مراد کھانا پینا مراد نہیں ہے بلکہ ہماری ولایت مراد ہے
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہم مومن کے لئے نعیم ہیں اور کافر کے لئے علقم (حنظل)

وقفوهم انهم مسئولون کی تفسیر

(اے فرشتو) ان لوگوں کو ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جائیگا)

۱۔ (بحذف اسناد) ابوسعید خدری رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا اس آیت میں کہ
ان سے سوال کیا جائے گا۔ ان سے علی بن ابی طالب کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۲۔ (بحذف اسناد) ابن عباس نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں علی بن ابی طالب کی
ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔"

۳۔ (بحذف اسناد) ایک جماعت اہل بیت سے روایت ہے کہ لوگوں سے حب اہل بیت کے متعلق سوال
کیا جائے گا۔"

۴۔ (بحذف اسناد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو جمع کرے گا اور پل صراط کو جہنم پر نصب کر دے گا
جہنم پر سے کوئی شخص عبور نہیں کر سکے گا جب تک اس کے پاس علی بن ابی طالب کی محبت کی ٹکٹ نہیں ہوگی۔

۵۔ (بحذف اسناد) حضرت علی رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو بندے
کے دونوں قدم اس وقت تک حرکت نہیں کریں گے۔ جب تک اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال
نہ کیا جائے گا۔ اپنی عمر کو کس بات میں ختم کیا۔ جوانی کو کس امتحان میں ڈالا۔ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ
کیا اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۶۔ (بحذف اسناد) زاذان حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہمارے متعلق آل۔ حم عسق میں ایک
ایسی آیت ہے۔ اس آیت کو ہمارے مودت کے متعلق ہر مومن کے سوا اور کوئی یاد نہیں کرے گا۔ پھر حضرت
نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودة فی القربیٰ

۷۔ (بحذف اسناد) محب طبری نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا اجر تم پر یہ مقرر کیا ہے
تم (میرے) قربیٰ سے محبت رکھو اور کل (قیامت کے روز) اس کے متعلق تم سے سوال کروں گا۔"

۸۔ (بحذف سند) موفق بن احمد نے اپنی کتاب المناقب میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بندے کا ایک قدم دوسرے قدم سے
قیامت کے روز آگے نہ بڑھے گا۔ حتیٰ کہ اس سے سوال کیا جائے گا۔ کہ اس نے اپنی عمر کو کن باتوں میں ختم
کیا۔ اپنے جسم کو کن حالات میں مصروف رکھا۔ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور ہم اہل بیت کی محبت
کے متعلق سوال کیا جائے گا۔"

۹۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن
ہوگا تو حضرت علی فردوس کے اوپر قیام فرما ہوں گے۔ فردوس ایک پہاڑ کا نام ہے جو جنت کے اوپر بلند ہوگا۔
رب العالمین، عرش اس کے اوپر ہے جنت کی نہریں عرش کے دامن سے بہتی ہیں اور نہریں جنت میں آکر
الگ الگ بہتی ہیں حضرت علی ایک نور کی کرسی پر قیام فرما ہوں گے۔ آپ کے سامنے (نہر) تسنیم جاری
ہوگی۔ پل صراط سے صرف وہ شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس ولایت علی اور ولایت اہل بیت کا پروانہ
ہوگا۔ حضرت اپنے دوستوں کو جنت میں اور آپ سے بغض رکھنے والوں کو جہنم میں داخل کریں گے۔"

۱۰۔ (بحذف اسناد) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے
روز بندے کا قدم لگاتار ایک جگہ قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال کیا جائیگا
کہ تم نے اپنی عمر کو کس معاملہ میں فنا کیا۔ اور اپنے جسم کو کہاں مبتلا رکھا۔ تم نے اپنا مال کہاں سے کمایا، اور
کہاں اس کو رکھا (خرچ کیا) اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

۱۱۔ (بحذف اسناد) انس بن مالک اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا سے وہ نبی کریم صلعم سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم پر ایک پل نصب کر دیا جائے گا۔ پل کو صرف وہ
شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس ایک ٹکٹ ہوگا۔ جس پر علی بن ابی طالب کی ولایت (محبت) تحریر ہوگی۔
اس بارے میں اللہ تعالےٰ کی یہ آیت ہے۔ وقفوهم انهم مسئولون انہیں ٹھہراؤ ان سے کچھ دریافت
کرنا ہے۔ ان سے علیؑ کی ولایت کے متعلق سوال کرنا ہے۔"

وان الذین لا یومنون بالاخرة عن الصراط لناکبون کی تفسیر

۱۔ حموینی اپنی سند میں اصبغ بن نباتہ سے آپ علی کرم اللہ وجہہ سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "صراط ہم اہل بیت کی ولایت ہے"۔

۲۔ (بحذف اسناد) امیرالمومنین علی علیہم السلام سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ ہم اہل بیت کی ولایت (صراط) سے گرجائیں گے"۔

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ وہ امام (صراط) سے بچھڑ جائیں گے۔

انک لتدعوھم الی صراط مستقیم کی تفسیر

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ صراط مستقیم سے امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت مراد ہے"۔

باب ۳۸

یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی تفسیر

۱۔ اہل تسنن میں تفسیر مجاہد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علیہ السلام کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ جب موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ میری قوم میں خلیفہ ہو اور ان کی اصلاح کرو"۔

۲۔ اہل تسنن میں صاحب ینابیع امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں اولی الامر اہل بیت علیہم السلام ہیں"۔

۳۔ حموینی اپنی سند میں سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام کو حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مسجد مدینہ میں دیکھا۔ مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ آپس میں بیٹھے اپنے فضائل بیان کر رہا تھا اور حضرت علی علیہ السلام بالکل خاموش تھے۔ ان لوگوں نے عرض کیا اے ابوالحسن آپ بھی کچھ بیان فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا اے گروہ قریش و انصار میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تمہیں یہ فضیلت کہاں سے اللہ

نے عطا کی ہے۔ یہ فضیلت تمہیں خود بخود حاصل ہو گئی ہے یا کسی غیر کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ انھوں نے عرض کیا، یہ فضیلت ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور حضرت محمد صلعم کی وجہ سے ہم پر احسان کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو نہیں مانتے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ میں اور میرے اہل بیت ایک نور کی شکل میں بارگاہ ایزدی کے سامنے رواں اور دواں تھے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس نور کو آدم کی صلب میں ودیعت کر دیا۔ آدم کو زمین پہ اتارا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو نوح علیہ السلام کی صلب میں رکھکر کشتی پر سوار کیا۔ پھر اس نور کو ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں ڈال کر آگ میں پھینکا۔ لگاتار اللہ تعالیٰ اسی نور کو اصلاب کریمہ سے ارحام مطہرہ کی طرف آباء اور امہات کے ذریعہ منتقل کرتا رہا۔ ان میں کوئی آدمی بھی غیر نکاح کی حالت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ منسلک نہیں تھا۔ سابقین (اصحاب) اور اہل بدر نے یک زبان ہو کر عرض کیا ہاں ہم نے اس حدیث کو سنا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سابق کو مسبوق پر فضیلت دی ہے۔ اس امت میں اسلام لانے میں مجھ سے کسی شخص نے سبقت نہیں کی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں (ٹھیک ہے) فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ جب آیت والسابقون السابقون اولئک المقربون نازل ہوئی تھی تو رسول اللہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے اس آیت کو انبیاء اور ان کے اوصیاء کے حق میں نازل کیا ہے۔ میں اللہ کے انبیاء اور رسولوں سے افضل ہوں اور علی میرے وصی ہیں۔ اور اوصیاء سے افضل ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب آیت یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون اور لم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ ولایت امر کے متعلق لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ وہ کون کون حضرات ہیں؟ اور ان لوگوں سے ولایت کی پوری پوری تشریح اس طرح کر دیں۔ جس طرح ان لوگوں کو نماز زکوٰۃ اور حج کی تفاصیل سے آگاہ کیا تھا۔ (اس حکم کے بعد رسول نے) مجھے غدیر خم کے مقام پر لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا۔ اے لوگو اللہ جل جلالہ نے میرے پاس ایک ایسا پیغام بھیجا ہے جس کے باعث میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے اور مجھے یہ خیال بھی دامنگیر ہے کہ لوگ اس بات پر میری تکذیب کریں گے لیکن کیا کروں میرے رب نے مجھے دھمکایا ہے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں۔ میں ان سے ان

کی جان سے بھی زیادہ بہتر ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا تھا ہاں اے اللہ کے رسول (یہ بات حق ہے) پھر رسول اللہ نے میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اے میرے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ حضرت سلمان فارسی نے کھڑے ہو کر عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول علی کی ولایت کا کیا مقصد ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا علی کی ولایت میری ولایت کی مانند ہے۔ جس کی جان سے میں افضل ہوں اسی کی جان سے علی افضل ہیں۔ اس دوران میں یہ آیت نازل ہوئی تھی (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔) رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ اللہ بہت بڑا ہے اس نے دین مکمل کر دیا ہے اور نعمت کو تمام کر دیا اور میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت پر راضی ہو گیا۔ حاضرین نے عرض کیا تھا۔ اے اللہ کے رسول یہ آیات خاص طور علی کے حق میں نازل ہوئے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا ہاں، علی کے اور قیامت تک ہونے والے میرے اوصیا کے حق میں نازل ہوئے۔ حاضرین نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان حضرات کو ہم سے بیان کر دیجئے فرمایا میرا بھائی، میرا وارث، میرا وصی، علی ہیں اور میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ پھر حسینؑ ہوگا پھر حسینؑ کے نو فرزند ہوں گے۔ قرآن ان حضرات کے ساتھ ہوگا اور وہ حضرات قرآن کے ساتھ ہوں گے۔ نہ قرآن ان سے جدا ہوگا اور نہ یہ قرآن سے جدا ہوں گے۔ آخر کار میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے بعض حضرات نے عرض کیا تھا کہ ہم نے اس بات کو سنا تھا اور اس کی گواہی دیتے ہیں۔ بعض نے کہا (اے علی) جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا بیشتر حصہ ہمیں یاد ہے لیکن کل واقعہ یاد نہیں ہے۔ ان حضرات جنہوں نے پورا واقعہ یاد رکھا ہے ہمارے بہترین اور بزرگ افراد ہیں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا کے نزول کے وقت مجھے فاطم اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو جمع کیا تھا۔ اور ہم پر (اپنی) چادر ڈال کر فرمایا تھا اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان کا گوشت میرا گوشت ہے۔ جو چیز ان کو تکلیف دے گی وہ مجھے تکلیف دے گی جو بات انہیں مجروح کرے گی وہ مجھے مجروح کرے گی۔ (اے اللہ) ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں کما حقہ پاک و پاکیزہ بنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول میں! فرمایا (اے ام سلمہ) تمہاری بازگشت بھلائی پر قائم ہوگی۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ام سلمہ نے یہ حدیث ہم سے بیان کی تھی۔ پھر حضرت نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کو نازل فرمایا تھا تو سلمان نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول! یہ آیت خاص ہے یا عام تو رسول اللہ نے فرمایا تھا جن کو حکم دیا گیا

ہے وہ عام مومنین ہیں لیکن صادقین خاص لوگ ہیں (ان میں) میرے بھائی اور آپ کے بعد میرے قیامت تک ہونے والے اوصیاء مراد ہیں۔ حاضرین نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر جب رسول اللہ نے مجھے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا تو میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ نے فرمایا تھا (اے علی) مدینہ کی حالت میری وجہ سے ٹھیک رہ سکتی ہے یا تمہاری وجہ سے اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب سورہ حج یا ایھا الذین امنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر الی اخر سورہ نازل ہوئی تھی تو سلمان نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں جن پر آپ گواہ ہیں اور وہ لوگ لوگوں پر گواہ ہیں۔ تو رسول اللہ نے فرمایا تھا، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اور ان پر دین کے معاملہ میں کوئی حرج مقرر نہیں کی۔ یہ لوگ حضرت ابراہیم کی ملت ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے تیرہ آدمیوں کو خاص طور سے مراد لیا ہے۔ سلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ آدمی ہم سے بیان فرمائیے۔ فرمایا ایک میں ہوں اور میرے بھائی علی ہیں۔ اور میرے گیارہ فرزند ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں۔ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ نے اپنے خطبہ میں کئی مقامات پر فرمایا اور اپنے آخری خطبہ میں بھی ارشاد فرمایا جس کے بعد آپ نے کوئی خطبہ نہیں فرمایا۔ اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرے میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں ان دونوں کا دامن پکڑو۔ ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ مجھے مہربان باریک بین خدا نے آگاہ کیا ہے اور مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ دونوں آپس میں ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ آخر کار میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔ تمام حاضرین نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات بیان فرمائی تھی[1]

۴۔ المناقب میں سند مذکور کے ساتھ حضرت سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؑ

---

[1] مذکورہ بالا تمام حدیث حضرت سلیم بن قیس ہلالی کی اپنی تالیف کردہ کتاب کتاب السقیفہ مطبوعہ مطبع حیدریہ نجف اشرف میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اور عجیب و غریب باتیں اس کتاب کی تالیف میں درج فرمائی ہیں۔ حضرت سلیم حضرت علی کے صحابی ہیں آپ کا انتقال سنہ ۹۰ھ میں ہوا۔ ۱۲

(محمد شریف بخش عفی عنہ)

علیہ السلام سے اس وقت فرماتے ہوئے سنا جب آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ (اے علی) مجھے وہ چھوٹی سی بات بتائیے جس کی وجہ سے بندہ مومن ہو جاتا ہے اور اس کی بات سے آگاہ کیجئے جس کی بدولت بندہ کافر ہو جاتا ہے۔ یا وہ مختصر سی چیز فرمائیے جس کی وجہ سے بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا تم نے سوال کیا ہے اب جواب کو غور سے سمجھو۔ مختصر سی چیز جس کی وجہ سے بندہ مومن بن جاتا ہے۔ وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی کما حقہ معرفت عطا نہیں کرتا اور جو دیتا ہے وہ اس کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کو پوری معرفت عطا نہیں کی لیکن پھر بھی وہ اس کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے۔ اور اس کو اپنے امام زمین پر اس کی حجت اور مخلوق پر اپنے گواہ کی معرفت اس کو کما حقہ عطا نہیں کرتا لیکن پھر بھی وہ اس کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین جو باتیں آپ نے بیان فرمائی ہیں ان تمام سے ناواقف ہو (تب فرمایا) ہاں! اگر اس کو حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے اور جب اسے منع کیا جائے تو وہ باز آ جائے۔ اور وہ کم درجہ جس کی وجہ سے بندہ کافر ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان نے کسی چیز کے متعلق محض خیال کیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے اور اسی کو دین کی ایک دین کی شکل دے دی اور اس پر کاربند ہو گیا اور اس نے یہی خیال کیا کہ وہ اس سے اللہ کی عبادت کرتا ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتا بلکہ شیطان کی عبادت کرتا ہے۔ اور وہ مختصر سی چیز جس کی وجہ سے بندہ گمراہ ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ شخص اللہ کی حجت اور اس کے بندوں کی گواہ کی معرفت نہیں رکھتا جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے اور جس کی ولایت کو بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین ان حضرات کی توصیف سے ہمیں آگاہ فرمائیے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور کہا یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے ذرا مجھے وضاحت سے بیان فرمائیے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر رسول اللہ نے کئی مقامات پر فرمایا ہے اور اپنے آخری خطبہ میں بھی جن کا ذکر کیا ہے۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اٹھا لیا تھا (فرمایا تھا) میں نے تم میں دو امر ایسے چھوڑا ہے اگر ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب خدا ہے دوسرا میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ بے حد مہربان باریک بین خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ آخر کار میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔ آپ نے دونوں تسبیح والی انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا یہ دونوں اس طرح ساتھ رہیں گے۔ آپ نے ایک تسبیح والی انگلی کو دوسری درمیان والی انگلی سے جمع کر کے فرمایا میں اس طرح کہتا ہوں۔ ان دونوں کا دامن پکڑو اور ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

۵۔ المناقب میں عیسیٰ بن سری کی سند سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت

میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیے جو یہ ثابت کر دے کہ اسلام کے ستون کون ہیں۔ اگر میں ان پر کاربند ہو جاؤں تو میرا عمل پاکیزہ ہو جائے۔ اور جس بات سے میں ناواقف ہوں اس کی ناواقفیت مجھے کوئی نقصان نہ دے سکے۔ امام نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس بات کا اقرار کرنا کہ آپ نے جو چیز پیش کی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ مال میں زکوٰۃ کا ہونا حق ہے اور اس بات کا اقرار کرنا کہ جس ولایت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ ولایت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من مات لم یعرف امامہ مات میتۃ جاھلیۃ جو شخص اپنے امام کو پہچانے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (میرے بعد تمہارے اولی الامر) علی صلوات اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے بعد امام حسنؑ۔ آپ کے بعد امام حسین۔ پھر آپ کے بعد علی بن حسین۔ پھر محمد بن علی ہیں۔ یہ امر (خلافت) اسی طرح جاری رہے گا۔ زمین صرف امام کے ذریعہ ہی اصلاح پذیر ہوتی ہے اور جو شخص اس حالت میں مر گیا اور وہ اپنے امام کو نہیں جانتا تھا تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ تم میں سے ہر شخص کے لئے امام کی معرفت رکھنا بے حد ضروری ہے۔ جب روح یہاں پہنچ جائے گی۔ امام نے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ تب انسان کہے گا (کاش) وہ اچھے امر پر قائم ہوتا۔"

۶۔ المناقب میں ابن مسکان سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان خفتم تنازعا فی الامر فارجعوہ الی اللہ والی الرسول والی اولی الامر منکم (اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحبان امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ اگر تمہیں کسی امر کے بگڑ جانے کا خوف لاحق ہو جائے تو اس کو اللہ رسول اور تم میں سے جو صاحبان امر ہیں ان کی طرف لے جاؤ) پھر امام نے فرمایا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ لوگ اللہ کی اطاعت کا حکم کس طرح دیتے ہیں (جب کہ) ان سے جھگڑا کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولو ردوہ الی اللہ والی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم اللہ تعالیٰ نے صاحبان امر کے پاس لوگوں کے تنازعہ فیہ مسئلہ کو لوٹا دیا ہے۔ یہ صاحبان امر وہ حضرات ہیں جن کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اختلافی مسئلہ کو ان کی طرف لے جانے کا حکم دیا ہے۔

باب ۳۹

وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ لعلہم یرجعون کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) امیرالمومنین علی علیہم السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت وجعلها کلمة باقية فی عقبه لعلهم يرجعون کو ہمارے حق میں نازل کیا ہے اور امامت کو امام حسین علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک کے لئے قرار دیا ہے۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ یتم نورہ کی تفسیر

۱۔ المناقب میں علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ امامت کو مکمل کرکے رہے گا اور یہ امامت ایک نور ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا الایۃ۔ امام نے فرمایا نور سے مراد امام ہے۔

ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین کی تفسیر!

۱۔ (بحذف اسناد) امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ ہم ان کے سینوں سے بغض کو نکال لیں گے۔ وہ لوگ بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے مقابل میں (بہشت کے) تختوں پر قیام فرما ہوں گے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

مرج البحرین یلتقین بینھما برزخ لا یبغیان کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام اور دیگر حضرات سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق روایت ہے کہ حضرت علی اور جناب فاطمہ دو گہرے سمندر ہیں جو ایک دوسرے سے بغاوت نہیں کرتے۔ ان دونوں کے درمیان برزخ (واسطہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں اور وہ موتی اور مونگے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہیں

۲۔ المناقب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری نے کہا کہ یہ آیت مرج البحرین

یلتقین بینھما برزخ لا یبغیان یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ دو سمندر جاری ہیں۔ تو آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ان کے درمیان ایک پردہ ہے۔ یہ ایک دوسرے پر بغاوت نہیں کرتے اور ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم، علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور حسین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ان حضرات کو مومن دوست رکھے گا۔ اور کافر ان سے بغض رکھے گا۔ ان کو دوست رکھ کر مومن بن جاؤ اور ان سے بغض رکھ کر کافر نہ بن جاؤ جس کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ۔"

ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا کی تفسیر

۱۔ ثعلبی اپنی سند میں ابن مالک آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ نیکی حاصل کرنے سے مراد ہماری مودت حاصل کرنا ہے۔

۲۔ (بحذف سند) حسن بن علی علیہما السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا نیکی حاصل کرنے سے مراد ہماری مودت حاصل کرنا ہے۔ اس بات کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا کی تفسیر

۱۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت خمسہ اہل عبا کی شان میں نازل ہوئی ہے کہا پانی سے مراد نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمام مخلوق کی خلقت سے پہلے موجود تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو آدم علیہ السلام کی صلب میں ودیعت کیا۔ اللہ تعالیٰ لگاتار اس نور کو ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جب یہ نور صلب جناب عبدالمطلب میں وارد ہوا تو اس کے دو جزو کئے گئے۔ ایک جزو عبداللہ کی صلب میں منتقل ہوا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ دوسرا جزو صلب ابوطالب میں منتقل ہوا۔ جس سے حضرت علی پیدا ہوئے۔ پھر انہوں نے نکاح کا رشتہ جوڑا علی کی شادی فاطمہ سے کر دی جس سے حسن اور حسین پیدا ہوئے۔"

۲۔ ابن مسعود، جابر، براء، انس اور جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ یہ آیت خمسہ اہل عبا کے حق میں نازل ہوئی ہے۔"

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کی تفسیر

(اللہ کی رسی کو تمام کے تمام مضبوطی سے پکڑو)

۱۔ (بحذف سند) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی وہ رسی ہیں جس

کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ تم سب کے تمام اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔"

۲۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی دوران میں ایک دیہاتی رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ ہم نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ اللہ کی رسی کو پکڑو۔ وہ اللہ کی رسی کیا چیز ہے جس کو ہم پکڑیں۔ رسول اللہ صلعم نے اپنا ہاتھ علی کے ہاتھ پر مار کر فرمایا۔ اس شخص کے دامن کو پکڑو یہ اللہ کی مضبوط رسی ہیں۔"

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کی تفسیر

(اگر تمہیں علم نہیں ہے تو صاحبان ذکر سے دریافت کرو)

۱۔ ثعلبی نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا۔ اہل ذکر ہم لوگ ہیں؛

۲۔ عیون الاخبار میں امام علی رضا ابن موسیٰ کاظم علیہما السلام سے روایت ہے کہ امت کو چاہیئے کہ اپنے امور دین دریافت کرتے رہیں کیونکہ ہم صاحبان ذکر ہیں۔ رسول اللہ صلعم اور ہم لوگ اللہ کی اس ایت کی رو سے ذکر والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ طلاق میں فرمایا ہے فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین امنوا قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلو علیکم ایات اللہ مبینات۔ اے وہ صاحبان عقل جو ایمان لے آئے ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا جو رسول ہیں۔ وہ تم پر اللہ کی واضح آیات تلاوت کرتا ہے۔

۳۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، ذکر کے دو معانی ہیں۔ ایک قرآن، دوسرے محمد صلعم اور ہم لوگ ذکر والے ہیں۔ ذکر دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ذکر کے معنی قرآن جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کی اس آیت میں واقع ہوا ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم اور ہم نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا تاکہ تم لوگوں سے وہ چیزیں بیان کر دیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔ اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون یہ (قرآن) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے ذکر ہے اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا۔ اور ذکر وہ معانی جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مستعمل ہوتے ہیں۔ وہ ایت سورہ اخلاق میں موجود ہے۔ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب سے لے کر آخر تک۔"

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کی تفسیر

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو)

۱۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت میں سچے لوگوں سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیتؑ ہیں۔

۲۔ (بحذف اسناد) امام محمد باقر اور امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ سچے لوگ آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔"

وآت ذا القربیٰ حقہ کی تفسیر

(اے محمد اپنے قرابتداروں کو ان کا حق دے دو)

۱۔ ثعلبی اپنی تفسیر میں علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک شامی آدمی سے فرمایا۔ میں (رسول اللہ کا) قرابتدار ہوں جس کے حق ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے (محمد کو) حکم دیا ہے

۲۔ مجمع الفوائد میں ابو سعید کا بیان ہے کہ جب آیت وآت ذا القربیٰ حقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلا کر آپ کو فدک کا علاقہ عطا کر دیا تھا۔"

۳۔ عیون الاخبار میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب وآت ذا القربیٰ حقہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بلا کر فرمایا یہ فدک کا علاقہ تمہارا ہے اور میں نے اس کو تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے۔"

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کی تفسیر

(اے رسول وہ چیز پہنچا دے جو تم پر تمہارے رب کی جانب سے نازل ہوئی ہے)

۱۔ ثعلبی نے ابو صالح سے وہ ابن عباس اور امام محمد باقر علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں حضرات کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔"

۲۔ (بحذف سند) ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ غدیر خم کے موقع پر یہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی تھی۔"

وتعیھا اذن واعیہ ـــــ کی تفسیر

۱۔ (بحذف سند) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ لگا لیا

اور فرمایا کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا کہ میں تمہیں اپنے نزدیک کر دوں اور تمہیں دور نہ رکھوں اور تمہیں تعلیم دوں جس کو تمہارا کان سنتا جاتے اور محفوظ رکھتا جائے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔"

۲۔ (بحذف سند) بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو علی سے فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا کہ میں تمہیں نزدیک کروں اور تجھے دور نہ کروں اور تمہیں تعلیم دوں جس کو تمہارا کان سنتا جائے اور یاد رکھتا جائے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۔ (بحذف سند) ابن عباس رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ وہ اس بات کو علی کے کان میں گزار دے۔ حضرت علی نے فرمایا میں نے جو بات رسول اللہ سے سنی اس کو محفوظ رکھا اور یاد کیا اور میں کبھی اس کو نہیں بھولا۔

۴۔ المناقب میں یحییٰ بن سالم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فرمایا اے علی اس سے تمہارا کان مراد ہے۔"

۵۔ (بحذف سند) حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرا کان یاد رکھنے والا کان ہے۔"

۶۔ شرح المواقف میں اللہ تعالیٰ کے اس قول تعیھا اذن واعیۃ کے متعلق تحریر کیا ہے واعیۃ کے معانی یاد رکھنے والا ہے۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی ہیں۔ اور حضرت علی کا اپنا قول بھی ہے۔" اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں تورات والوں کو تورات سے انجیل والوں کو انجیل اور قرآن والوں کو قرآن سے ان کی کتابوں سے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ آپ کا یہ بھی قول ہے کہ جو آیت جنگل، میدان، پہاڑ، رات اور دن جس وقت بھی نازل ہوئی ہے میں اس کے متعلق جانتا ہوں کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کس چیز میں نازل ہوئی۔

۷۔ المناقب میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی کوفہ میں تشریف لائے تو آپ چالیس دن تک صبح کی نماز میں سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ کی تلاوت فرماتے رہے۔ کسی شخص نے آپ کی اس بات پر اعتراض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ میں قرآن کی ناسخ، منسوخ، محکم اور متشابہ آیات کو جانتا ہوں اور کوئی ایسا حرف نازل نہیں ہوا مگر میں اس کی حقیقت کو جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوا ہوں کس دن نازل ہوا اور کس مقام پر نازل ہوا۔ کیا تم اس آیت کو نہیں پڑھتے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ۔ یہ بات پہلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفہ میں موجود ہے۔ اللہ کی قسم یہ صحیفے میرے پاس موجود ہیں۔ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلعم سے اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ سے بطور وراثت کے حاصل کئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ

بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی وتعیھا اذن واعیۃ" اگر ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو آپ ہمیں وحی سے آگاہ فرماتے تھے۔ میں اس بات کو محفوظ رکھتا تھا اور لوگ اس کو فوت کر جاتے تھے۔ جب ہم لوگ (رسول اللہ کے ہاں سے) باہر نکلتے تھے تو یہ لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ نے ابھی کیا کہا تھا۔"

ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ کی تفسیر

(اللہ نے اپنی مہربانی سے جو کچھ ان لوگوں کو دیا ہے کیا لوگ اس بات کا ان پر حسد کرتے ہیں)

۱۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت نبیؐ اور علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔"

۲۔ (بحذف سند) امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہم وہ لوگ ہیں جن پر حسد کیا گیا ہے۔"

باب ۴۰

حضرت علی شبیہ انبیا علیہم السلام ہیں!

آپ کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں جو شمار سے باہر ہیں

۱۔ (بحذف اسناد) ابو الحمراء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی عزمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی موسیٰ فی ھیبتہ والی عیسیٰ فی زھدہ فلینظر الی علی بن ابی طالب" جو شخص حضرت آدم کا علم، حضرت نوح کا عزم، حضرت ابراہیم کا صبر، حضرت موسیٰ کی ہیبت اور حضرت عیسیٰ کا زہد دیکھنا چاہتا ہے اس کو حضرت علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیئے۔"

۲۔ موفق بن احمد نے محمد بن منصور سے روایت کی ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی بن ابی طالب کے اسقدر فضائل موجود ہیں کہ صحابہ میں سے کسی کے بھی اس قدر فضائل بیان نہیں ہوئے۔ امام احمد نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ سبحان اللہ علی بن ابی طالب کے فضائل اور مناقب اس قدر کثرت سے موجود ہیں میرا اپنا خیال ہے کہ ان فضائل اور مناقب کی تعداد تین ہزار ہے۔ ابن عباس نے کہا تم اس کیوں نہیں کہتے ہو کہ یہ فضائل تیس ہزار کے قریب ہیں۔"

۳۔ منصور دوانقی نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کہا اے سلیمان مجھے اس بات سے آگاہ کیجئے کہ علی بن ابیطالب کے فضائل میں کتنی احادیث بیان ہوئی ہیں۔ منصور نے کہا تم پر افسوس ہے تم نے کتنی احادیث یاد کی ہیں، میں نے عرض کیا دس ہزار حدیث یا ایک ہزار حدیث جب میں نے کہا ایک ہزار احادیث تو منصور نے ان احادیث کو کم تصور کیا اور کہا اے سلیمان تمہارے لئے ہلاکت ہو تم نے پہلے بیان کیا تھا (علی کے حق میں) دس ہزار احادیث بیان ہوئی ہیں۔"

۴۔ (حذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو ان الاشجار اقلام والبحر مداد والجن حساب والانس کتاب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب اگر تمام درخت، قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے جنات حساب کرنے بیٹھ جائیں اور تمام انسان لکھنے لگ جائیں تو تب بھی علی کے فضائل کا شمار نہیں کر سکتے۔"

۵۔ (حذف سند) امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ صلعم نے فرمایا کہ اصحاب کا ایک گروہ (یہ کہتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی کے اس قدر فضائل مقرر کئے ہیں۔ جن کی کثرت شمار میں نہیں آ سکتی۔ اگر کوئی شخص علی کی فضیلت کا اقرار کرتے ہوئے اس کو بیان کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ اور آئندہ تمام گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص علی کے فضائل میں سے ایک فضیلت لکھ دے گا جب تک اس کتاب کا نشان رہے گا فرشتے اس کے حق میں استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص علی کے فضائل میں سے ایک فضیلت کو سن لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ بخش دے گا جو اس نے سننے کی وجہ سے حاصل کئے ہیں۔ جس شخص نے علی کی کتاب فضائل کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ بخش دے گا جو اس نے دیکھنے کی وجہ سے ارتکاب کیا ہے۔ پھر فرمایا علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ علی کا ذکر عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کا ایمان قبول نہیں کرتا جب تک وہ علی سے تولا نہ کرے اور آپ کے دشمنوں پر تبرا نہ کرے۔"

۶۔ المناقب میں سماک بن حرب سے روایت ہے وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے عرض کیا کہ لوگ علی کے بارے میں اختلاف کیوں کرتے ہیں۔ کہا اے جبیر کے بیٹے تم نے مجھ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا ہے۔ علی کے لئے ایک رات میں تین ہزار فضائل ہیں یہ چاہ بدر کی قربت کی رات تھی۔ کی جانب سے تین ہزار فرشتوں نے آپ پر سلام کیا تھا۔ تم مجھ سے رسول اللہ کے وصی آپ کے حوض اور محشر میں آپ کے علم کے اٹھانے والے کے متعلق دریافت کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عبداللہ بن عباس کی جان ہے۔ اگر تمام دنیا کے سمندر سیاہی میں منتقل ہو جائیں۔ اور تمام دنیا کے

قلموں کی صورت میں تبدیل ہو جائیں اور دنیا کی تمام رہائش پذیر مخلوقات لکھنے بیٹھ جائے اور وہ علی بن ابیطالب کے مناقب اور فضائل لکھنا شروع کر دیں تو وہ علی کے فضائل اور مناقب کا احاطہ نہ کر سکیں گے۔

۷۔ جمع الفوائد میں مذکور ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں چاہ بدر پر پانی نکال رہا تھا۔ ایک دفعہ سخت ہوا کا جھکڑ آیا۔ پھر سخت ہوا کا جھکڑ آیا اور پھر سخت ہوا کا جھکڑ چلا۔ پہلی ہوا کے جھکڑ کے ساتھ میکائیل، دوسری کے ساتھ اسرافیل اور تیسری کے ساتھ جبرائیل تشریف لائے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک ہزار فرشتہ تھا اور انہوں نے آکر مجھے سلام کیا۔" بحوالہ احمد اور موصلی۔

۸۔ مسند امام احمد بن حنبل میں روایت مذکور ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ بدر کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو پانی سے کون سیراب کرے گا۔ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ آپ نے مشک کو اٹھایا اور لے کر کنواں کے پاس تشریف لائے۔ کنواں بہت ہی گہرا اور تاریک تھا۔ حضرت علی کنواں کے اندر اتر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کی طرف وحی کی کہ محمد اور اس کے گروہ کی مدد کرو۔ یہ فرشتے آسمان سے نیچے اترے۔ جب کنوئیں کے محاذ میں آئے تو حضرت علی پر اپنے رب کی جانب سے سلام کیا۔"

اسی بارے میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔ ؎

اعنی الذی سلم علیہ جبرائیل، فی لیلۃ بدر ومیکائیل واسرافیل

میری مراد اس ذات سے ہے جس پر بدر کی رات جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل نے سلام کیا۔"

۹۔ (بحذف اسناد) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت علی نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو میری مانند ہو سکے۔ جس نے ایک لمحہ میں چاہ بدر کی رات کے موقع پر جبکہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پانی لایا تھا۔ تین ہزار فرشتوں نے سلام کیا۔ جن میں جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل موجود تھے۔" ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اسی روایت کو ابن سعود نے بھی نقل کیا ہے۔

۱۰۔ المناقب میں ابوطفیل سے روایت ہے۔ آپ نے کہا کہ بعض صحابہ نے کہا ہے کہ حضرت علی کے اتنے فضائل ہیں۔ اگر انہیں ایک ایک لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے تو لوگوں کو کافی حد تک بھلائی پہنچ جائے گی۔"

۱۱۔ کتاب اصابہ میں عبداللہ بن سلام کے غلام خالد سے روایت ہے کہ جنگ حدیبیہ کے موقع پر جب رسول اللہ جحفہ کے مقام پر تشریف فرما ہوتے تو آپ نے پانی نہ پاکر سعد بن ابی وقاص کو پانی کی تلاش میں روانہ فرمایا۔ سعد پانی لئے بغیر واپس آپ کی خدمت میں (پانی نہ ملنے پر) معذرت خواہ ہوا۔ پھر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو روانہ فرمایا۔ آپ اس وقت تک واپس نہ آئے جب تک پانی کی مشک کو بھر کر لائے۔

باب ۴۱

حضرت علی کا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر

۱۔ (بحذف اسناد) ابو ایوب انصاری وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ صلعم نے فرمایا علی کا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر۔"

۲۔ ابن مغازلی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تمہارا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق اپنے فرزند پر۔

۳۔ المناقب میں علی بن حسین، اپنے باپ سے۔ آپ آپ کے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت تم پر فرض قرار دی ہے اور تمہیں میری نافرمانی سے منع کیا ہے اور میرے بعد تم پر علی کی اطاعت فرض مقرر کی ہے۔ تمہیں علی کی نافرمانی سے منع کیا ہے۔ علی میرے وصی اور میرے وارث ہیں۔ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ علی کی محبت، ایمان ہے۔ علی سے بغض رکھنا کفر ہے۔ علی کا دوست میرا دوست، علی سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔ علی اس کے سردار ہیں جس کا میں سردار ہوں۔ میں ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا سردار ہوں۔ میں اور علی دونوں اس اُمت کے باپ ہیں۔"

۴۔ المناقب میں اعمش امام جعفر صادق آپ اپنے آباء کرام کے واسطہ سے امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے علی) تم میرے بھائی، میرے وارث اور میرے وصی ہو۔ تمہارا محب میرا محب (تم سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔ اے علی میں اور تم دونوں (اس) امت کے باپ ہیں۔ اے علی میں اور تم اور وہ آئمہ جو تمہارے فرزند ہیں اس دنیا میں لوگوں کے سردار ہیں آخرت میں (لوگوں کے) بادشاہ ہیں جس نے ہم لوگوں کو پہچانا اس نے اللہ کو پہچانا۔ جس نے ہمارا انکار کیا اس نے اللہ کا انکار کیا۔

۵۔ مناوی نے اپنی کتاب کنوز الدقائق میں تحریر کیا ہے کہ علی کا حق اس اُمت پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق اپنے فرزند پر قائم ہوتا ہے۔"

۶۔ المناقب میں سعید بن عفتیا سید الشہداء حسین بن علی علیہما السلام سے آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ میں نبوت کے لئے منتخب کیا گیا

ہوں اور تم امامت کے لئے چنے گئے ہو۔ میں اور تم دونوں اس اُمت کے باپ ہیں۔ تم میرے وصی میرے وارث اور میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ تیری پیروی میری پیروی ہے۔ تیرے دوست میرے دوست، تیرے دشمن میرے دشمن ہیں۔ تم حوض پر اور مقام محمود پر میرے ساتھی ہو۔ جس طرح تم میرا جھنڈا دنیا میں اُٹھاتے تھے۔ اسی طرح میرا جھنڈا قیامت کے روز اُٹھاؤ گے۔ جس نے تمہیں دوست رکھا وہ نیک بخت ہوگیا اور جس نے تمہیں دشمن رکھا وہ بدبخت ہوگیا۔ فرشتے تیری محبت اور ولایت سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ آسمان میں تم سے محبت رکھنے والے زمین کی نسبت زیادہ ہیں۔ اے علی! تم میرے بعد لوگوں پر اللہ کی حجت ہو۔ تیری بات میری بات، تیرا حکم میرا حکم، تیری نہی میری نہی، تیری طاعت میری طاعت، تیری نافرمانی میری نافرمانی، تیرا گروہ میرا گروہ اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون جس شخص نے اللہ اس کے رسول اور ان لوگوں کو دوست رکھا جو ایمان لائے (یہ لوگ) اللہ کا گروہ ہیں اور یہی لوگ غالب ہیں۔

باب ۴۲

صدیق تین ہیں۔ علی کرم اللہ وجہٗ ان ستر ہزار انسانوں کے امام ہیں جو بہشت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔

اس حدیث کا بیان اے علی جو تمہیں دوست رکھیگا اللہ اس کا خاتمہ امن اور ایمان کے ساتھ کرے گا۔ اس بات کا بیان کہ علی کی حب نیکی (آپ سے بغض رکھنا برائی۔ اللہ نے آپ سے حب رکھنے کا حکم دیا۔
مومن کے صحیفہ کا عنوان علی کی حب ہے۔ اگر لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ علی کی شان قل ھو اللہ احد کی مانند ہے۔ علی کے حق میں تین سو آیات سے زیادہ نازل ہوئی ہیں۔ اہل بیت کے حق میں چوتھا حصہ قرآن کا نازل ہوا ہے۔ حدیث اشتیاق جنت

۱۔ (بحذف اسناد) ابو لیلی اور ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین شخص ہیں:۔

میری قوم رسولوں کی تابعداری کرو

۱۔ حبیب نجار: یہ وہ مومن ہیں جنہوں نے کہا تھا "اے میری قوم رسولوں کی تابعداری کرو"

۲۔ حزقیل مومن آل فرعون جس نے کہا تھا کہ تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔"

۳۔ علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ ان سے افضل ہیں۔"

۴۔ ابن مغازلی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ید خل امتی مسلیون الفا لا حساب علیہم ثم التفت الی علی فقال ھم الذین جاھدوا ... "میری امت کے ستر ہزار انسان (بہشت میں) داخل ہوں گے۔ جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائیگا۔ رسول اللہ علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد کیا۔ اور ان کے امام (علی) ہیں۔"

۳۔ مسند احمد میں ابو منیرہ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے تلاش کیا۔ ایک ... دامن میں مجھے سویا ہوا پاکر اپنے پاؤں مبارک سے مجھے بیدار کیا۔ فرمایا اٹھو! خدا کی قسم میں اس بات پر ... راضی ہوں۔ تم میرے بھائی ہو اور میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ تم میری سنت پر جہاد کروگے۔ جو شخص ... عہد پر مر گیا وہ اللہ کی امان میں ہے (اے علی) جو شخص تیرے عہد پر فوت ہو گیا وہ اپنا فرض پورا کر گیا۔ ... موت کے بعد جو شخص تیری محبت پر مرگیا، خواہ سورج طلوع کرے یا غروب اللہ تعالیٰ اس کے لئے امن اور ایمان کی مہر لگادے گا۔"

۴۔ کتاب اصابہ میں یحییٰ بن عبدالرحمن انصاری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ... شخص نے علی کو اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد دوست رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لئے امن اور ایمان کو لکھ دیا ہے۔"

۵۔ ربیعہ بن اسناد عمار کا بیان ہے میں نے ابوذر جندب بن جنادہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرماتے ہوئے دیکھا۔ "اے علی تم میرے بھائی ہو، تم میرے صفی ہو۔ تم میرے ... وزیر اور میرے امین ہو۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے ... تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ جو شخص تمہیں دوست رکھتے ہوئے انتقال کرے گا اللہ تعالیٰ اس ... امن اور ایمان کی مہر لگادیتا ہے۔" اور جو شخص اس حالت میں فوت ہو گیا کہ وہ تم سے بغض رکھتا تھا اس ... اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔"

۶۔ موفق بن احمد خوارزمی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان نہیں دیتی اور علی سے بغض رکھنا برائی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔"

۔ موفق ابوذر سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے محمد اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم علی کو دوست رکھو اور اس کو بھی دوست رکھو جو علی سے دوستی رکھے۔"

۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور موفق خوارزمی نے ابن بریدہ سے روایت کی ہے۔ آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے کہا گیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا علی ان میں سے ایک ہیں۔ آپ نے تین بار ایسا فرمایا۔ ابوذر، سلمان اور مقداد بن اسود کندی ہیں۔"

۔ ابن مغازلی امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے ہوئے سنا۔ "قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ مومن کے صحیفہ کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔"

۔ موفق خوارزمی نے طاؤس سے روایت کی ہے۔ آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ تمام کے تمام علی بن ابی طالب کی محبت پر اکٹھے ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ کرتا۔"

۔ موفق ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اے علی! تمہاری مثال لوگوں میں ایسی ہے جیسے قرآن میں سورہ قل ہو اللہ احد کی ہے۔ جس نے سورہ قل ہو اللہ احد کو ایک مرتبہ پڑھا گویا کہ اس نے قرآن کا تیسرا حصہ پڑھ لیا۔ جس نے قل اللہ احد کو دو مرتبہ پڑھا ایسا ہے جیسا کہ اس نے قرآن کے دو حصے پڑھ لیے۔ جس نے سورہ قل ہو اللہ کو تین مرتبہ پڑھا گویا کہ اس نے تمام قرآن پڑھ لیا۔ اے ... اسی طرح تم ہو۔ جس شخص نے تمہیں دل کے ساتھ دوست رکھا اس نے تیسرا حصہ ایمان کا حاصل کر لیا جس شخص نے ... دل اور زبان کے ساتھ دوست رکھا اس نے ایمان کے دو حصے کر لیے۔ جس شخص نے تمہیں دل زبان ... ہاتھ کے ساتھ دوست رکھا اس نے تمام ایمان کو جمع کر لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ ... کر بھیجا۔ اگر تمہیں تمام زمین کے رہنے والے اس طرح دوست رکھتے جس طرح تمام آسمان والے تمہیں ... رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی ایک کو آگ کا عذاب نہ دیتا۔"

۔ ... نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی کی مثال اس امت میں سورہ قل

ہو اللہ احد کی طرح ہے۔"

۱۳۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ جو بھی آیت یاایہا الذین آمنوا کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے علی اس آیت کے رئیس اور امیر ہیں۔"

۱۴۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آیت بھی یاایہا الذین امنوا کی صورت میں نازل کی ہے۔ علی اس آیت کے امیر اور شریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلعم کی کئی مقامات پر سرزنش کی ہے۔ لیکن علی کا ذکر بھلائی کے ساتھ کیا ہے۔"

۱۵۔ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ علی کی مدح میں تین سو سے زیادہ آیات نازل ہوئے ہیں۔"

۱۶ دیوان شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا (وہ) دین میں ہوں۔ مومنین کو اس کے قبول کرنے میں کوئی شک نہیں (میں دین کی) وحی ہوں۔ (میں) وحی کے آیات ہوں۔"

۱۷۔ غرر الحکم میں تحریر ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) لا الہ الا اللہ کے کچھ شروط ہیں۔ میں اور میری اولاد ان شروط کی ایک شرط ہیں۔"

۱۸۔ المناقب میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن چار حصوں میں نازل ہوا۔ ایک چوتھائی ہمارے حق میں ہے۔ ایک چوتھائی ہمارے دشمن کے بارے میں ہے۔ ایک چوتھائی سنن اور امثال میں۔ ایک چوتھائی فرائض اور احکام میں۔ قرآن کی اچھی آیتیں ہمارے لیے ہیں۔"

۱۹۔ مشکوٰۃ میں حسن بصری انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جنت تین آدمیوں، علی، عمار، سلمانؓ کی مشتاق ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

باب ۴۳

ان احادیث کے بارے میں کہ علی کی حب میں سعادت ہے۔ حدیث قضیب احمر، حدیث لن یخرجوکم اور حدیث باغی گروہ

۱۔ (بحذف سند) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ وہ قضیب احمر کو پکڑے یہ وہ درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دائیں جانب جنت عدن میں لگایا ہے تو اسے چاہیے وہ علی بن ابی طالب کی محبت میں متمسک ہو جائے۔"

۲۔ (بحذف سند) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "جس شخص کو اس بات میں خوشی محسوس ہو

کہ اس کی زندگی میری زندگی اور اس کی موت میری موت کی مانند ہو۔ اور اس کی سکونت عدن (جنت) کے باغوں میں ہو۔ جن میں میرے رب نے درخت قضیب کو لگایا ہے تو ایسے شخص کو چاہیے وہ علی اور علی کے دوست کو دوست رکھے۔ علی کے بعد ان آئمہ کی پیروی کرے جو علی کے فرزند ہیں۔ کیونکہ یہ آئمہ میری اولاد ہیں یہ میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ انہیں فہم اور علم عطا کیا گیا ہے۔ میری امت کے ان لوگوں کے لیے جو ان کی فضیلت کو جھٹلائیں گے اور ان کے معاملہ میں میرا خیال نہ کریں گے، ہلاکت ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت نصیب نہ کرے گا۔"

۳۔ کتاب الاصابہ میں زیاد بن مطرب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کی یہ آرزو ہو اس کی زندگی میری زندگی پر اور اس کی موت میری موت پر قائم ہو تو اسے چاہیے کہ وہ علی سے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد سے محبت کرے گا۔"

۴۔ (بحذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صبح سویرے جبرائیل نے خوش خوش نازل ہو کر کہا (اے محمد میرے اور تمہارے بھائی، تیرے وصی اور تیری امت کے امام علی بن ابی طالب کو جو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا کی ہے، اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں۔ کل رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں، فرشتوں اور عرش اٹھانے والے فرشتوں سے فخر کر رہا تھا اور کہا اے میرے فرشتو! زمین پر میری حجت کو دیکھو! کہ میری عظمت کی خاطر کس طرح اپنے رخسار کو خاک آلود کیا ہے۔ میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ علی میری مخلوق کے امام اور تمام کائنات کے سردار ہیں۔

۵۔ ابن مغازلی امام جعفر صادق سے آپ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے وہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔" اے علی اگر میری امت کے اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دئے جائیں اور تیرا صرف احد کے دن کا عمل ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو تیرا عمل بھاری ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے احد کے دن تیرے ذریعہ مقرب فرشتوں سے فخر کیا تھا۔ سات آسمانوں کے پردے ہٹا دئے گئے تھے۔ جنت اور ساکنین جنت نے تمہاری طرف دیکھا تھا۔ رب العالمین تیری بزرگی کی وجہ سے خوش ہوا تھا۔

۶۔ (بحذف اسناد) جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے باپ رسول اللہ صلعم عرفہ کی رات تشریف لے گئے تھے اور ہم لوگوں سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فخر کیا ہے۔ تم لوگوں کو عام طور اور علی کو خاص طور بخش دیا ہے۔ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ نیک بخت وہ ہے۔ پورا نیک بخت وہ ہے اور

کیا حقیقی نیک بخت وہ ہے جس نے علی کو علی کی زندگی میں اور علی کو اس کی موت کے بعد دوست رکھا۔"

۷۔ حموینی اور موفق بن احمد نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ میری زندگی بسر کرے اور میری طرح موت مرے اور جنت خلد میں رہے جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا ہے جس میں قضیب (نامی درخت) بویا گیا ہے تو اسے چاہیئے کہ علی سے تولا کرے علی ہرگز ہرگز تمہیں ہدایت سے باہر نہیں نکالیں گے اور ہرگز ہرگز تمہیں ہلاکت میں نہیں ڈالیں گے۔"

۸۔ (بحذف اسناد) امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت کی طرح موت مرے اور اس جنت میں داخل ہو۔ جس کا وعدہ مجھ سے میرے رب نے کیا ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ علی سے اور آپ کی پاکیزہ اولاد سے جو آپ کے بعد ہدایت کے امام اور تاریکی کے چراغ ہیں، سے محبت کرے۔ یہ حضرات تمہیں ہدایت کے دروازے سے نکال کر گمراہی کے دروازے پہ ہرگز ہرگز نہیں لے جائیں گے۔

۹۔ (بحذف اسناد) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ وہ میری طرح زندگی بسر کرے اور میری طرح موت سے ہمکنار ہو اور سرخ یاقوتی قضیب کو پکڑے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے تو اسے چاہیئے وہ علی بن ابی طالب کی ولایت سے متمسک ہو جائے۔

۱۰۔ (بحذف اسناد) امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے اپنے نانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یہ بات پسند کرتا ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت کی طرح موت مرے اور جنت عدن میں داخل ہو جس کا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا اور جس میں قضیب (نامی درخت) اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے تو ایسے شخص کو چاہیئے وہ علی کی ذات سے تولا کرے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد سے تولا کرے جو پاک و پاکیزہ ہیں۔ ہدایت کے امام ہیں۔ تاریکی کے چراغ ہیں۔ یہ حضرات تم لوگوں کو ہدایت کے دروازے سے نکال ہلاکت کے دروازے پر نہیں لے جائیں گے۔"

۱۱۔ (بحذف اسناد) علقمہ اور اسود کا بیان ہے کہ ہم ابوایوب انصاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا اے ابوایوب نبی کریم صلعم کی وجہ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی اور فضیلت کی دولت سے مالا مال کیا ہے ہمیں اپنے اس خروج کی وجہ بتایئے۔ آپ نے حضرت علی کے ساتھ مل کر لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں سے جنگ کی تھی؟" ابوایوب نے کہا میں تم دونوں سے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میرے ساتھ اس گھر میں

رسول اللہ موجود تھے۔ جس گھر میں تم دونوں میرے ساتھ تشریف رکھتے ہو۔ حضرت علی رسول اللہ کی دائیں جانب میں بائیں جانب اور انس رسول اللہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ گھر میں ہمارے سوا اور کوئی موجود نہیں تھا اسی دوران میں دق الباب ہوا۔ رسول اللہ نے انس سے فرمایا عمار کے لئے دروازہ کھول دو۔ عمار نے داخل ہو کر رسول اللہ پر سلام عرض کیا۔ رسول اللہ صلعم نے آپ کو سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ فرمایا اے عمار! عنقریب میرے بعد میری امت میں ناگفتہ بہ امور صادر ہوں گے۔ آخر کار ان امور کی وجہ سے لوگوں میں تلوار چلے گی۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ ایک دوسرے سے بیزاری کریں گے (لامحالہ) جب تم ان باتوں کو دیکھو تو میری دائیں طرف بیٹھنے والے اصلع یعنی علی کا ساتھ دینا۔ تمام لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں گے۔ صرف علیؑ اکیلے (اکیلی) وادی میں چل رہے ہوں گے۔ اے عمار لوگوں کو چھوڑ دینا اور علی کی وادی میں چل پڑنا اور علی تمہیں ہدایت سے الگ نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی تمہیں ہلاکت میں داخل کرے گا اے عمار! علی کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت اللہ جل شانہ کی اطاعت ہے۔"

۱۲۔ جمع الفوائد میں تحریر ہے کہ ابو عبس نے حذیفہ سے کہا کہ امیر المومنین عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اب آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ حذیفہ نے کہا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم عمار کے طریقے کو لازم پکڑ لو۔ انہوں نے کہا عمار علی کو نہیں چھوڑیں گے۔ حذیفہ نے کہا حسد حسد کو ہلاک کرتا ہے۔ علی سے عمار کا قرب تمہیں عمار سے نفرت دلائے گا۔ خدا کی قسم علی عمار سے افضل ہیں۔ مٹی اور بادل میں بہت بڑا فرق ہے۔ عمار نیکوکار لوگوں میں سے ہیں۔"

(بحوالہ کبیر)

۱۳۔ ابوسعید رسول اللہ صلعم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عمار کے معاملہ میں افسوس کا مقام ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ ان لوگوں کو جنت کی طرف دعوت دیں گے اور وہ لوگ عمار کو جہنم کی طرف بلائیں گے۔" (بحوالہ بخاری)

۱۴۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عمار سے فرمایا۔ "تمہیں بشارت ہو (اے عمار) تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ (بحوالہ ترمذی)

رزینا نے یہ عبارت زیادہ تحریر کی ہے کہ صفین کی لڑائی کے روز (عمار) کو پیاس لگ گئی تھی۔ آپ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں دودھ تھا۔ جب عمار نے پیالہ دیکھا تو اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے آگاہ فرمایا تھا۔ کہ اس دنیا میں میرا آخری رزق دودھ ہو گا۔ جیسا کہ اس پیالہ میں موجود ہے۔ پھر آپ نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ واپس بالکل نہ ہوئے۔ آخر کار قتل ہو گئے۔"

۱۵۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے ناکثین (بیعت توڑنے والے جنہوں نے جنگ جمل

برپا کی تھی) قاسطین (صفین والے) اور مارقین (خوارج نہروان میں لڑنے والے) سے جنگ کرنے کا عہد
لیا تھا۔

۱۶۔ مشکوٰۃ میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عمار سے فرمایا یہ اس وقت کی بات ہے جب
حضرت عمار (مدینہ کے باہر) خندق کھود رہے تھے۔ اور رسول اللہ عمار کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے
تھے سمیہ کا بیٹا بُرا ہے (اے عمار) تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ (مسلم)

۱۷۔ نیز کتاب مسلم میں ام المومنین ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عمار سے فرمایا (اے عمار) تمہیں باغی گروہ قتل
کردے گا۔

۱۸۔ سنن ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا (اے) عمار تمہیں بشارت ہو تمہیں باغی
گروہ قتل کرے گا۔

۱۹۔ جمع الفوائد میں عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ جب رسول اللہ
صلعم مسجد کو تیار کر رہے تھے تو آپ نے عمار سے فرمایا۔ تم جہاد پہ زیادہ حریص ہو۔ اور تم اہل جنت سے ہو
اور تمہیں ضرور باغی گروہ قتل کرے گا۔ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا اگر یہ تم نے عمار کو کیوں قتل کیا۔ معاویہ نے
کہا خدا کی قسم تم اپنی بات میں ضرور دلیل پیش کرتے ہو۔ کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے؟ عمار کو اس شخص نے
قتل کیا ہے، جو عمار کو اپنے ساتھ لے آیا ہے وہ علی ہیں۔" بحوالہ احمد

۲۰۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے دو آدمیوں کو حضرت عمار کے سر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے
ایک آدمی اس بات کا مدعی تھا کہ عمار کو اس نے قتل کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ معاویہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا تم
ساتھ تھے؟ عبداللہ نے کہا میرے باپ نے میری شکایت نبی کریم صلعم کی خدمت میں کی تھی۔ رسول اللہ نے
فرمایا تھا جب تک تیرا باپ زندہ ہے اس کی اطاعت کرتے رہو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ اس
کے موقعہ پر) میں آپ لوگوں کے ساتھ تھا لیکن میں جنگ نہیں کر رہا تھا۔" بحوالہ احمد

۲۱۔ عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ مجھے کسی چیز کا افسوس نہیں ہوا مگر اس بات کا ضرور افسوس رہا کہ میں نے
معیت میں باغی گروہ کے ساتھ کیوں جنگ نہ کی۔

۲۲۔ کتاب اصابہ میں حضرت عمار کے حالات کے تحت تحریر ہے کہ نبی کریم صلعم نے اس بارے میں احادیث
تواتر کے درجے کو پہنچ چکی ہیں کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ عمار
جنگ میں قتل کر دیئے گئے تھے اور آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اور یہ واقعہ ۳۷ھ ماہ ربیع

کا ہے حضرت عمار کی عمر ۹۳ یا صرف ۹۰ سال تھی۔

۲۳۔ کتاب الاصابہ میں ابولیلیٰ غفاری کے حالات کے تحت تحریر ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔
کہ عنقریب میرے بعد فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ جب یہ بات وقوع پذیر ہو تو علی بن ابی طالب کو مضبوطی
سے پکڑے رکھو۔ علی وہ ہیں جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔ اور قیامت کے روز سب سے پہلے
مجھے ملیں گے۔ علی صدیق اکبر اور اس اُمت کے فاروق ہیں۔ آپ مومنین کے یعسوب (سردار) ہیں
مال منافقین کا سردار ہے۔

باب ۴۴

حدیث لحمک لحمی، حدیث لولا ان تقول فیک، حدیث طوبیٰ، حدیث حوض، حدیث طوبیٰ لمن احبک، حدیث اولی من احبہٗ اور حدیث ان علیاً رایۃ الھدیٰ

۱۔ موفق بن احمد خوارزمی یحییٰ اور مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں حضرات ابن عباس سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے ام سلمہ یہ علی، اس کا گوشت میرا گوشت، اس کا خون میرا
خون اور اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اے ام سلمہ سننا اور گواہ رہنا۔ یہ علی مومنین کے امیر، مسلمانوں کے سردار،
یہ میرے علم کا ظرف، یہ میرا دروازہ ہیں جہاں سے میرے پاس آنا ہوگا۔ یہ دنیا اور آخرت میں میرے
بھائی ہیں۔ اور یہ بلند کوہان پر میرے ساتھ ہوں گے۔"

۲۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم زینب بنت جحش کے مکان سے نکل کر
جناب ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف لائے اور وہ دن حضرت ام سلمہ کی باری کا تھا۔ حضرت علی تشریف
فرما ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ "اے ام سلمہ! یہ علی ہیں ان کو دوست رکھو۔ اس کا خون میرا خون ہے
علی میرے علم کا ظرف ہیں۔ سننا اور اس بات پر گواہ رہنا۔ اگر کوئی انسان رکن اور مقام کے درمیان ہزار
سال اور ہزار سال اور ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے
کہ وہ علی اور میری اولاد سے بغض رکھتا ہو تو قیامت کے روز اس کو اس کی ناک کے دونوں سوراخوں
کے بل جہنم میں اوندھا ڈال دیا جائے گا۔"

۳۔ حریبی سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے علی میں دانائی کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ شہر میں صرف دروازہ سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ شخص بالکل جھوٹا ہے جو اس بات کا مدعی ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے حالانکہ وہ تم سے بغض رکھتا ہے۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون، تیری روح میری روح، تیرا باطن میرا باطن، تیرا ظاہر میرا ظاہر، تم میری اُمت کے امام ہو۔ اور میرے وصی ہو۔ جس نے تیری اطاعت کی وہ نیک بخت ہو گیا۔ جس نے تیری نافرمانی کی وہ بدبخت ہو گیا۔ جس نے تجھے دوست رکھا وہ فائدہ میں رہا، جس نے تمہاری نافرمانی کی وہ گھاٹے میں رہا۔ جس نے تمہیں پکڑے رکھا وہ کامیاب ہو گیا۔ جس نے تمہیں چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ تیری مثال اور تیرے ان فرزندوں کی مثال جو آئمہ ہیں نوح کی کشتی کی مانند ہے۔ جو شخص کشتی نوح پہ سوار ہوا تھا نجات پا گیا تھا اور جس نے اس کشتی کو چھوڑ دیا تھا وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ قیامت تک ہم لوگوں کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ جب ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع کرتا ہے۔"

۴۔ (بحذف اسناد) امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس روز خیبر اللہ کی قدرت سے فتح ہو گیا تھا تو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے علی) اگر میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں ایسی باتیں نہ کہتے جس طرح نصاریٰ عیسےٰ بن مریم کے بارے میں کہتے ہیں تو میں تیرے بارے میں ایک ایسی بات کہتا کہ مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے تمہارا گزر ہوتا تو وہ تمہارے دونوں پاؤں کی مٹی اور تیری طہارت سے بچا ہوا پانی اُٹھا لیتے اور اس کے ذریعہ شفا حاصل کرتے لیکن تمہارے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تم میرے وارث ہو گے، میں تمہارا وارث ہوں گا۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اے علی تم میرا قرض ادا کرو گے تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔ تم آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب ہو گے۔ تم کل حوض پر میرے خلیفہ ہو گے۔ تم حوض پر سب سے پہلے مجھ پر وارد ہو گے۔ تم منافقین کو میرے حوض سے دور کرو گے۔ تم میری اُمت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ تمہارے محب اور پیروکار نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہو گے۔ سیر و سیراب ہوں گے۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے میرے اردگرد ہوں گے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا۔ وہ کل میرے ہمسائے ہوں گے۔ تیرے دشمن کل (قیامت کے روز) پیاس سے تڑپ رہے ہوں گے۔ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جن کو کوڑوں سے مارا جائے گا۔ یہ آگ کے کوڑے ہوں گے۔ جن سے ان کو مارا گیا ہو گا۔

(اے علی) تیری جنگ، میری جنگ، تیری صلح میری صلح، تیرا باطن میرا باطن، تیرا ظاہر میرا ظاہر، تیرے سینہ کا راز میرے سینہ کا راز ہے (اے علی) تم میرے علم کا دروازہ ہو۔ تیرے فرزند میرے فرزند، تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون ہے۔ حق تیرے ساتھ ہو گا۔ حق تیری زبان، تیرے دل اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہو گا۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح میرا گوشت اور خون میرے جسم میں ملا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ بشارت تمہیں سنا دوں۔ کہ تم، تمہاری اولاد اور تمہارا محب جنت میں ہوں گے۔ تیرا دشمن حوض پر وارد نہیں ہو گا۔ تیرا محب حوض سے غیر حاضر نہیں ہو گا۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ میں یہ سن کر، اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گیا اور میں نے اللہ کی حمد بجا لائی۔ کہ اس نے کس قدر اسلام اور قرآن کی نعمت سے مجھے نوازا ہے۔ خاتم الانبیاء اور سید المرسلین کے نزدیک مجھے محبوب بنایا ہے۔"

۵۔ امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق نصاریٰ کہتے ہیں تو میں تیرے حق میں ایک ایسی بات کہہ دیتا جب تم مسلمانوں کے گروہ کے پاس سے گزر کرتے تو وہ تیری قدموں کی خاک برکت کے لئے اُٹھا لیتے۔"

۶۔ (بحذف اسناد) امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے آتے ہوئے دیکھا اور آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد موجود تھے فرمایا (اے علی) تیرے بارے میں عیسےٰ بن مریم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اگر میری اُمت کے لوگ تیرے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں نصاریٰ کہتے ہیں تو میں تیرے حق میں ایک ایسی بات کہتا اگر تم لوگوں کے کسی گروہ کے پاس سے گزرتے تو وہ تیرے دونوں قدموں کی مٹی کو اُٹھا لیتے اور اس کو باعث برکت خیال کرتے اور اس کے ذریعہ شفا طلب کرتے۔ منافق کہنے لگے محمد اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔ آخرکار اپنے بھائی کو مثیل عیسیٰ بن مریم بنا دیا ہے (تب) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولما ضرب عیسیٰ بن مریم مثلاً اذا قومک منہ یصدون وقالوا ءالھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون ان ھو (الا عبد) الا عبداً انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی اسرائیل جب عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تمہاری قوم اس سے انکار کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے خدا اچھے ہیں یا وہ۔ اس کی مثال تم سے جھگڑے کے طور بیان کرتے ہیں جبکہ یہ جھگڑالو قوم ہے۔ نہیں ہے

وہ یعنی علی کو منبر حسیں پرہم نے انعام کیا ہے اور ہم نے اس کو بنو اسرائیل کے لئے مثل بنایا ہے۔ حضرت حضرت سلمان سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

ایک دوسرے طریقے سے ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق امام جعفر صادق کا قول ہے آپ دعا میں فرماتے ہیں۔ "اے میرے اللہ ہم تیرے منذر اور نذیر کو دوست کہتے ہیں۔ جس پر تو نے رحمت نازل فرمائی۔ وہ تیرے بندے اور رسول ہیں جس نے لوگوں کو غدیر کے روز علی کی ولایت کی طرف بلایا اور تو نے علی پر انعام کیا اور اس کو بنو اسرائیل کے لئے مثلاً بنایا۔"

۷۔ ثعلبی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے اللہ کی اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا الذین امنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم وحسن مآب فرمایا۔ طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کی جڑ میرے گھر میں اور اس کی شاخیں ساکنین جنت پر پھیلی ہوں گی۔ آپ سے کہا گیا، اے اللہ کے رسول ہم آپ سے اسی درخت کے بارے دریافت کرتے ہیں۔ (رسول اللہ نے فرمایا) میں نے کہہ تو دیا ہے کہ وہ جنت کا ایک درخت ہے جس کی جڑ علیؑ اور فاطمہ کے گھر میں ہے اور اس کی شاخیں اہل جنت پر سایہ فگن ہوں گی۔ فرمایا میرا گھر، علی اور فاطمہ کا گھر کل کو ایک جگہ میں واقع ہوں گے۔ یہ (طوبیٰ) ایسا درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ اس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں جنت کی دیواروں کے باہر دکھی جاتی ہیں۔

۸۔ المناقب میں اصبغ بن نباتہ امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے حروف ابجد کی تفسیر فرمائی اور طا کی تفسیر میں فرمایا "طا سے طوبیٰ مراد ہے۔ طوبیٰ ایک ایسا درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح نفخ فرمائی ہے اور اس کی شاخیں جنت کی دیواروں کے باہر دکھائی دیتی ہیں۔ جس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ چیزیں لٹکا کے منہ کے سامنے لٹکی ہوں گی۔ زیور، پھل اور پوشاک میں سے جو چیز بھی انسان چاہیں گے وہ ان کی خدمت میں پیش کردے گا۔ اگر کوئی چیز اس سے لی جائے گی تو دوبارہ اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح اس پر موجود کر دے گا۔"

۹۔ حافظ ابو نعیم ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تم میرے حوض پر موجود ہوگے۔ وہاں سے منافقین کو بھگاؤ گے۔ حوض کے لوٹے ستاروں کے عدد کے برابر ہونگے

تم حسین، حسن، حمزہ اور جعفر جنت میں بھائی بھائی ہوگے۔ جنت کے تختوں پر تشریف فرما ہو کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوگے۔ تم اور تیری تابعداری کرنے والے میرے ساتھ ہوں گے۔ پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین"۔ مسند احمد بن حنبل میں حسن بن علی سے روایت ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن مغازی نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

۱۰۔ موفق خوارزمی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اے علی جس نے تمہیں دوست رکھا اور تم سے تولا کیا اس کو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ جنت میں ساکن کرے گا۔ پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا ان المتقین فی جنات ونھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ متقین لوگ بہشتوں میں اور نہر میں قدرت والے مالک کے پاس ٹھکانے میں قیام فرما ہوں گے۔"

۱۱۔ جمع الفوائد میں جابر اور ابو ہریرہ سے روایت درج ہے کہ یہ دونوں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علی، قیامت کے دن تم میرے حوض پر ساتھ ہوگے؟

۱۲۔ ابو سعید (خدری)، نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے علی قیامت کے دن تمہارے ہاتھ جنت کا ایک عصا ہوگا۔ جس کے ذریعہ تم میرے حوض سے منافقین کو ہٹاؤ گے۔

۱۳۔ جواہر العقدین میں ہے کہ طبرانی نے ابو کثیر سے روایت کی ہے کہ میں امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص آ کر حضرت کی خدمت میں معروض ہوا کہ معاویہ بن خدیج ابو سفیان کے فرزند کے پاس آپ کے والد محترم کو گالیاں دیتا ہے۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا اگر اس کے بعد کبھی اس شخص کو دیکھو تو وہ شخص مجھے دکھلانا۔ میں نے ایک دن اس شخص کو دیکھا۔ اور میں نے وہ شخص آپ کو دکھلا دیا۔ امام حسن نے خدیج کے بیٹے سے کہا کہ تم جگر چبانے والے کے بیٹے کے پاس میرے والد کو گالیاں دیتے ہو۔ اگر تم میرے پاس حوض پر وارد ہوئے اور میں نہیں دیکھتا کہ تم حوض پر وارد بھی ہو گے! (ورنہ) تم ضرور میرے باپ کو اس حالت میں پاؤ گے کہ دامن سمیٹے دونوں آستینوں کو چڑھائے ہوئے منافقین کو حوض رسول اللہ صلعم سے بھگا رہے ہوں گے۔ اور یہ فرمان صادق مصدق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔"

۱۴۔ امام احمد نے مناقب میں تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا تیسری بات

یہ ہے کہ علی میرے حوض پر قیام فرما ہوں گے۔ میری اُمت میں سے جس شخص کو پہچان لیں گے اس کو سیراب کریگے

۱۵۔ المناقب میں سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اے علی تم میرے حوض کے مالک ہو گے اور جھنڈے کو اُٹھائے ہُوئے ہو گے۔ میرے دل کے حبیب ہو میرے وصی ہو اور میرے علم کے وارث ہو۔ مجھ سے پہلے تمہیں انبیا کے متروکات سپرد کئے گئے ہوں گے۔ اللہ کی زمین میں اللہ کے امین اور مخلوقات میں اللہ کی حجت ہو۔ تم ایمان کے رکن اور اسلام کے ستون ہو۔ تم تاریکی کا چراغ ہو۔ ہدایت کا روشن مینار ہو اور دنیا والوں کے لئے بلند نشان ہو۔ اے علی جس نے تیری اتباع کی وہ نجات پاگیا جس نے تمہیں چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ تم واضح راستہ اور صراط مستقیم ہو تم سفید پیشانیوں والوں کے راہنما ہو اور مومنین کے سردار ہو۔ جس کا میں مولا ہوں تم اس کے مولا ہو۔ میں ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا مولا ہوں۔ تمہیں وہ شخص دوست رکھے گا جس کی ولادت پاک و پاکیزہ طور پر ہوئی ہو گی۔ جب مجھے رب آسمان پہ لے گیا تھا تو میرے رب نے مجھ سے گفتگو فرمائی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ اے محمد علی کو میری طرف سے سلام کہدو اور اس کو اس بات سے آگاہ کر دو کہ وہ میرے دوستوں کے امام ہیں۔ اور میری اطاعت کرنے والے کے لئے نور ہیں (اے علی) تمہیں اس نیکی کے حاصل ہونے کی وجہ سے مبارک ہو!

۱۶۔ عیون الاخبار میں امام رضا علیہ السلام سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا گیا کہ رسول اللہ نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے امام نے فرمایا حدیث تو صحیح ہے لیکن رسول اللہ کی مراد اس سے یہ ہے کہ جن اصحاب نے آپ کے بعد دین کو تبدیل اور متغیر نہ کیا ہو۔ کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن میرے اصحاب میرے حوض سے اس طرح ہٹائے جائیں گے جس طرح آوارہ گرد اونٹ پانی سے ہٹائے جاتے ہیں۔ اس وقت میں (بارگاہ ایزدی میں) عرض کروں گا اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ کہا جائے گا (اے محمد) تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد بدعتیں پیدا کی تھیں۔ انہیں پکڑ کر بائیں جانب لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا ان لوگوں کے لئے دوری ہو اور ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہو! (اصحاب کو حوض سے) ہٹانے کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں نو احادیث مسلم میں اور آٹھ احادیث بخاری میں بیان کی گئی ہیں نیز ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی اس کے متعلق احادیث موجود ہیں۔ اور مشکوٰۃ میں دو حدیثیں بیان ہوئی ہیں؟

۱۷۔ حموینی نے علی بن مہدی رقی سے روایت بیان کی ہے وہ امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے باپ سے

اپنے آباء سے یہ حضرات امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ! جس شخص نے تمہیں دوست رکھا اور تمہاری تصدیق کی اس کے لئے خوشخبری ہے اور جس شخص نے تم سے بغض رکھا اور تمہیں جھٹلایا اس کے لئے ہلاکت ہے۔ تمہیں دوست رکھنے والے آسمان والوں میں مشہور و معروف ہیں۔ یہ لوگ دین والے، پرہیزگاری والے اور خوبصورت راستے والے عاجزی والے ہیں۔ ان کی آنکھیں فروتنی والی اور ان کے دل ڈرنے والے ہیں۔ یہ لوگ تیری ولایت کو پہچانتے ہیں۔ ان لوگوں کی زبانیں تیری بزرگی بیان کرنے میں گویا رہتی ہیں۔ تیرے اور ان آئمہ کے جو تیرے فرزند ہوں گے کے فرط اشتیاق میں ان کی آنکھیں اشکبار رہتی ہیں۔ وہ اس بات پر عمل کرتے ہیں جس کا حکم انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دیا اور جو حکم ان لوگوں کو میں نے دیا اور جو حکم انہیں تم نے دیا وہ اس پر عمل کرتے ہیں اور جو حکم قرآن اور میری سنت سے انہیں ان آئمہ نے دیا جو تیرے فرزند ہیں عمل کرتے ہیں۔ وہ لوگ ایک دوسرے سے صلہ رحم کرتے ہیں اور آپس میں محبت کرتے ہیں۔ فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں۔ ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی گنہگار ہو تو اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں

۱۸۔ موفق بن احمد خوارزمی اعمش سے وہ ابو وائل سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آسمان والوں میں سے جس نے سب سے پہلے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا وہ اسرافیل تھے۔ پھر میکائیل نے پھر جبرائیل نے (علی کو اپنا بھائی بنایا)۔ آسمان والوں میں سے سب سے پہلے جس نے علی کو دوست رکھا وہ عرش اٹھانے والے (فرشتے) ہیں۔ پھر جنت کے خزانچی رضوان نے پھر موت کے فرشتے نے۔ موت کا فرشتہ علی ابن ابی طالب کے محب پر اس طرح رحم کرتا ہے جس طرح وہ انبیا علیہم السلام پر (ان کی قبض ارواح کے وقت) کرتا ہے۔

باب ۴۵

ان احادیث کے بیان کے بارے میں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے امتحان کے بارے میں وارد ہوئیں

۱۔ حافظ ابو نعیم نے اپنی سند کے ساتھ کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابو برزہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی کے متعلق عہد کیا کہ علی ہدایت کے نشان ہیں۔ میرے اولیاء کے امام ہیں ہر اس کے لئے نور ہیں جس نے میری اطاعت کی۔ آپ وہ کلمہ ہیں جس کو متقین نے لازمی پکڑا ہے۔ جس نے اس

کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس کو ناراض رکھا اس نے مجھے ناراض رکھا (اے ابو برزہ) اس بات کی علی کو بشارت دے دو۔ حضرت علی تشریف لائے۔ میں نے ان بات کی اس کو بشارت دے دی۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اللہ کا بندہ ہوں اگر وہ مجھے عذاب دے گا تو یہ بات میرے گناہ کی وجہ سے ہوگی (اللہ تعالیٰ مجھ سے) اس بات کو پورا کرائے جس کی مجھے بشارت دی ہے۔ اللہ میرا مالک ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں نے کہا اے میرے اللہ علی کے دل کو سرسبز بنا اور علی کو ایمان کا سرسبز مقام دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا کر دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا۔ میں نے علی کو مصائب اور امتحان کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب! علی تو میرے بھائی اور میرے وصی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بات میری قضا و قدر میں پہلے گزر چکی ہے۔ وہ ضرور امتحان اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔"

۲۔ دیلمی نے اسناد حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جا رہا تھا۔ ہم لوگ ایک باغ میں وارد ہوئے۔ رسول اللہ نے مجھے گلے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ لوگوں کے دلوں میں تیرے متعلق پوشیدہ کینے ہیں۔ وہ لوگ ان کینوں کو میرے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا میرا دین تو سالم ہوگا؟ فرمایا تمہارا دین سالم ہوگا"

۳۔ موفق بن احمد نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علی کو اس بات کی خبر دی تھی کہ آپ کے دشمن آپ سے جنگ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رو پڑے۔ حضرت علی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں آپ سے اپنے حق قرابت اور حق صحبت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اپنے پاس بلالے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی! میں نے تیرے متعلق مقررہ وقت پر موت کی دعا کی ہے۔ حضرت علی نے کہا میں ان سے کس بات پر جنگ کروں گا۔ فرمایا ان لوگوں نے دین میں نئی نئی باتیں داخل کر دی ہوں گی"

۴۔ موفق بن احمد اپنی سند میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے خیبر کی لڑائی کے روز علم حضرت علی کو دے دیا تھا۔ اللہ نے خیبر کو علی کے ہاتھ پر فتح کیا تھا۔ رسول اللہ نے غدیر خم کے روز لوگوں کو آگاہ کیا کہ علی ہر مومن اور ہر مومنہ کے مولا ہیں۔ فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تم لوگوں سے قرآن کی تفسیر کے متعلق اس طرح جہاد کرو گے جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل کے موقعہ پر لوگوں سے جہاد کیا تھا۔ فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ علی سے فرمایا میری اس سے صلح ہے جس سے تمہاری صلح ہے۔ میری اس سے جنگ ہے جس سے تمہاری جنگ ہے۔ تم (اسلام و دین کی) مضبوط رسی ہو۔ میرے بعد تم لوگوں پر مشتبہ باتوں کی وضاحت کرو گے اور میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے سردار ہو۔ اور تم وہ ہو جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر۔ تم میری سنت پر قائم رہنے والے ہو اور بدکردار قوم کو (حوض کوثر سے) ہٹانے والے ہو۔ میں اور تم پہلے شخص ہوں گے جن سے زمین شق کی جائے گی (قبر سے باہر نکلیں گے) تم میرے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔ حسن، حسین اور فاطمہ ہمارے ساتھ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں تمہاری حقیقت بیان کر دوں۔ میں نے لوگوں سے کہہ دیا اور ان تک بات پہنچا دی ہے۔ جس کے پہنچانے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا۔ پھر حضرت علی سے فرمایا لوگوں کے ان کینوں سے بچتے رہنا جن کو انہوں نے چھپا رکھا ہے اور میری موت کے بعد ان کو ظاہر کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلعم رو پڑے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ وہ لوگ تم پر میرے بعد ظلم کریں گے۔ یہ ظلم میری اولاد سے بالکل ختم نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ ان کا قائم قیام فرما ہوگا (پھر) ان حضرات کا کلمہ بلند ہوگا۔ امت کا ان کی محبت پر اجماع ہوگا۔ ان کے عیب جو کم ہوں گے۔ ان سے نفرت کرنے والے ذلیل ہوں گے۔ ان کی تعریف کرنے والے بہت ہوں گے یہ اس وقت ہوگا جب شہر تہس نہس ہوں گے۔ بندے کمزور کر دیئے جائیں گے۔ جب نجات سے مایوسی ہو چکی ہوگی۔ اس وقت قائم (آل محمد عجل اللہ فرجہ) مع اپنے اصحاب کے قیام فرما ہوں گے۔ اللہ حق کو غلبہ دے گا۔ یہ لوگ اپنی تلواروں سے باطل کو بجھا دیں گے۔ کچھ لوگ شوق سے ان کا اتباع کریں گے اور بعض لوگ ڈر کے مارے ان کی پیروی کریں گے۔ تمہیں کشائش کی بشارت ہو، اللہ کا وعدہ حق ہے جس کے وہ خلاف نہیں کرتا۔ اس کا فیصلہ اٹل ہے جس کو وہ واپس نہیں لیتا۔ وہ حکیم اور خبیر ہے۔ بے شک اللہ کی فتح قریب ہے۔ اے میرے اللہ یہ لوگ میرے اہل ہیں۔ ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں کما حقہ پاک و پاکیزہ فرما۔ اے میرے اللہ ان کی حفاظت کرنا اور ان کی نگرانی کرنا اور ان کا ہو کے رہنا۔ ان کی مدد کرنا، ان کو عزت دینا، ان کو ذلیل نہ کرنا۔ ان میں میرے لحاظ کا خیال رکھنا۔ تو جس چیز کو چاہتا ہے قدرت رکھتا ہے!

۵۔ سنن ابن ماجہ قزوینی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس دوران میں بنو ہاشم کے نوجوان آتے ہوئے دکھائی دیے۔ جب رسول اللہ صلعم نے ان کو دیکھا

تو آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ میں نے خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ کے چہرے پر ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جس کو میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ فرمایا ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔ میرے بعد تھوڑے عرصہ کے اندر میرے اہل بیت ایک امتحان اور مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ (اپنے وطن سے) نکالے اور بھگائے جائیں گے۔ حتیٰ کہ (وہ زمانہ آئے گا کہ) مشرق کی جانب سے ایک قوم آئے گی۔ جن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ وہ لوگ لوگوں سے نیکی کا مطالبہ کریں گے لیکن لوگ ان کو نیکی نہیں دیں گے۔ یہ لوگ ان سے جنگ کر کے فتح یاب ہو جائیں گے۔ (اب) یہ لوگ ان کا مطالبہ پورا کریں گے۔ لیکن یہ حضرات اب اس چیز کو قبول نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ یہ لوگ اس نیکی کو میرے اہل بیت کے ایک ایسے مرد کے حوالے کریں گے جس نے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیا ہوگا۔ (اور اس سے پہلے) لوگوں نے اس کو ظلم و ستم سے بھر دیا ہوگا۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کو بھی پائے تو ان کے پاس جانا چاہئے۔ اگرچہ برف پر چل کر کیوں نہ جانا پڑے۔

۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: یہ وہ کینہ و عناد ہے جس کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر پوشیدہ کر رکھا تھا۔ اس کینہ کو میرے متعلق ظاہر کر دیا اور میرے بعد عنقریب میری اولاد میں وہ کینہ ظاہر کریں گے۔ میں نے قریش کا کیا بگاڑا ہے؟ یہی ہے کہ میں نے اللہ اور رسول کے حکم کی وجہ سے ان کو قتل کیا ہے۔ کیا یہی اس شخص کا معاوضہ ہے؟ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی کوشش کی! وہ لوگ مسلمان ہوتے!

۷۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دیوان میں (یہ اشعار ہیں) آپ نے فرمایا ؎

ا۔ تم قریش کے لوگ میرے قتل کرنے کے آرزومند ہو۔ تمہارے رب کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ تم کوئی نیکی نہیں حاصل کرو گے اور نہ کامیاب ہو گے۔

ب۔ کیا میں ایسا ہو گیا ہوں کہ میرے اہل بیت اور شیعوں نے دین کے بارے میں فسق و فجور کیا ہے اور میں نے انہیں کھلا چھوڑ دیا ہے؟

ج۔ ان لوگوں نے میری بیعت کر کے میرے ساتھ وفا نہیں کی۔ ان لوگوں نے مکر کے پردہ میں میرے ساتھ دشمنی کی ہے۔

باب ۴۶

حدیث شہد کی مکھی جس کا نام صیحانی تھا۔ حدیث ناشپاتی و ورق آس، صندوق اور بادام کا بیان

۱۔ حموینی نے فرائد السمطین میں اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ کے ساتھ ایک گلی میں جا رہا تھا۔ علی کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ میں تھا۔ ہمارا گذر ایک شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ شہد کی مکھی نے چلا کر کہا یہ محمد ہیں جو انبیا کے سردار ہیں۔ یہ علی ہیں جو اوصیا کے سردار ہیں اور آئمہ طاہرین کے باپ ہیں۔ پھر ہمارا گذر ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ (محمدؐ) ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ علی ہدایت کرنے والے ہیں۔ پھر ہم ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے گزرے۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ محمد ہیں جو اللہ کے رسول ہیں اور یہ علی ہیں جو اللہ کی تلوار ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا۔ اے علی! اس کا نام صیحانی رکھو۔ اس دن سے اس کا نام صیحانی پڑ گیا۔

۲۔ الجذت اسناد حضرت علی ابن ابی طالب حضرت رسول صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں آسمان پر گیا تھا تو جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر جنت کی ایک قالین پر بٹھا دیا اور مجھے ایک ناشپاتی دی اور میں نے اس کو الٹا پلٹا تو وہ گر گئی۔ اس سے ایک خوبصورت عورت نمودار ہوئی۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت عورت کبھی نہیں دیکھی تھی۔ وہ عورت کہنے لگی۔ اے اللہ کے رسول تم پر سلام ہو۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میرا نام راضیہ مرضیہ ہے۔ مجھے تین چیزوں سے بنایا گیا۔ میرا نچلا حصہ مشک ہے اور درمیان والا حصہ کافور ہے اور میرا اوپر والا حصہ عنبر سے بنایا گیا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے آب حیات سے گوندھا ہے۔ پھر مجھے اللہ جبار نے کہا ہو جا۔ پس میں ہو گئی۔ اور اللہ نے مجھے تیرے بھائی علی بن ابی طالب کی خاطر پیدا کیا ہے۔ اس حدیث کو علامہ زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں بھی بیان کیا ہے۔ نیز کتاب المناقب میں اعمش عطیہ عوفی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن یہ عبارت اور زائد کی ہے کہ اس حور کی آنکھوں کے دونوں پردے اس کی چونچ کے آگے تک تھے۔ میں نے کہا۔ اے احمد تم پر سلام ہو اے محمد تم پر سلام ہو!

۳۔ موفق بن احمد اپنی سند میں امام محمد باقر علیہ السلام آپ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

نے فرمایا۔ میرے پاس جنت کے آس کا سبز پتہ جبرائیل لے کر نازل ہوئے۔ جس پہ سفید عبارت تحریر
تھی" میں اللہ ہوں۔ میں نے اپنی مخلوق پہ علی کی مودت فرض کر دی ہے۔ اے میرے حبیب دنیا میری
طرف سے لوگوں کو یہ بات پہنچا دو۔"

۴۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب تین دفعہ مبارزت طلبی کے بعد خندق کی جنگ
کے روز عمرو بن عبدود عامری کو جو تمام عرب سے زیادہ بہادر تھا حضرت علی نے قتل کر دیا۔ حضرت علی
کی تلوار سے خون بہ رہا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم نے خون کو بہتے ہوئے دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے میرے
اللہ! علی کو ایسی فضیلت عطا کر کہ ایسی فضیلت کسی کو عطا نہ کی ہو۔ جبرائیل نازل ہوئے۔ آپ کے ساتھ
جنت کی ایک صندوق تھی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور
فرماتا ہے کہ اس صندوق کو علی کے حوالے کر دو۔ حضرت علی نے جب اس صندوق کو لیا، تو وہ
صندوق حضرت علی کے ہاتھ پر دو حصوں میں کھل گئی جس پر سبز رنگ کے ریشم کا ایک ٹکڑا تھا۔
جس پہ یہ دو سطریں تحریر تھیں۔ "اللہ غالب کا تحفہ ہے علی بن ابی طالب علی کے لیے۔"

۵۔ نیز صاحب روضۃ الفضائل اور صاحب ثاقب المناقب دونوں نے سالم بن ابی جعد سے آپ جابر بن عبداللہ
سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری قدس سرہ کتاب مظہر الصفات میں تحریر کرتے ہیں کہ
میں اپنے شیخ اور معتمد شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ سرہ کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ نے مجھے یہ حدیث
بیان فرمائی۔ آپ پہ وجد اور حال قری غالب ہو گیا۔ آپ بھی رو پڑے اور میں بھی رو پڑا۔ اور دنیا
ہماری آنکھوں کے سامنے ذلیل ہو گئی۔

۶۔ المناقب میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ ضربۃ علی یوم الخندق
افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ۔ خندق کے روز علی کی ایک ضرب میری امت کے قیامت
تک ہونے والے اعمال سے افضل ہے۔"

۷۔ حافظ ابو نعیم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب خندق کے روز حضرت علی نے عمرو بن عبدود کو قتل
کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وکفی اللہ المومنین القتال۔ اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا
یعنی۔ علی کے ذریعہ۔

۸۔ حافظ جلال الدین نے روایت کیا ہے کہ ابن مسعود کے قرآن میں یہ آیت اس طرح تھی (وکفی اللہ المومنین
القتال) یعنی اللہ نے مومنین کو علی کے ذریعہ جنگ سے بچا لیا۔

۹۔ ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جبرائیل نازل ہوئے اور ان کے ساتھ

بادام موجود تھا۔ کہا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے کہ اس
بادام کو توڑ دو۔ جب رسول نے بادام کو توڑا تو اس سے ایک سبز ورق نمودار ہوا۔ جس پہ یہ عبارت تحریر
تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد اللہ کے
رسول ہیں۔ میں نے آپ کی تائید اور نصرت علی کے ذریعہ کی۔"

باب ۴۷

سورج کا غروب ہونے کے بعد واپس لوٹنا

۱۔ جمع الفوائد میں اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عصر کی نماز صہبا کے مقام پر ادا
فرمائی۔ حضرت علی کو کسی کام کی خاطر بھیج دیا۔ جب حضرت علیؑ واپس تشریف لائے تو رسول اللہ عصر
کی نماز پڑھ چکے تھے۔ رسول اللہ نے اپنا سر مبارک علی کی گود میں رکھ دیا۔ رسول اللہ کو نیند آگئی۔ حضرت علیؑ
نے کوئی حرکت نہ کی۔ آخر کار سورج غائب ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے میرے اللہ تیرے بندے
علی نے تیرے نبی کی خاطر اپنے نفس پر ضبط سے کام لیا۔ اس کی خاطر سورج پھر واپس لوٹا۔ اسماء کا بیان ہے
کہ سورج حضرت علی کے لیے ظاہر ہو گیا۔ حتیٰ کہ سورج پہاڑوں اور زمین پر طلوع ہو گیا تھا۔ حضرت علی قیام
فرما ہوتے اور وضو فرما کر نماز عصر ادا کی۔ پھر سورج غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہبا کے مقام کا ہے۔

۲۔ (بحذف اسناد) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کی طرف وحی فرمائی۔ وحی نے رسول اللہ
کو ڈھانپ لیا۔ علی نے اپنے کپڑے سے رسول اللہ کو چھپا دیا۔ سورج غائب ہو گیا۔ جب وحی چلی گئی، تو
رسول اللہ نے فرمایا اے علی تم نے عصر کی نماز ادا کی ہے۔ علی نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول، آپ
کی وجہ سے نماز سے غافل ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے اللہ! علی کی طرف سورج لوٹا دے۔
اسماء کا بیان ہے سورج واپس آگیا۔ حتیٰ کہ میرے حجرے کے قریب آگیا۔"

۳۔ کتاب الارشاد میں ام سلمہ، اسماء بنت عمیس، جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری اور ان کے علاوہ صحابہ کی ایک
جماعت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم گھر میں تھے۔ آپ کو وحی نے ڈھانپ لیا۔ رسول اللہ نے علی کی ران
کا سہارا لیا۔ رسول اللہ نے اپنا سر نہ اٹھایا۔ اس دوران میں سورج غروب ہو گیا۔ حضرت علی نے عصر کی نماز
اشاروں سے ادا فرمائی۔ جب رسول اللہ کو ہوش آئی تو فرمایا اے میرے اللہ علی کی خاطر سورج کو واپس لوٹا دے
سورج واپس لوٹ آیا۔ آسمان پہ وقت عصر ہو گیا۔ حضرت علی نے نماز عصر ادا کی۔ سورج پھر غائب ہو گیا۔

حسان بن ثابت نے یہ اشعار پڑھے ؛

جس کی خاطر سورج پھر واپس لوٹا تھا۔

۴۔ (ل) اے قوم علی کی مانند کون ہو سکتا ہے۔ غروب ہونے کے بعد

(ب) آپ رسول اللہ کے بھائی اور داماد ہیں۔ ایسے بھائی جن کی نظیر صحابہ میں نہیں مل سکتی۔ نیز اس حدیث

کو امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کیا ہے۔

۵۔ الشفاء میں تحریر ہے کہ طحاوی نے مشکل الحدیث میں اسماء بنت عمیس سے اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہے (۱) رسول اللہ صلعم کو جب وحی ہوئی تھی تو آپ کا سر حضرت علی کی گود میں تھا۔ حضرت علی نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی اور سورج غروب ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم نے نماز کو ادا کیا ہے۔ حضرت علی نے عرض کیا نہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں ہے اس پر سورج کو دوبارہ لوٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا تھا کہ سورج غروب ہو گیا تھا۔ اور غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہوا تھا۔ اور سورج پہاڑوں اور زمین پر ٹھہرا ہوا تھا۔ اور یہ واقعہ صہبا کے مقام کا ہے جو خیبر کے علاقہ میں واقع ہے۔ علامہ طحاوی نے کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں (حدیث شق القمر اور حدیث رد الشمس) اپنے مقام پر صحیح ثابت ہیں۔ اور ان دونوں حدیثوں کو معتبر راویوں نے روایت کیا ہے۔

علامہ ابن حجر نے الصواعق المحرقہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علی کی واضح کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ حضرت علی کی خاطر سورج واپس لوٹا تھا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا۔ اور حضرت علی نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی اور سورج غروب ہو گیا تھا جب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے چلی گئی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھے اس پر سورج کو واپس لوٹا دے۔ غروب ہونے کے بعد سورج پھر نمودار ہوا۔ علامہ طحاوی نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور قاضی عیاض نے اس کو اپنی کتاب الشفاء میں تحریر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابو زرعہ نے اس حدیث کو حسن تحریر کیا ہے اور آپ کی اتباع اور لوگوں نے بھی کی ہے۔ کتاب الکبریت الاحمر میں تحریر ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے کہا۔ اے میرے اللہ تو نے اس کے لئے سورج کو واپس لوٹایا اور اس کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کئے۔ الکبریت الاحمر کے شارح نے مذکورہ حدیث کو رد الشمس کے واقعہ میں بیان کیا ہے ؛

۶۔ المناقب میں ابو جعفر امام محمد باقر اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں جب میرے باپ امیر المومنین علی نہروان کی جنگ سے واپس ہوئے تھے تو آپ کا گذر سرزمین بابل

ہوا تھا۔ نماز عصر کا وقت آگیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسی زمین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ دھنس دیا ہے۔ نبی کے وصی کے لئے اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ جویریہ بن مسہر عبدی کا بیان ہے کہ لوگوں نے وہاں نماز ادا کی میں سو سواروں کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ رہا۔ آخر کار ہم نے زمین بابل کے سفر کو طے کر لیا اور سورج غروب ہو گیا تھا۔ حضرت سواری سے نیچے اتر پڑے اور مجھے فرمایا میرے لئے پانی لے آؤ۔ میں نے حضرت کی خدمت میں پانی پیش کر دیا۔ آپ نے وضو فرمایا اور کہا اے جویریہ کے بیٹے عصر کی اذان کہو!" میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہم لوگ عصر کی نماز کیسے پڑھیں گے۔ سورج تو غروب ہو چکا ہے۔ میں نے اذان کہہ دی۔ مجھے فرمایا اقامت کہو؛ میں نے اقامت کہہ دی۔ میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت کے دونوں لب مبارک متحرک ہوئے۔ فوراً کیا ہوا کہ سورج واپس لوٹ آیا۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہو گئے تو سورج جلدی سے ایسے غائب ہو گیا۔ جیسے چراغ پانی کے طشت میں رکھے ہوتے غائب ہو جائے۔ ستارے جگمگانے لگے۔ حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے کمزور یقین رکھنے والے نماز مغرب کی اذان کہو" [1]

---

[1] بابل کی سرزمین عراق میں واقع ہے۔ بابل کے قدیم کھنڈرات اور چاہ بابل جس کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے اب سرزمین عراق میں آثار قدیمہ کی صورت میں موجود ہے۔ اس وقت چاہ بابل اور شہر بابل تباہ شدہ حالت میں موجود ہے۔ چاہ بابل پاٹ کر اس کے اوپر سیمنٹ کے ساتھ شیر کی شکل بنا دی گئی ہے۔ بابل کی عمارات کی اینٹوں پر ایک مرغا جانور قریباً ہر اینٹ کی زینت بنا ہوا ہے۔ یہ جانور اس وقت عراق کی سرزمین سے نیست و نابود ہو چکا ہے۔ منہدم شہر کا عجائب گھر حال ہی میں تیار ہو رہا تھا۔ عجائب گھر کی عمارت پر بھی مذکورہ الصدر جانور کی تصاویر منقش کی جا رہی تھیں۔ بابل کے منہدم شہر سے کوئی ایک میل کے فاصلہ پر حضرت عمران بن علی علیہ السلام کا مزار مقدس ایک ٹیلے کے اوپر موجود ہے۔ حضرت کی ضریح زمین کے اندر کافی گہرائی میں موجود ہے۔ سیڑھی کے ذریعہ اتر کر آپ کی ضریح کے پاس جانا پڑتا ہے۔ آپ کی قبر کے اردگرد لکڑی کا جنگلا لگا ہوا ہے۔ جہاں امیر المومنین علیہ السلام نے سورج کو واپس لوٹایا تھا۔ وہ جگہ اسی علاقہ میں موجود ہے۔ شہر بابل سے کافی فاصلہ پر موجود ہے۔ اس وقت وہاں ایک پکا مسجد بنی ہوئی ہے جو مسجد رد الشمس کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے اندر ایک بیری اور تین کھجور کے درخت ہیں۔ یہ مسجد رد الشمس کربلا سے نجف جاتے ہوئے راستہ میں پکی سڑک کے نزدیک پڑتی ہے۔ پکی سڑک سے قریباً ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلہ پر مسجد موجود ہے۔ احقر نے ان مقامات کی زیارت جولائی ۱۹۶۱ء میں کی ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے اگر مفصل معجزات ملاحظہ فرمانا چاہیں تو آپ کتاب عیون المعجزات مولفہ علامہ شیخ (باقی اگلے صفحہ پر)

۷. موفق بن احمد خوارزمی نے اپنی سند میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ ابن عباس سے روایت کیا گیا کہ آپ علی بن ابی طالب کی شان میں کیا کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس نے کہا خدا کی قسم وہ ثقلین کے ایک فرد ہیں۔ کلمہ شہادتین پڑھنے میں سبقت کی ہے۔ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ دو دفعہ بیعت کی ہے۔ آپ دو فرزندوں حسن اور حسین کے باپ ہیں۔ آپ کی خاطر دو دفعہ سورج واپس لوٹا۔ آپ کی مثل آئمہ میں ذی القرنین کی مانند ہے۔ وہ میرے اور تمام جن وانس کے مولا ہیں۔"

باب ۴۸

حضرت نبی کریم صلعم کا حضرت علی کو خانہ کعبہ کی چھت پہ چڑھانا

۱. جمع الفوائد میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں اور نبی صلعم چل کر کعبہ کے پاس پہنچے۔ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا اے علی! بیٹھ جاؤ۔ رسول اللہ میرے کندھے پر سوار ہو گئے۔ جب میں اٹھنے لگا تو رسول اللہ نے میری کمزوری کو محسوس فرمایا۔ آپ مجھ سے نیچے اتر آئے۔ حضرت میری خاطر بیٹھ گئے۔ مجھے فرمایا میرے کندھے پر بیٹھ جاؤ۔ میں رسول اللہ کے دونوں کندھوں پر سوار ہو گیا۔ رسول اللہ مجھے اٹھاتے ہوئے قیام فرما ہوئے۔ میں اتنا بلند ہوا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق تک پہنچ جاؤں گا۔ میں مکان (خانہ کعبہ) کی چھت پہ چڑھ گیا۔ گھر کی چھت پر زرد تانبے کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو دائیں بائیں، سامنے اور پیچھے کی جانب حرکت دینا شروع کر دیا۔ جب میں نے اس مورتی کو اپنی گرفت میں پوری طرح سے لے لیا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا اس کو نیچے پھینک دو۔ میں نے اس کو نیچے پھینک دیا۔ وہ گر کر شیشہ کی طرح چور چور ہو گئی۔ پھر میں نیچے اتر آیا۔ میں نے اور رسول اللہ صلعم نے جلدی جلدی چلنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہم گھروں میں پوشیدہ ہو گئے۔ ہمیں اس بات کا خوف دامنگیر تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حسین بن عبدالوہاب عالم پانچویں صدی ہجری کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ حدیث بھی مذکور المصدر کتاب میں درج ہے۔ ناچیز نے اس جلیل القدر کتاب کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے جو ۱۹۶۲ء میں ملتان سے شائع ہو چکا ہے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ بارہ آئمہ معصومین علیہم السلام اور جناب سیدہ کے معجزات درج ہیں۔ میرے خیال میں اردو زبان میں ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی ہے

(محمد شریف عفی عنہ)

کہ لوگوں میں سے کوئی آدمی ہمیں نہ مل جائے۔

۲. المناقب میں محمد بن حرب ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آقا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ وہ کونسی بات تھی جس کی وجہ سے حضرت علی خانہ کعبہ کی چھت پہ سے بت کو گرانے کے وقت رسول اللہ کو نہ اٹھا سکے۔ حالانکہ آپ اتنی طاقت کے مالک تھے کہ آپ نے خیبر کے دروازہ کو اکھاڑ کر خندق کے اوپر پھینک دیا تھا۔ یہ دروازہ اس قدر وزنی تھا کہ چالیس آدمی اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے۔ نبی کریم صلعم کو صرف خچر یا دراز گوش سواری کے وقت اٹھا لیتے تھے۔ حضرت علی رسول اللہ کو کس طرح نہ اٹھا سکے۔ امام نے فرمایا: نبی صلعم نے علی کی کمزوری علی کے لڑکپن کی وجہ سے محسوس کی تھی اور اپنے قدموں کو علی کے کندھے پر رکھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان دونوں کی خلقت ایک نور سے ہے۔ رسول نے اپنے نور کے اس جز کو اٹھایا ہوا تھا جو رسول سے بعد میں آنے والا اور موخر تھا (جز اول کو پہلے اور جز دوم کو بعد میں ہونا چاہیے تھا) اس کے متعلق خود حضرت علی نے فرمایا ہے۔ میں احمد سے اس طرح ہوں جس طرح ہتھیلی ہاتھ سے اور کلائی بازو سے ہوتی ہے (امام نے فرمایا) یہ دونوں حضرات مخلوق کی خلقت سے پہلے ایک نور کی صورت میں موجود تھے۔ فرشتوں نے جب اس نور کو جگمگاتے دیکھا تو کہا اے ہمارے پروردگار یہ نور کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نور میرے نور سے ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے روز علیؑ کے ہاتھ کو اتنا بلند کیا تھا کہ لوگوں نے حضرت علی کی دونوں بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا تھا اور رسولؐ نے علیؑ کو مسلمانوں کا مولا قرار دیا تھا۔ جس روز حسن اور حسین بنو نجار کے باغ میں سوئے ہوئے تھے، تو رسول اللہ نے ان دونوں کو اٹھا لیا تھا اور رسول اللہ نے فرمایا تھا یہ دونوں سوار خوب ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔ رسول اللہ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا فرمائی تھی اور سجدہ کو لمبا کر دیا تھا فرمایا تھا کہ میرا فرزند (حسین) مجھ پر سوار ہو گیا تھا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا تھا کہ میں اپنے سر کو (سجدہ سے) اٹھاؤں حتیٰ کہ حسین اپنی مرضی سے خود بخود اتر جاتے۔ رسول اللہ نے یہ فعل اس لئے کیا تھا کہ ان حضرات کی بزرگی اور شرف اور قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ علی کو اپنی پشت پر اس لئے سوار کیا تھا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ علی آپ کے فرزندوں کے باپ ہیں اور آئمہ علی کے صلب سے پیدا ہوں گے۔ رسولؐ نے نماز استسقاء کے موقع پر جس طرح اپنی چادر کو الٹ دیا تھا یہ اس بات کی علامت تھی کہ آپ نے قحط سالی کو شادابی میں تبدیل کر دیا تھا۔ (رسول کا علی کو اٹھانا) اس بات کی علامت ہے کہ جس کو معصوم اٹھاتا ہے وہ بھی معصوم ہوتا ہے۔ فرمایا! اے علی! اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے تابعداروں اور محبین کے گناہ مجھ پر لاد دیئے تھے۔ پھر مجھے بخش دیا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر "تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گذشتہ اور آیندہ گناہ بخش دے۔ (رسول اللہ کا یہ فرمان) اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلعم درخت کی جڑ ہیں۔ علی، حسن اور حسین اس درخت کی ٹہنیاں ہیں۔ پھر امام جعفر صادق نے فرمایا یہی راز تھا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی میرے نفس اور میرے بھائی ہیں۔ اس کی اطاعت کرو۔

۳۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ اشعار بیان فرمائے ہیں۔ ؎

ا۔ مجھے کسی نے کہا کہ علی کی مدح کرو۔ علی کا ذکر جلانے والی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

ب۔ میں نے کہا کہ میں ایسے آدمی کی مدح نہیں کروں گا۔ جس کے بارے میں عقل گمراہ ہوکر اس کی عبادت کرنے لگ گئی۔

ج۔ شب معراج جب نبی مصطفےٰ کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اُٹھایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میری پشت پر رکھ کر فرمایا (اے محمد) کیا تمہارا قلب کچھ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے؟

د۔ حضرت علی نے اس جگہ اپنے قدم رکھے تھے۔ جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

باب ۴۹

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سُورج کا کلام کرنا، حدیث بساط، حدیث برتن، پانی اور تولیہ

۱۔ (بحذف اسناد) حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے ابوالحسن سورج سے بات چیت فرمایئے وہ آپ سے گفتگو کرے گا۔ میں نے (آفتاب سے) کہا اے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے تم پر سلام ہو۔ آفتاب نے کہا اے امیرالمومنین، امام المتقین وقائد الغر المحجلین تم پر سلام ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کے سجدۂ شکر میں گر گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ اے میرے بھائی اے میرے حبیب اٹھو۔ اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے آسمان والوں پر فخر ومباہات کرتا ہے۔"

۲۔ (بحذف اسناد)، سلمان، ابوذر، ابن مسعود، ابن عباد، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کرا دیا تو (رسول اللہ نے) ہوازن کا ارادہ فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "اے علی اٹھو

اور اپنی وہ کرامت دیکھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے مقرر کی ہے۔ آفتاب سے گفتگو کرو۔ حضرت علی اُٹھے اور کہا۔ "اے اپنے رب کی اطاعت میں چکر کاٹنے والے بندے تم پر سلام ہو" آفتاب نے اس طرح جواب دیا۔ "اے رسول کے بھائی اور وصی اور زمین پر اللہ کی حجت تم پر سلام ہو۔ علی اللہ تعالیٰ کے شکریہ کی خاطر سجدے میں گر پڑے۔ رسول اللہ صلعم علی کو اُٹھا رہے تھے اور آپ کا چہرہ صاف کرتے تھے اور فرمایا۔ "اے میرے حبیب تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ عرش اُٹھانے والوں اور آسمانوں میں رہنے والوں سے تیرے ذریعہ فخر اور مباہات کرتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے تمام انبیا پر افضل گردانا۔ اوصیاء کے سردار علی کے ذریعہ میری مدد کی پھر رسول اللہ صلعم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً وکرھاً الخ۔ "آسمانوں میں بسنے والے اور زمین میں رہنے والے خوشی اور ناخوشی سے اس کے لئے اسلام لے آئے۔

۳۔ مناقب میں ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام جابر بن عبداللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے سورج نے سات مرتبہ گفتگو کی۔

۴۔ علامہ ثعلبی ابان سے وہ انس سے اور نیز مجاہد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی خدمت میں فندک کی چادریں بطور ہدیہ کے پیش کی گئیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے انس اس کو بچھا دو۔ میں نے اس چادر کو بچھا دیا۔ پھر رسول اللہ نے مجھے فرمایا۔ دس اصحاب کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلا لیا جب حضرات داخل ہوئے تو رسول اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ چادر پر بیٹھ جائیں۔ پھر علی کو طلب فرمایا۔ کافی دیر تک آپ سے راز و نیاز کی باتیں فرمائیں۔ پھر علی کو حکم دیا کہ وہ چادر کے درمیان بیٹھ جائیں۔ علی اس چادر کے وسط میں تشریف فرما ہوئے حضرت علی نے فرمایا اے ہوا! ہمیں اُٹھا لے۔ ہم لوگوں کو ہوا نے اُٹھا لیا۔ انس کا بیان ہے کہ ناگاہ ہوا نے ہمارے ساتھ سرسرانا شروع کر دیا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا اے ہوا ہمیں نیچے رکھ دے۔ ہوا نے ہمیں ایک جگہ نیچے رکھ دیا۔ حضرت علی نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کونسی یہ جگہ ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ جگہ اصحاب کہف اور رقیم کے رہنے کی جگہ ہے۔ اٹھو اور اپنے بھائیوں پر سلام کرو۔ ہم نے ان لوگوں پر سلام کیا لیکن اُنہوں نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا! اے سچے لوگو تم پر سلام ہو (اصحاب کہف اور رقیم نے) عرض کیا تم پر سلام اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔"

انس کا بیان ہے کہ حضرت علی نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے ہمارے بھائیوں کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ اُنہوں نے عرض کیا ہم لوگ صدیقین کا گروہ ہیں۔ ہم لوگ صرف نبی اور وصی سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ پھر وہ لوگ اپنی نیند میں اس وقت تک کے لئے محو ہو گئے ہیں جب تک کہ قائم مہدی علیہ السلام خروج فرمائیں گے۔" حضرت قائم آل محمد کے خروج کے وقت اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر دے گا۔ ہم لوگ پھر چادر پر بیٹھ گئے اور حضرت علی نے ہوا کو حکم دیا کہ اسے ہوا اُٹھا لے۔ ہوا نے ہمیں اُٹھا لیا۔ ہمارے ساتھ سرسرانے لگی۔ پھر حضرت نے فرمایا اے ہوا! ہمیں نیچے رکھ دے۔ ہوا نے ہمیں حرہ میں رکھ دیا۔ حضرت علی نے کہا کہ ہم لوگ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز کی آخری رکعت کے وقت پہنچے۔ ہم لوگ آکر نماز کی آخری رکعت میں شامل ہو گئے!

۵۔ جمع الفوائد میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں "ما یعلمهم الا قلیل" کے بارے میں ابن عباس سے روایت ہے کہ میں ان قلیل لوگوں میں شامل ہوں۔ اصحاب کہف سات آدمی تھے۔ یلیخا جو رقم لے کر شہر کی طرف گیا تھا مسلمینا، مرطلس تبیونس، دردونس، اکفاسطیلوس، سیسوس یہ صاحب چپرواہا تھے۔ ایک کتا تھا جس کا نام قطمیر تھا۔ ابوعبدالرحمن نے کہا ہے کہ میرے باپ نے مجھے کہا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جس شخص نے ان ناموں کو کسی چیز پر لکھ کر آگ میں ڈال دیا تو آگ ختم ہو جائے گی۔

۶۔ (بحذف اسناد) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ پہلی رکعت کے رکوع میں دیر فرمائی۔ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ کو سہو ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور نماز میں بہت ایجاز سے کام لیا۔ اور سلام پھیرا۔ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آواز دی اے علی، میرے قریب ہو جاؤ۔ حضرت علی آخری صف سے صفوف کے درمیان چلتے چلتے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے آخری صف میں کھڑے ہونے پر مجبور کیا تھا۔ حضرت علی نے عرض کیا مجھے وضو نہیں تھا۔ میں اپنے گھر میں وارد ہوا۔ وہاں مجھے پانی نہ ملا۔ میں نے حسن اور حسین کو آواز دی، کسی نے مجھے آواز کا جواب نہ دیا۔ ناگاہ ایک غیبی آواز نے مجھے آواز دی۔ اے ابوالحسن! میں نے سونے کا ایک برتن دیکھا۔ جس میں پانی موجود تھا اور اس پر تولیہ دیا ہوا تھا۔ میں نے اے اللہ کے رسول اس پانی سے وضو کیا ہے جو مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ مجھے علم نہیں ہے کہ یہ دونوں چیزیں کہاں سے آئی تھیں اور مجھ سے انہیں کون لے گیا ہے۔ رسول اللہ صلعم مسکرا دئے۔ اور علی کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا، برتن، پانی اور تولیہ جنت کے ہیں۔ برتن اور پانی تمہارے پاس جبرائیل لائے تھے اور جس شخصیت تمہارے

پاس تولیہ لائی تھی وہ حضرت میکائیل تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اسرافیل میرے گھٹنے کو اپنے ہاتھ سے پکڑے رہے۔ حتیٰ کہ آپ میرے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ اللہ اور اس کے فرشتے تمہیں دوست رکھتے ہیں۔

باب ۵۰

حدیث تمہارا اچھا باپ حضرت ابراہیم اور تمہارا اچھا بھائی علی ہیں

شوریٰ کے متعلق احادیث کا بیان

۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اپنے اسناد کے ذریعہ مخدوج بن زید بذلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ پھر فرمایا اے علی تم میرے بھائی ہو اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر یہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اے علی! کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے میں بلایا جاؤں گا۔ میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ جنت کے سبز جوڑے پہنے ہوا ہوں گا۔ پھر میرا باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلایا جائے گا۔ وہ عرش کی دائیں جانب قیام فرما ہوں گے۔ پھر اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بلائے جائیں گے۔ ایک کے بعد دوسرا آئے گا۔ اور عرش کی دائیں جانب ایک لائن میں کھڑے ہوں گے یہ حضرات جنت کے سبز جوڑے زیب تن کئے ہوں گے۔ اے علی! یقین جانو! میں تمہیں ایک خبر سے آگاہ کرتا ہوں۔ میری اُمت کا تمام اُمتوں سے پہلے قیامت کے روز حساب ہوگا۔ اے علی تمہیں خوشخبری ہو۔ میں سب سے پہلے قیامت کے دن بلایا جاؤں گا۔ پھر تم میری قرابت اور میرے نزدیک تمہاری منزلت کی وجہ سے بلائے جاؤ گے۔ میرا جھنڈا جس کا نام حمد ہے تمہارے حوالے کیا جائے گا۔ تم صفوف کے درمیان چلو گے۔ قیامت کے روز حضرت آدم اور تمام انبیا میرے جھنڈے کا سایہ حاصل کریں گے۔ جھنڈے کی لمبائی ہزار سال (راہ) چلنے کے برابر ہوگی۔ اس کی سنان سرخ یاقوت کی ہوگی۔ اس کی لکڑی چاندی کی ہوگی۔ اس کے تین پھریرے ہوں گے جو نیزوں کے تینوں نوری ہوں گے (ایک) پھریرا مشرق میں پھیلا ہوگا۔ (دوسرا) پھریرا مغرب میں ہوگا (تیسرا) پھریرا دنیا کے درمیان ہوگا۔

جس پر تین سطریں ہوں گی۔ پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر ہوگی۔ دوسری سطر میں الحمد للہ رب العالمین
تیسری سطر میں یہ عبارت ہوگی۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر سطر کی لمبائی ایک ہزار سال راہ چلنے کے برابر ہوگی
اس کا عرض ایک ہزار سال راہ چلنے کے برابر ہوگا۔ تم اس جھنڈے کو لیکر چلوگے۔ امام حسن تمہاری دائیں
جانب اور امام حسین تمہاری بائیں جانب ہوں گے۔ حتیٰ کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم کے درمیان عرش
کے سایہ کے تحت آکر قیام فرما ہو جاؤ گے۔ اس مقام پر تمہیں جنت کا سبز جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر عرش
کے نزدیک سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ تمہارا اچھا باپ حضرت ابراہیم ہیں۔ تمہارے اچھے
بھائی علی ہیں۔ اے علی یقین جانو میں تمہیں ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ جب وقت مجھے بلایا جائے گا،
اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جس وقت مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں لباس پہنایا
جائے گا۔ جب میں زندہ کیا جاؤں گا اس وقت تم زندہ کئے جاؤ گے!"

۲۔ موفق بن احمد خوارزمی نے اپنے اسناد میں ابراہیم نخعی سے آپ علقمہ سے آپ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ جب شوریٰ کا روز ہوا تو حضرت علیؑ نے اہل شوریٰ سے کہا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر
تم سے دریافت کرتا ہوں۔ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جبرائیل نے کہا تھا لا سیف الا ذوالفقار ولا
فتیٰ الا علی۔ انہوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ جبرائیل نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ تم علی کو دوست رکھو،
اور اس شخص کو بھی دوست رکھو جو علی کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علی کو دوست رکھتا ہے اور اس
شخص کو بھی دوست رکھتا ہے جو علی کو دوست رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! (اس بات کو رسول اللہ کی
زبانی سنا ہے) آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب میں ساتویں آسمان پر (شب معراج) گیا تھا تو میری طرف نور کی چادر بلند ہوئی۔ پھر میری طرف
نور کے پردے بلند ہوئے۔ میرے ساتھ جبار (اللہ) نے گفتگو فرمائی۔ اور میرے ساتھ کئی چیزیں
بیان فرمائیں۔ جب میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے واپس لوٹا تو پردوں کی دوسری جانب سے ایک آواز دینے
والے نے آواز دی۔ تیرا اچھا باپ ابراہیم ہے۔ تیرا اچھا بھائی علی ہیں اور اس کو اپنا وصی بنانا۔ انہوں نے
ہاں (اس بات کو رسول اللہ سے سنا ہے) حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ مسجد کے تمام دروازے
بند کر دیئے گئے لیکن میرا دروازہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ میرے سوا جنب کی حالت میں تم میں سے کوئی شخص
مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں (اس بات کو رسول اللہ سے سنا ہے) فرمایا کہ تم اس بات
کو جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امام حسن اور امام حسین موجود تھے اور یہ دونوں کھیل

رہے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا "اے حسن شاباش! جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا اے میرے باپ حسین
چھوٹے ہیں اور حسن کے مقابل میں بہت کمزور ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی
نہیں ہو کہ میں کہتا ہوں اے حسن شاباش تو جبرائیل کہتا ہے اے حسین شاباش۔ انہوں نے کہا ہاں (اس حدیث
کو سنا ہے) حضرت علی نے اہل شوریٰ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ فضیلت اور منزلت حاصل ہے۔
ان لوگوں نے کہا۔ نہیں!"

باب ۵۱

حضرت علی علیہ السلام کی ہمت کی بلندی اور آپ کا تارک الدنیا ہونا

۱۔ نہج البلاغہ میں امیر علیہ السلام کا ایک خطبہ درج ہے:۔

"خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیص میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے
لگی ہے۔ مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ اسے اتاریں گے نہیں؟ میں نے اسے کہا میری نظروں
سے) دور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر معلوم ہوتی ہے اور وہ اس کی مدح کرتے ہیں۔"

۲۔ حضرت امیر علیہ السلام کا کلام ہے: خدا کی قسم تمہاری یہ دنیا میری نظروں میں سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل
ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔"

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام کا خطبہ ہے (آپ نے فرمایا) جب میں امر خلافت لے کر کھڑا ہوا۔ تو ایک گروہ نے
(میری) بیعت کو توڑ دیا۔ دوسرا گروہ دین سے نکل گیا۔ تیسرا فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان
لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا تک نہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ آخرت کا گھر ہے جس کو ہم نے ان لوگوں
کے لئے بنایا ہے جو زمین پر بلندی اور فساد نہیں چاہتے۔ اور نیک انجام پرہیزگار لوگوں کا ہے۔" ہاں خدا کی قسم
انہوں نے کلام خدا کو سنا ہے اور یاد رکھا ہے۔ لیکن دنیا ان کی آنکھوں میں بن سنور کر پیش ہو گئی۔ اور دنیا
کے حسن و جمال نے انہیں دیوانہ بنا دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ میں شگاف ڈالا۔ اور روح کو پیدا
کیا۔ اگر (مقررہ وقت) کو حاضر ہونا نہ ہوتا اور مددگار کے وجود سے حجت قائم نہ ہوتی اور اللہ نے علی کو
اس بات کا پابند نہ بنایا ہوتا کہ وہ ظالم کے ظلم اور مظلوم کی فریاد کو برداشت نہ کریں۔ تو میں ضرور دنیا کی
رسی اس کی پشت پر ڈال دیتا۔ میں نے تمہاری دنیا کو بھیڑ کے ناک آنے سے بھی زیادہ ذلیل پایا ہے۔

۴۔ ضرار بن ضمرہ ضبابی سے روایت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے حضرت علی کو بعض

موقعوں پر دیکھا جبکہ رات اپنے دامن ظلمت کو پھیلا چکی تھی تو آپ محراب عبادت میں ایستادہ ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مارگزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدہ کی طرح رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے دنیا! اے دنیا! مجھ سے دور ہو، کیا میرے سامنے اپنے کو لائی ہے یا میری مشتاق بن کر آئی ہے؟ تیرا وہ وقت نہ آئے کہ تو مجھے فریب دے سکے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے جا کسی اور کو جل دے۔ مجھے تیری خواہش نہیں ہے۔ میں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں۔ تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم، تیری آرزو ذلیل و پست ہے، افسوس زاد راہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دور دراز، منزل سخت اور ٹھکانا تکلیف دہ ہے۔

۵۔ حضرت علی علیہ السلام نے عثمان بن حنیف انصاری کو جو حضرت کی جانب سے بصرہ کا گورنر تھا، خط تحریر فرمایا آپ کو معلوم ہوا کہ وہاں کے لوگوں نے اس کو کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ اس دعوت میں شریک ہوا ہے۔ حضرت نے تحریر فرمایا اے حنیف کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہیں بصرہ کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان نے کھانے کی دعوت دی ہے اور تم وہاں فوراً پہنچ گئے۔ مختلف قسم کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارا خدمت میں پیش کیے جا رہے تھے اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جا رہے تھے۔ مجھے امید نہ تھی کہ تم ان کی دعوت کو قبول کر لو گے۔ جن کے ہاں غریب و لاچار دھتکارے گئے ہوں اور امیر لوگوں کو دعوت دی گئی ہو۔ دیکھو جو چیز تم کھاتے ہو کھا لیا کرو اور جس چیز کے متعلق تمہیں شک ہو اس کو پھینک دیا کرو۔ جس چیز کے پاک ہونے کا یقین ہو اس کو کھا لیا کرو۔ خبردار! ہر مقتدی کا ایک امام ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور اس کے علم کے نور سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ خبردار تمہارا امام تو ایک ایسا شخص ہے جس نے اس دنیا میں صرف دو پیانی چادروں اور کھانے میں دو روٹیوں پر اکتفا کر لی ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ بات تمہارے بس کی نہیں ہے۔ لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیزگاری، کوشش، پاکدامنی اور سلامتی روی میں میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا میں سونا جمع نہیں کر رکھا۔ اور نہ اس کے مال و منال میں ذخیرے جمع کر لیے ہیں۔ نہ میں نے ان پرانے کپڑوں کی بجائے کوئی اور بوسیدہ کپڑا مہیا کر رکھا ہے۔ اس آسمان کے سایہ میں ہمارے پاس صرف فدک کا علاقہ موجود تھا۔ اس پر بھی کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروا نہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے۔ بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کیا کروں گا۔ جب نفس کی کل منزل قبر قرار پانے والی ہے۔ کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے۔ اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی۔ وہ ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کشادہ بھی رکھیں جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے

اور مسلسل مٹی ڈالے جانے کی وجہ سے اس کی درازیں بند ہو جائیں گی۔ میری توجہ تو صرف اسی طرف ہے کہ میں تقویٰ الٰہی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تاکہ اس دن کہ جب خوف حد سے بڑھ جائے گا۔ وہ مطمئن رہے اور پھسلنے کی جگہ پر مضبوطی سے جما رہے۔ اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شہد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے لیے ذرائع مہیا کر سکتا تھا۔ لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنا لیں اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جبکہ حجاز و یمامہ میں ایسے لوگ ہوں کہ جنہیں ایک روٹی ملنے کی بھی آس نہ ہو اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہ ہوا ہو۔ کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں۔ حالانکہ میرے گرد و پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں۔ یا میں ایسا ہو جاؤں جیسے کہنے والے نے کہا ہے کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں۔ کیا میں اسی میں مگن رہوں کہ مجھے امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ مگر میں زمانہ کی سختیوں میں مومنوں کا شریک و ہمدم اور زندگی کی بدمزگی میں ان کے لیے نمونہ نہ بنوں۔ میں اس لیے تو پیدا نہیں ہوا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگا رہوں، اس بندھے ہوئے چوپایہ کی طرح جسے صرف اپنے چارے ہی کی فکر رہتی ہے یا اس کھلے ہوئے جانور کی طرح کہ جس کا کام منہ مارنا ہوتا ہے۔ وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو مقصد پیش نظر ہوتا ہے اس سے غافل رہتا ہے۔ کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں؟ یا بیکار کھلے بندوں رہا کر دیا گیا ہوں۔ کہ گمراہی کی رسیوں کو کھینچتا رہوں۔ اور بھٹکنے کی جگہوں میں منہ اٹھائے پھرتا رہوں۔ میں سمجھتا ہوں تم میں سے کوئی کہے گا کہ جب ابن ابی طالب کی خوراک یہ ہے تو ضعف و ناتوانی نے اسے حریفوں سے بھڑنے اور دلیروں سے ٹکرانے سے بٹھا دیا ہوگا۔ مگر یاد رکھو کہ جنگل کے درخت کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے اور تر و تازہ پیڑوں کی چھال کمزور اور پتلی ہوتی ہے۔ اور صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا ہے اور دیر سے بجھتا ہے۔ مجھے رسول سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی درخت سے پھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا۔ اور موقع پاتے ہی ان کی گردنیں دبوچ لینے کے لیے لپک کر آگے بڑھوں گا اور کوشش کروں گا کہ اس الٹی کھوپڑی والے بے ہنگم ڈھانچے سے زمین کو پاک کر دوں تاکہ کھلیان کے دانوں سے کنکر نکل جائے۔ اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے۔ تیری باگ ڈور تیرے کاندھے پر ہے۔ میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں، تیرے پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں۔ اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل و تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے؟ کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا؟ وہ تو قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاک لحد میں دبکے ہوئے ہیں۔ اگر تو دکھائی دینے والا مجسم

اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں دلا دلا کر بہکایا۔ قوموں کی قوموں کو ہلاکت کے گڑھوں میں لا دھکیلا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر اُتارا جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لئے اُترا جائیگا اور نہ سیراب ہو کر پلٹا جائے گا۔ پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا جو تیری موجوں پر سوار ہو گا وہ ضرور ڈوبے گا اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا وہ توفیق سے ہمکنار ہو گا۔ تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروا نہیں کرتا۔ اگرچہ دنیا کی وسعتیں اس کے لئے تنگ ہو جائیں۔ اس کے نزدیک تو دنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہوا چاہتا ہے مجھ سے دور ہو۔ میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثنا نہیں کرتا کہ میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر اکتفا کرے۔ اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کر دوں گا جس طرح وہ چشمہ آب جس کا پانی تہ نشین ہو چکا ہو۔ کیا جس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں۔ اسی طرح علی بھی اپنے پاس کا کھائے اور بس سو جائے۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں۔ اگر وہ زندگی کے طویل سال گزارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے۔ خوشا نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا، سختی اور مصیبت میں صبر کئے پڑا رہا۔ راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑا رہا۔ کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔ اے ابن حنیف! اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو، تاکہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو۔

۶۔ امیر علیہ السلام کا کلام ہے (فرمایا) خدا کی قسم مجھے سعدان کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات بسر کرنا اور زنجیروں میں مقید ہو کر گھسیٹا جانا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو یا دنیا کے مال سے کوئی چیز زبردستی حاصل کی ہو۔ میں اپنی ذات کا کسی پر ظلم کس طرح کر سکتا ہوں جو بہت جلد فنا کی طرف پلٹنے والی ہے اور بہت مدت تک مٹی کے نیچے دبی رہنے والی ہے۔"

۷۔ حضرت امیر علیہ السلام کا فرمان ہے۔ بصرہ میں اپنے ایک صحابی علاء بن زیاد حارثی کے ہاں عیادت کے لئے

لے گئے تو اس کے گھر کی وسعت کو دیکھ کر فرمایا۔ تم دنیا میں اس گھر کی وسعت کو کیا کرو گے؟ درآنحالیکہ آخرت میں تم گھر کی وسعت کے زیادہ محتاج ہو کہ جہاں تم نے ہمیشہ رہنا ہے، ہاں اگر اس کے ساتھ تم آخرت میں بھی وسیع گھر چاہتے ہو تو اس میں مہمانوں کی مہمان نوازی، قریبیوں سے اچھا برتاؤ اور موقع اور محل کے مطابق حقوق کی ادائیگی کرو۔ اگر ایسا کیا تو اس کے ذریعے آخرت کی کامیابیوں کو پاؤ گے۔ علاء بن زیاد نے کہا یا امیرالمومنین مجھے اپنے بھائی عاصم بن زیاد کی آپ سے شکایت کرنا ہے۔ حضرت نے پوچھا کیوں اسے کیا ہوا؟ علاء نے کہا کہ اس نے بالوں کی چادر اوڑھ لی ہے اور دنیا سے بالکل بے لگاؤ ہو گیا ہے تو حضرت نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا اے اپنی جان کے دشمن تمہیں شیطان خبیث نے بھٹکا دیا ہے تمہیں اپنی آل و اولاد پر ترس نہیں آتا اور کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ اللہ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال کیا ہے اگر تم انہیں کھاؤ برتو گے تو اسے ناگوار گزرے گا۔ تم اللہ کی نظروں میں اس سے کہیں زیادہ گرے ہو تاکہ وہ تمہارے لئے یہ چاہے۔ اس نے کہا یا امیرالمومنین پھر آپ کا پہناوا بھی تو موٹا جھوٹا ہے اور کھانا روکھا سوکھا ہوتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ تم پر حیف ہے میں تمہارے مانند نہیں ہوں، خدا نے آئمہ حق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے کو مفلس و نادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تاکہ مفلوک الحال اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے

۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط تحریر فرمایا! امّا بعد انسان کو کبھی ایسی چیز کا ملنا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کرتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔ یہ خوشی اور غم بیکار ہے تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونا چاہیئے۔ اس میں سے کوئی چیز جاتی رہے تو اس پہ رنج نہ ہونا چاہیئے اور جو چیز دنیا سے پاؤ اس پر زیادہ خوش نہ ہو، اور جو چیز اس سے جاتی رہے اس پہ بے قرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگو بلکہ تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف توجہ موڑنا چاہیئے۔

۹۔ موفق بن احمد خوارزمی ابومریم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔" اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسی چیز سے زینت دی ہے جو اللہ تعالیٰ کو دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ کا دنیا سے کنارہ کشی کرنا، آپ کا غرباء کو دوست رکھنا، ان کی پیروی پر آپ کا راضی ہونا اور غرباء آپ کے امام ہونے پر رضامند ہیں۔ اے علیؑ! جس نے تمہیں دوست رکھا اور تمہاری تصدیق کی۔ اس کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے اور جس نے تم سے بغض رکھا اور تمہیں جھٹلایا اس کے لئے ہلاکت ہے۔ ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ قیامت کے روز اسے جھوٹے لوگوں کے مقام پر کھڑا کرے گا۔

۱۰۔ موفق خوارزمی نے عدی بن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا آپ نے

اس کے کھانے سے انکار فرمادیا اور کہا کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول نہیں فرمایا
تھا میں اس کے کھانے کو اس لئے پسند نہیں کرتا۔

۱۱۔ المناقب میں چادریں فروخت کرنے والے صالح سے روایت ہے کہ میں حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے
کوفہ میں ملا۔ حضرت کھجوروں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے امیرالمومنین میں ان
کھجوروں کو آپ کی بجائے اٹھاکر آپ کے دولتکدہ پر پہنچا دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا عیالدار ان کے اٹھانے
کا زیادہ حقدار ہے۔ آپ نے کھجوریں مجھے اٹھانے کے لئے عطانہ فرمائیں۔ میں حضرت کے ساتھ آپ کے گھر تک
چل کر آیا۔ آپ کھجوریں لے کر گھر میں داخل ہوئے، پھر آپ اسی چادر کے واپس تشریف لائے جس پر کھجوروں کے
چھلکے لگے ہوئے تھے۔ اور آپ نے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی"

۱۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام غلام کی طرح تشریف فرما ہوتے تھے اور غلام
کی مانند کھانا کھاتے تھے۔ آپ لوگوں کو گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلاتے تھے اور اپنے گھر والوں کے پاس
تشریف لے جاکر خود جو کی روٹی زیتون یا سرکہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ آپ سنبلانی کھردرے کپڑے کی
قمیص خریدتے تھے۔ اس کا بہتر حصہ اپنے غلام قنبر کو دے دیتے تھے اور اس کا خراب حصہ خود زیب تن
فرمایا کرتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر حضرت پر بیک وقت دو مشکل مرحلے پیش ہو جاتے تھے تو
آپ ان دونوں کاموں میں اس کام کو منتخب فرما لیتے تھے جو ان میں مشکل ترین ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر جو سخت مشکل پیش ہوتی وہ آپ پر بھروسہ فرماتے ہوئے اس مہم میں آپ کو روانہ فرماتے تھے۔ آپ پانچ
سال کے قریب خلیفہ رہے۔ آپ نے پکی اور نہ ہی کچی اینٹ کی کوئی عمارت بنائی (انتقال کے وقت) آپ کی میراث
میں سات سو درہم کے سوا جو بخشش کرنے سے بچ گئے تھے جس سے اپنے افراد خاندان کی خاطر خادم خریدنا چاہتے
تھے چاندی اور سونے کی کوئی چیز بطور میراث نہ چھوڑی۔ آپ کا کام اور عمل کرنے کا دستور العمل اس شخص کی مانند
تھا جس کے پیش نظر جنت اور جہنم دونوں ہوں۔ حضرت نے اپنے ہاتھ کی کمائی اور خون و پسینہ سے کمائے
ہوئے مال سے ہزار غلام کو آزاد کرایا تھا۔ آپ ہر کام اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کرتے تھے
حضرت امام علی بن حسین علیہما السلام عبادت (الٰہی) میں اس قدر کوشش فرماتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی
شخص اس قدر کوشش نہیں کرے گا۔ ایک مرتبہ آپ کا فرزند ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور حضرت کو (کثرت عبادت کی وجہ سے) اس حالت میں پایا کہ رات کو جاگنے اور بھوک کی وجہ
سے آپ کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ (خوف خدا سے) رونے کی وجہ سے آنکھیں دھنس چکی تھیں (کثرت سجود
کی وجہ سے پیشانی مبارک پر اونٹ کے گھٹنے کی طرح گٹھا پڑ چکا تھا۔ کثرت سجود کے باعث ناک کے

درمیان پردہ پر سوراخ ہوگیا تھا۔ نماز میں طویل قیام کی وجہ سے حضرت کی دونوں پنڈلیاں اور قدم مبارک متورم ہو
چکے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں از روئے شفقت حضرت کی یہ حالت دیکھ کر اپنے قابو میں
نہ رہا اور رو پڑا۔ آپ اس حالت میں کچھ غور و فکر کر رہے تھے۔ میرے حاضر ہونے کے تھوڑی دیر بعد آپ
میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے "اے میرے فرزند مجھے وہ صحیفے لاکر دو جس میں میرے دادا امیرالمومنین
علیہ السلام کی عبادت درج ہے۔ میں نے وہ صحائف لاکر حضرت کی خدمت میں پیش کر دئے۔ حضرت
نے تھوڑا سا ان میں پڑھا اور غم اور بے قراری سے ملول ہو کر ان کو رکھ دیا اور فرمایا کہ امیرالمومنین کی عبادت
کے برابر عبادت کرنے کی کس شخص میں طاقت ہے"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بیت المال میں تشریف
لاتے تھے تو مستحقین کو جمع کرکے مال پر ہاتھ ڈالتے تھے۔ اور فرماتے تھے اے زرد (سونا) اے سفید
(چاندی) مجھے دھوکہ دیتے ہو، مجھے دھوکہ دیتے ہو، مجھے دھوکہ دیتے ہو۔ حضرت اس وقت تک بیت المال
سے باہر نہیں نکلتے تھے حتیٰ کہ ہر مستحق کو اس کا مناسب حصہ عطا کر دیتے تھے (مال تقسیم فرمانے کے بعد) حکم
دیتے تھے کہ بیت المال میں پانی چھڑک کر جھاڑو دے دیا جائے۔ پھر آپ بیت المال میں دو رکعت نماز
ادا فرماتے تھے۔ پھر فرماتے تھے اے دنیا! خواہ تم میرے سامنے بحالت مجبوری پیش ہو یا شوق و محبت
کی خاطر جلوہ افروز ہو۔ میں نے تو تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اب تو میرے لئے تیرے بارے
میں رجوع بھی نہیں ہو سکتا۔"

۱۳۔ کتاب فصل الخطاب اور مسند امام احمد بن حنبل میں مرقوم ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ
تم مجھے اس حالت میں دیکھتے ہو کہ میں نے شکم پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا ہوا ہے (میں نے) آج کے
دن جو صدقہ تقسیم کیا ہے اس کی تعداد چار ہزار دینار ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ چالیس ہزار
دینار ہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ اس سے حضرت کی مراد اپنے اس مال کی زکوٰۃ نہیں ہے جو آپ کے تصرف
میں تھا بلکہ اس سے آپ کے اوقات کے مال کا صدقہ مراد ہے جس کو حضرت نے بطور صدقہ جاریہ کے
وقف کی صورت میں قائم کیا تھا اور اس وقف جائیداد سے غلہ کی مالیت کی تعداد اس قدر ہوتی
تھی۔ حضرت پر ایک موٹی چادر ہوتی تھی جس کو پانچ درہم میں خرید فرمایا تھا۔ احادیث آپ
کی فضیلت میں بے شمار وارد ہوئی ہیں۔

۱۴۔ ابوالحسن علی بن احمد علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور آپ کے سامنے کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ایک ٹوکری موجود تھی۔ جس پر ایک یا دو روٹیاں جو کے آٹے

کی رکھی ہوئی تھیں۔ جو کے چھلکے روٹی پر صاف دکھائی دیتے تھے۔ حضرت روٹی کو اپنے دونوں گھٹنوں سے توڑ کر تناول فرما رہے تھے۔ میں نے ایک حبشن نوکرانی سے کہا جس کا نام فضہ تھا کہ تم نے اس آٹے کو کیوں نہیں چھانا اس نے کہا کہ حضرت بغیر چھانے ہوئے آٹے کی روٹی کھاتے ہیں۔ (اگر میں آٹے کو چھان لوں) تو اس کا گناہ میری گردن پر ہوگا۔ (یہ سن کر) حضرت ہنس پڑے اور فرمایا کہ میں نے اس کو حکم دیا ہے کہ تم آٹے کو چھانا نہ کرو۔ ہم لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اس طرح میں اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہوں تاکہ مومن میری پیروی کریں۔ اور ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اپنے اصحاب سے ملاقات کروں۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس سے بھی زیادہ سوکھی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔

۱۵۔ عدی بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی خدمت میں سادہ پانی، جو کی روٹی کے ٹکڑے اور نمک موجود تھا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ سارا دن ریاضت اور مشقت میں بسر کرتے ہیں (عبادت کے لئے) ساری رات جاگنے کی کوفت میں گزارتے ہیں۔ پھر (کھانے پینے کے معاملہ میں) آپ کا یہ طور و طریقہ ہے۔ فرمایا میں قناعت کی پابندی سے نفس کی بیماریوں کو دور کرتا ہوں۔ ورنہ نفس تو بقدر کفایت سے زیادہ طلب کرے گا۔

۱۶۔ احنف بن قیس سے روایت ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آپ کے افطار کے وقت حاضر ہوا۔ آپ نے ایک چمڑے کا مہر شدہ تھیلا منگوایا جس میں جو کا آٹا موجود تھا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے اس خوف کے مارے اس پر مہر لگا دی ہے کہ کوئی اس سے آٹا لے نہ جائے۔ فرمایا نہیں بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں حسنؑ اور حسینؑ اس میں گھی یا زیتون نہ ملا دیں۔ میں نے عرض کیا کیا یہ دونوں چیزیں آپ پر حرام ہیں۔ فرمایا نہیں لیکن آئمہ پر یہ بات واجب ہے کہ وہ کھانا تناول کریں جس کو مفلس اور بالکل نادار لوگ کھاتے ہوں۔ تاکہ غریب کو اپنی غربت کی شکایت نہ رہے اور امیر اپنے امیرانہ پن کی بنا پر اتراتا نہ پھرے۔"

۱۷۔ سید علی ہمدانی قدس سرہ و وہب لنا برکاتہ و فتوحاتہ کتاب ذخیرۃ الملوک میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد کوفہ میں اعتکاف فرماتے۔ افطار کے وقت آپ کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا حضرت علی نے چمڑے کے تھیلے سے جو کے ستو نکال کر اس میں سے کچھ اعرابی کو عنایت کئے۔ اعرابی نے ستو نہ کھایا بلکہ اس ستو کو اپنے عمامہ کے ایک پلہ میں رکھ دیا۔ اعرابی نے حسنین رضی اللہ عنہما کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر دونوں شہزادوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور ان دونوں سے کہنے

کہ میں نے مسجد میں ایک مسافر بزرگ کو دیکھا ہے جس کے پاس اس ستو کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ مجھے اس شخص پر رحم آتا ہے۔ میں اس کھانے میں سے کچھ حصہ اس شخص کے پاس لے جانا چاہتا ہوں تاکہ وہ بھی اس کھانے میں سے تناول کرے۔ دونوں شہزادے (سن کر) رو پڑے اور دونوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے باپ امیر المومنین علی ہیں۔ اپنے نفس پر اس ریاضت کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔

۱۸۔ کتاب نہج البلاغہ کی شرح میں تحریر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل مشہور و معروف ہیں جس کا اقرار آپ کے دشمنان نے بھی کیا ہے۔ آپ کے دشمنوں نے ہر حیلہ اور بہانے سے پوری کوشش سے حضرت کے فضائل کو مٹانے کی سعی کی ہے اور حضرت پر تمام منبروں پر (معاذاللہ) لعنت کرتے رہے ہیں۔ ان کے اس عمل سے حضرت کی منزلت بڑھتی گئی ہے۔ آپ کا علم آپ کو بطور میراث اور الہام ودیعت کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کے اور آپ کے چچا کے بیٹے علی کے علم میں کتنا فرق ہے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا جس طرح بارش کا ایک قطرہ بحر بیکراں کے مقابل میں ہوتا ہے۔ علم قرآن، علم طریقت اور حقیقت، احوال تصوف، علم نحو اور صرف تمام کے تمام آپ نے ایجاد کئے ہیں۔ آپ کی بہادری بہت مشہور ہے۔ مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔ حضرت علی نے (جنگ صفین کے موقع پر) معاویہ کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی تاکہ لوگ اس لڑائی سے نجات حاصل کریں۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ علی نے تیرے ساتھ انصاف سے کام لیا۔ معاویہ نے کہا (اے عمرو عاص) تم نے آج کے دن کے سوا جب بھی مجھے نصیحت کی کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ تم مجھے ابوالحسن کے ساتھ جنگ کرنے کو کہتے ہو حالانکہ تمہیں اس بات کا علم ہے کہ آپ وہ بہادر ہیں جو (مدمقابل کو سر پر) ہتھوڑے کی مانند چوٹیں لگاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم ملک شام پر حکومت کرنے کی لالچ رکھتے ہو۔ عمرو بن عبدود کی بہن نے عمرو بن عبدود کا مرثیہ کہا ہے۔ ؎

لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ　　　لکنت ابکی علیہ اخر الابد
لکن قاتلہ من لا نظیر لہٗ　　　وکان یدعی ابوہ بیضۃ البلد

عمرو کو اگر علی کے سوا کوئی اور شخص قتل کرتا تو میں قیامت تک روتی رہتی لیکن عمرو کا قاتل وہ شخص ہے جس کی نظیر نہیں ہے اور جس کے باپ کو (شہر مکہ کا) سردار کہا جاتا ہے۔ آپ کی قوت اور طاقت ضرب المثل ہے۔ اس کی ذات والا صفات وہ ہے جس نے خیبر کے دروازے کو اکھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ لوگوں کی ایک جماعت نے جمع ہو کر خیبر کے دروازے کو اکھاڑنا چاہا لیکن نہ اکھاڑ سکے تھے۔ اپنی خلافت

ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کی خطابت سے ایک خزانہ یاد کیا ہے۔ جتنا ان کو مصرف میں لایا جائے۔ اسی
قدر خیر و برکت بڑھتی اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ میں نے علی علیہ السلام کے مواعظ کی سو فصلیں ازبر کی ہیں۔
تمہاری تسلی کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ جس قدر حضرت علی علیہ السلام کا کلام مدون کیا گیا ہے،
فصحا رصحابہ میں سے کسی کا کلام اس کے مقابل میں عشر عشیر بھی جمع نہیں ہوا۔ اس بارے میں ابو عثمان عمرو بن
بحر جاحظ نے آپ کی تعریف جو اپنی کتاب البیان والتبیین اور اپنی دیگر کتب میں کی ہے آپ کو کماحقہٗ
مطمئن کر دے گی"

اخلاق کی بلندی، خندہ پیشانی، زبان کی شیرینی اور مسکرا کر باتیں کرنا یہ اوصاف اس قدر پائے
جاتے تھے کہ آپ کو ضرب المثل کے طور پر بیان کیا جاتا تھا۔

صعصعہ بن صوحان وغیرہ اپنے شیعوں اور آپ کے اصحاب کا بیان ہے کہ آپ ہم میں ایسے رہتے
سہتے تھے جیسے ہم میں سے ایک فرد ہیں۔ آپ نرم پہلو والے اور بے حد منکسر المزاج تھے۔ ان باتوں کے
باوجود ہم لوگ حضرت کے رعب اور دبدبہ سے اس قدر خائف رہتے تھے، جس طرح قیدی کے سر پر
جلاد تلوار لے کر کھڑا ہو"

دنیا سے بے تعلقی یہ تھی کہ آپ کو سید الزہاد کہا جاتا ہے۔ آپ نے پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہ کھایا۔ آپ
تمام لوگوں سے زیادہ خستہ حالت کا کھانا اور لباس پہنا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی رافع نے کہا کہ ایک دفعہ عید
کے روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں چمڑے کا مہر بند تھیلا پیش کیا گیا۔ جس
میں جو کی سوکھی سڑی روٹی موجود تھی۔ آپ نے اس کو تناول فرمایا۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا (اے
امیر المومنین) آپ نے اس پر مہر کیوں لگا رکھی ہے۔ فرمایا: "ان دو بچوں کا ڈر ہے کہ کہیں اس میں گھی یا زیتون
نہ ملا دیں۔ آپ کے کپڑے میں کبھی چمڑے کے اور کبھی کھجور کی پتی کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ آپ کی نعلین
خرمے کے لیف کی ہوتی تھی۔ آپ موٹا، کھردرا کپڑا پہنا کرتے۔ اگر آستین لمبی ہو جاتی تو اس کو کاٹ دیا
کرتے۔ آپ کا سالن سرکہ یا نمک ہوتا تھا۔ اگر اس سے کچھ اور زیادتی کی تو زمین کی سبزی میں سے کوئی
چیز ہوتی تھی۔ اگر اس سے بھی زیادتی ہوتی۔ تو تھوڑی مقدار میں اونٹ کا دودھ ساتھ ہوتا تھا۔ آپ گوشت
بہت کم کھایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اپنے شکموں کو حیوان کی قبریں نہ بنایا کرو۔ آپ کی ذات وہ
تھی جس نے دنیا کو تین بار طلاق دے دی تھی۔ آپ کی خدمت میں ملک شام کے سوا تمام اسلامی
جات کا مال آتا تھا۔ آپ اس کو لوگوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے"

۱۹۔ کتاب المناقب میں تحریر ہے کہ آپ کی وہ قمیص جس میں آپ کو شہید کیا گیا تھا وہ امام محمد باقر رضی اللہ

کے پاس موجود تھی۔ جس کا طول بارہ اور عرض تین بالشت تھا اور اس پر حضرت کے خون کے نشانات موجود تھے۔

عبادت کے معاملہ میں تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے اور آپ کی نماز اور روزہ تمام لوگوں سے
زیادہ ہوتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو نماز شب اور وظیفہ پڑھنے کی تعلیم دی تھی۔ (صفین کی جنگ کے
موقعہ پر) لیلۃ الہریر کی رات تیر آپ کے سامنے بلند ہو کر گرتے تھے۔ اور آپ کے کانوں کے دونوں
گوشوں کے نزدیک سے گزر رہے تھے۔ لیکن آپ کو مطلق اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا۔ سجدوں
کے طول کے باعث حضرت کی پیشانی مبارک پر اونٹ کے قدم کی مانند نشان پڑا ہوا تھا۔ اگر آپ حضرت
کی دعاؤں اور مناجات میں غور و فکر کریں تو آپ کو ان میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور جلال کے دھبے ملیں گے
اللہ کی ہیبت اور عظمت کا آپ کے دل میں خضوع اور خشوع پیدا ہوگا۔ اور آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت کا اللہ تعالیٰ
کے بارے میں کس قدر اخلاص اور کس درجہ پر مقام عبدیت حاصل تھا۔ علی بن حسین علیہم السلام سے دریافت
کیا گیا اور آپ عبادت کے انتہائی درجہ پر فائز تھے۔ تو آپ کی عبادت کو آپ کے دادا علی (علی علیہ السلام)
کی عبادت سے کتنا لگاؤ ہے۔ فرمایا میری عبادت کو میرے دادا کی عبادت سے اتنا لگاؤ ہے جس قدر میرے
دادا کی عبادت کو رسول اللہ صلعم کی عبادت سے لگاؤ تھا۔ قرآن پڑھنے اور اس میں مصروف رہنے کے
متعلق تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے رسول اللہ کے زمانہ میں قرآن مجید کو زبانی یاد کر
لیا تھا اور آپ کے سوا اور کسی شخص نے قرآن یاد نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع
کیا تھا۔ رائے اور تدبیر کے معاملہ میں آپ تمام لوگوں سے زیادہ مضبوط رائے اور سب سے زیادہ صحیح
تدبیر رکھتے تھے۔ اور آپ کے دشمن کہا کرتے تھے کہ ہم نے علی کو شریعت کے امور میں مقید پایا ہے اور
ہم نے آپ سے خلاف شرع کسی فعل کو سرزد ہوتے نہیں دیکھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے فرمایا اگر دین
اور پرہیز گاری کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمام عرب سے سے زیادہ چالاک ہوتا۔ معاویہ مجھ سے زیادہ چالاک اور
سیاست دان نہیں ہے لیکن وہ دھوکہ دیتا ہے اور فسق و فجور برپا کرتا ہے۔ اگر مجھے دھوکہ بازی کا اندیشہ
نہ ہوتا تو میں لوگوں سے زیادہ چالاک اور سیاست دان ہوتا لیکن ہر دھوکہ بازی فسق و فجور کی طرف لے جاتی ہے
اور ہر فسق و فجور کفر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ قیامت کے دن ہر دھوکہ باز اور بے وفائی کرنے والے کے لئے جھنڈا
نصب کیا جائے گا جس کے ذریعہ وہ پہچانا جائے گا۔ خدا کی قسم میں لوگوں کو مکر اور فریب میں مبتلا نہیں
کروں گا۔ اور نہ ہی مصائب کے وقت گھٹیا پن دکھاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا ہدایت کا امام اور ہلاکت
کا امام، نبی کا دوست اور نبی کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے۔"

سیاست کے معاملہ میں آپ ذات باری تعالیٰ کے حق میں نہایت سخت تھے رجب کہ ایک گروہ نے آپ

کو خدا کہنا شروع کر دیا تھا) تو آپ نے ان لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ باوجودیکہ ذمی لوگ رسول اللہ کی نبوت کی تکذیب کرتے تھے لیکن آپ کو دوست رکھتے تھے۔ فلاسفر اہل اسلام سے دشمنی کے باوجود آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ شاہان افرنج اور روم نے اپنی عبادت گاہوں میں آپ کی تصویر اسی شکل کی بنا رکھی تھی کہ آپ تلوار اٹھائے ہوئے معرکہ قتال کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ ترک اور دیلم کے بادشاہوں نے آپ کی شکل اپنی تلواروں پر منقش کر رکھی تھی۔ عضدالدولہ بن بویہ، رکن الدولہ بن عضدالدولہ، الپ ارسلان اور آپ کا بیٹا ملک شاہ ان سب حضرات نے اپنی اپنی تلواروں پر حضرت کی تصویر بنا رکھی تھی۔ یہ حضرات اس تصویر کو باعث برکت خیال کرتے تھے۔ اور اس سے نصرت اور کامیابی کی شگون لیتے تھے۔ میں اس شخص کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں جس کو ہر شخص دوست رکھتا ہو۔ اپنے آپ کو حضرت کی طرف منسوب کرنے میں فخر اور عزت تصور کرتا ہو۔ جوانمردی اور بہادری آپ کی خاص صفت ہے اور مشہور و معروف شعر کے ذریعہ جس میں آپ کی مدح کی گئی ہے۔ لوگوں نے جنگ احد کے موقعہ پر آسمان سے یہ آواز سنی تھی۔ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی۔ میرے امکان میں ایسی ذات کی تعریف نہیں ہے جس کا باپ ابوطالب ہو جو سید البطحیٰ، شیخ قریش اور رئیس مکہ ہوں۔ کندی کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ کندی نے نبی کریم صلعم کو نبوت کے آغاز میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ کے ساتھ ایک لڑکا اور عورت بھی نماز ادا کر رہی تھی۔ کندی کا بیان ہے کہ میں نے عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کون آدمی ہے۔ اس نے کہا یہ میرے بھائی کا فرزند محمد ہے۔ جو اس بات کا مدعی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ آپ کی پیروی اس لڑکے نے کی ہے جس کا نام علی ہے اور یہ بھی میرے بھائی کے نورچشم ہیں یا اس عورت نے آپ کی پیروی کا دم مارا ہے جو آپ کی زوجہ محترمہ ہیں جن کا نام خدیجہ ہے۔ کندی نے کہا کہ میں نے عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ لوگ اس شخص کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم لوگ اس انتظار میں ہیں کہ دیکھیں ہمارے سردار ابوطالب اس بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔" رسول اللہ صلعم کی بچپن میں حضرت ابوطالب نے کفالت فرمائی تھی اور جب رسول اللہ صلعم بڑے ہوئے تو آپ ہی رسول اللہ کی حمایت، نصرت اور آپ کے دشمنوں کی تکالیف آپ سے دور کرتے رہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب حضرت ابوطالب کا (مکہ میں) انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو وحی کی کہ اب تم مکہ سے ہجرت کر جاؤ۔ تمہاری نصرت و امداد کرنے والے کا اس دنیا سے انتقال ہو چکا ہے۔ حضرت علی کو یہ شرف اور بزرگی اپنے باپ کی جانب سے عطا ہوئی ہے کہ آپ کے چچا کے فرزند حضرت محمد صلعم ہیں جو اولین اور آخرین کے سردار ہیں۔ آپ کے بھائی حضرت جعفر ہیں۔ جن کو قدرت نے دو پر عطا کئے ہیں۔ آپ کی زوجہ

محترمہ (فاطمہ) تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے دونوں فرزند جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ آپ آباد اجداد کے سلسلہ نسب کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ متحد ہیں۔ نیز آپ اولاد کے بارے میں بھی رسول اللہ سے متحد ہیں (آپ کے فرزند حسنین رسول اللہ کے فرزند ہیں) حضرت علی رسول اللہ سے اصول اور فروع دونوں باتوں میں رسول اللہ سے ملے ہوئے ہیں۔ آپ کا گوشت اور خون رسول اللہ کے گوشت اور خون سے ملا ہوا ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کے نور کو پیدا کیا اس وقت سے یہ دونوں آپس میں ساتھ ساتھ رہے۔ حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب ان دونوں بھائیوں میں آکر وہ نور الگ الگ ہو گیا۔ رسول اللہ اور علی کی ماں ایک ہیں (جناب رسولؐ علیؑ کی والدہ کو اپنی ماں کہا کرتے تھے) جناب عبداللہ کی صلب سے انبیا کے سردار اور جناب ابوطالب کی پشت سے اوصیا کے سردار پیدا ہوئے۔ یہ رسول اول ہیں اور یہ علی تالی ہیں۔ یہ (رسول) ڈرانے والے ہیں اور یہ علی ہادی ہیں۔ اکثر صاحبان حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت علی سب لوگوں سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لانے والے ہیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ میں ہی صدیق اکبر ہوں اور میں ہی فاروق اعظم ہوں۔ لوگوں سے پہلے میں ہی اسلام لایا ہوں اور لوگوں سے پہلے میں نے نماز پڑھی ہے۔ جس شخص نے کتب حدیث کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے۔ مورخ واقدی اور ابن جریر کا نظریہ یہ ہے کہ فاطمہ بنت اسد، حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور ام ہانی کی والدہ ماجدہ دس مسلمانوں کے بعد اسلام لائی تھیں اور اسلام لانے والوں میں آپ کا گیارھواں نمبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی تکریم اور تعظیم میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے تھے اور آپ کو اپنی ماں کہکر یاد فرماتے تھے۔ رسول اللہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ رسول اللہ جناب فاطمہ بنت اسد کی قبر کی لحد میں اتر کر جناب فاطمہ بنت اسد کے ساتھ لیٹ گئے تھے (اللہ اکبر) رسول اللہ نے فرمایا حضرت ابوطالب کے انتقال کے بعد فاطمہ بنت اسد کے سوا میرے ساتھ اور زیادہ نیکی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔"

احمد بن یحییٰ بلاذری اور علی بن حسین اصفہانی نے بیان کیا ہے کہ قریش قحط سالی کا شکار ہو گئے تھے۔ رسول اللہ نے اپنے چچا حمزہ سے فرمایا کہ اس موقعہ پر آپ ابوطالب کا بوجھ ہلکا کیوں نہیں کرتے۔ جناب حمزہ نے جناب جعفر کو اپنی کفالت میں اور رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ حضرت علی کی اس وقت عمر صرف چھ سال تھی۔ رسول اللہ نے حضرت علی کی تربیت بہترین طریقہ پر کی تھی اور رسول اللہ علی کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرتے تھے جس طرح حضرت ابوطالب رسول اللہ کے ساتھ برتاؤ

کیا کرتے تھے۔ جب حضرت عبدالمطلبؓ کا انتقال ہوگیا تو جناب ابوطالب نے رسولؐ اللہ کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور یہ واقعہ حضرت علی علیہ السلام کے اس قول سے مطابقت کھاتا ہے کہ میں نے اس امت سے سات سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ حضرت علی کا فرمان ہے کہ (رسول کے ساتھ) میں آواز کو سنتا تھا اور روشنی کو ملاحظہ کرتا تھا۔ یہ قصہ سات سال متواتر ہوتا رہا اور یہ تبلیغ اور انداز سے پہلے کی بات ہے۔ جب رسول اللہ نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت علیؓ کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ جس وقت حضرت علی علیہ السلام کے والدؓ ماجد نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک صرف چھ سال کی تھی۔ یہ بات صحیح اور درست ہے کہ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے اللہ تعالیٰ کی سات سال عبادت کی تھی۔ حضرت عبداللہ، حضرت ابوطالب اور زبیر کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔ باقی تمام اولاد جناب عبدالمطلب مختلف امہات سے تھی۔

انتہی الشرح (نہج البلاغہ مؤلفہ علامہ ابن ابی الحدید)

باب ۵۲

ان واقعات کے بیان میں جن کو ابوعثمان عمر بن جاحظ البصری معتزلی صاحب کتاب البیان التبیین جو علماء محققین اور مشاہیر متقدمین سے ہیں نے اپنے رسالہ میں تحریر کیے ہیں۔ رحمہ اللہ

اہل بیت کی غیروں پر فضیلت کے بارے میں خواہ مخواہ کے جھگڑوں اور تنازعات نے صحیح اور سلیم عقائد میں نقص اور اخلاق حسنہ میں فساد پیدا کر دیا ہے۔ ہم پر حق کی تلاش اور حق کی اتباع اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں جو مقصد طلب کیا ہے وہ ہم پر واجب ہے۔ ہمیں تعصب اور خواہشات نفسانی کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ گذشتہ لوگوں، اساتذہ اور آباؤ اجداد کی فرسودہ تقلید سے کنارہ کشی کرنا چاہیئے۔ ہمیں اس بات کا یقین ہونا چاہیئے اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا یہ ہوتا کہ بنو ہاشم اور دیگر لوگوں میں مساوات واقع ہے تو اللہ تعالیٰ بنو ہاشم کو سہم ذوی القربیٰ کے ساتھ مخصوص نہ کرتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ سے کہا (اے محمدؐ) اپنے قریبی رشتہ دار کو ڈراؤ۔" اور خداوند عالم نے فرمایا (اے محمدؐ) یہ ذکر تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے ہے

عنقریب تم لوگوں سے اس بات کا سوال کیا جائے گا۔" جب رسول اللہ کی قوم کو وہ خصوصیات حاصل ہیں جو اور لوگوں کو حاصل نہیں ہیں تو جو شخص جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا اس کی قدر و منزلت اسی معیار سے اور اونچی ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو بنو ہاشم کے ساتھ مساوی قرار دیتا تو بنو ہاشم پر صدقہ کو حرام نہ کرتا۔ بنو ہاشم پر اللہ تعالیٰ کا صدقہ کو حرام قرار دینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بنو ہاشم کی بزرگی اور طہارت اللہ کے نزدیک مسلم ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے برسر منبر ایک جماعت کے سامنے ارشاد فرمایا تھا "ہم اہل بیت ہیں قوم کے کسی فرد کا ہمارے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعید پاکیزہ افراد حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ، دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ، دو شہید ایک اللہ کا شیر حمزہؓ دوسرے دو پروں والے جناب جعفرؓ، مکہ کے سردار، پرندوں کے خوراک بہم پہنچانے والے حضرت عبدالمطلبؓ، حاجیوں کو پانی پلانے والے عباس اور رسول اللہ کے حامی و ناصر آپ سے زیادہ محبت کرنے والے، آپ کے کفیل اور مربی، آپ کی نبوت کا اقرار کرنے والے اور آپ کی رسالت کے معترف، اور رسول اللہ کی اپنے بہت سے اشعار میں تعریف کرنے والے اور قریش کے شیخ حضرت ابوطالبؑ یہ لوگ سب کے سب بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک ان میں سے دوسری سے بڑی ہے۔ ایک کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوتی ہے۔ دوسری میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ مجھے بے حد مہربان اور نہایت باریک بین (خدا) نے خبر دی کہ یہ اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہر سبب اور نسب قیامت کے روز ختم ہو جائے گا لیکن میرا سبب اور رشتہ قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ہے جس نے ہمیں ان لوگوں میں قرار دیا جو ہمارے نبی کے فرزندوں اور قرابتداروں کو دوست رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم لوگوں کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے مودت کرنا ہم پر اپنے اس فرمان کے ذریعہ فرض قرار دیا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ (قیامت کے روز) ہم سے ان سے محبت کرنے کے بارے میں اللہ کے اس فرمان کے مطابق پوچھا جائے گا (وقفو ھم مسئولون (اے فرشتو ان لوگوں کو روکو ان سے کچھ دریافت کرنا ہے۔" یعنی ان سے اہل بیت سے محبت رکھنے کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اگر ہم لوگ حضرت علی بن ابی طالب کے فضائل شریف، مقامات بزرگ، بلند درجات اور روشن فضائل کو شمار کرنا

شروع کر دیں تو اس بارے میں بہت بڑی لمبی چوڑی مجلدات اور دفاتر ختم ہو جائیں گے۔ آپ آدم علیہ السلام کی صحیح جڑ ہیں۔ آپ کا نسب بے عیب ہے۔ آپ کی ولادت گاہ ایک بلند مقام (خانہ کعبہ) ہے۔ آپ کی نشوونما مبارک اور بزرگ ہاتھوں میں ہوئی ہے۔ آپ کی منزلت بلند اور عمل زیادہ ہے اور آپ کے علم کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ آپ کی مثال اور ہمسری کوئی آدمی نہیں کر سکتا۔ آپ بلند ہمت اور قوت کاملہ کے مالک تھے۔ آپ کا طرز تکلم معجزانہ اور زبان مبارک خطیبانہ تھی۔ آپ کا سینہ (علم کے لحاظ سے) بہت کشادہ اور فراخ تھا۔ آپ کے اخلاق حمیدہ آپ کی فطرت میں سموئے ہوئے تھے۔ آپ کی گفتگو آپ کی بزرگی پر گواہ ہے۔ آپ کے تمام فضائل کا احاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ جب کہ ہماری کتابیں آپ کے تمام ارشادات کی تفسیر کو اپنے دامن میں جگہ دینے سے قاصر ہیں تو ہم کما حقہ آپ کی حقیقت کو بالتفصیل کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ اس جملہ کو صرف اہتمام حجت کے طور پر اس شخص کے لئے بیان کیا ہے جو حضرت کی فضیلت کی معرفت رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو" حسنؑ اور حسینؑ ان دونوں حضرات کے متعلق ان کے نانا کا فرمان ہے کہ یہ دونوں شہزادے جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ پسندیدہ اعمال اور پاکیزہ علوم میں ان دونوں کا حصہ ہر حصہ دار سے بڑھا ہوا ہے۔ محمد بن حنفیہ کے متعلق تمام دنیا کو اقرار ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار اور اپنے زمانہ کے بہادر ترین انسان تھے۔ فضل اور کمال میں انسان کامل تھے۔ علیؑ بن حسین کے بارے میں مختلف مذاہب کے لوگ آپ کی فضیلت اور بزرگی کے اقرار کرنے میں یک زبان ہیں۔ آپ کی بزرگی اور امامت کے بارے میں کسی ایک فرد نے شبہ و اشتباہ نہیں کیا۔ مدینہ کے لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ایک زمانہ میں ایسے تین افراد کو نہیں دیکھا جن کے نام علی ہوں اور ان میں کا ہر ایک فرد خلافت پر متمکن ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ان میں تمام ایک جیسے ایسے بہترین خصوصیات پائے جاتے ہوں۔ ان حضرات کی مراد ان تین حضرات کے متعلق ہوتی تھی۔ علی بن حسین بن علی، علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور علی بن عبداللہ بن عباس۔ ان حضرات کا ایک ایک فرزند پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اس کا نام محمد رکھا۔ نیز یہ حضرات بھی بزرگی، شرافت اور بھلائی کے لحاظ سے اپنے آباء کا نمونہ تھے اور ان میں سے ہر ایک شخص خلافت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اور ان میں ایک ایسی فضیلت اور بزرگی پائی جاتی تھی۔ اور ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں امام محمد باقر بن علی بن ابو عبداللہ حسین، محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ اسلام میں اتفاقات میں سے ایک عجیب اتفاق ہے!"

اصحاب اخبار اور حاملان حدیث جانتے ہیں کہ انہوں نے علی بن ابی طالب

جوانمردی اور بہادری :- حضرت حمزہؓ اور جناب جعفر طیار رضوان اللہ علیہم جیسی بہادری اور جوانمردی کسی کی نہیں تھی۔ روئے زمین پر بنو ہاشم کے سوا ایسی قوم موجود نہیں جو میدان کارزار میں نہایت دلجمعی کے ساتھ ثابت قدم رہتی ہو۔ اور زیادہ تر تلواروں کی دھار کے نیچے قتل ہوتی ہو۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے بنو ہاشم اور بنو امیہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم لوگ بہادر ترین، بزرگ ترین اور سخی ترین افراد ہیں اور بنو امیہ منکر ترین، مکار ترین اور سب سے حد غدار لوگ ہیں۔ نیز فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں علی بن ابی طالب کی جان ہے۔ تلوار کے ہزار وار کھا کر مرنا علیؑ کے لیے بستر کی موت مرنے سے زیادہ آسان ہو۔ جو اللہ کی اطاعت کے بغیر ہو۔ اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ بنو ہاشم کا ایک آدمی بلا حساب بہشت میں داخل ہو گا۔ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اللہ کے ہاں لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ ان اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی تم بنو ہاشم میں زیادہ عبادت کرنے کے اوصاف پاؤ گے۔ ان حضرات کے ساتھ کوئی شخص برابری نہیں کر سکتا۔ ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب علی بن حسین، علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم علم، حلم، غصہ کو ضبط رکھنے، بہترین درگزر کرنے اور بہت جد و جہد کرنے میں ایک جیسی خصوصیات رکھتے تھے اور یہ سب حضرات ہر رات ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اگر ان حضرات کی ایک خصوصیت کسی اور آدمی کو لاحق ہو جاتی تو وہ خود بھی ہلاک ہو جاتا اور دوسرے کو بھی ہلاک کر دے۔ یہ حضرات جب بھی مصائب اور تکالیف کا شکار ہوتے۔ آلام کی شدت کے بڑھنے میں ان کی نیکی اور بھلائی اور بڑھتی جاتی تھی اور جب رنج و محن دور ہو جاتا تھا تو یہ لوگ اللہ کی عظمت کے اظہار کی خاطر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے تاکہ جنت کے بلند درجات حاصل کر سکیں اور رب العزت کی ہمسائیگی میں کامیاب اور کامران ہو کر رہیں۔ ایک دوسری بات جو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ کی شرافت ذاتی پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے باپ حضرت ابوطالب اور آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور دادا کے والد ماجد حضرت ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں اور والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں اور بھائی حضرت جعفر طیار ہیں جو دو پروں کے مالک ہیں اور بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑا کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے بھائی عقیل ہیں جسے رسول اللہ نے فرمایا تھا اے عقیل میں تمہیں دو حیثیتوں سے دوست رکھتا ہوں۔ ایک تیری قرابت کی وجہ سے اور دوسرے اپنے چچا ابوطالب سے محبت کی

وجہ سے۔ آپ کی ہمشیرہ معظمہ جناب ام ہانی ہیں۔ آپ وہ مخدومہ ہیں جن کے دولت خانہ سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے بلند آسمانوں کی طرف
وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور وہاں سے قاب قوسین او ادنیٰ کے مقامات کی طرف تشریف لے
گئے۔ چچا حضرت حمزہؓ ہیں جو اللہ کے شیر اور شہید وں کے سردار ہیں اور آپ کے چچا عباس ہیں
جو حاجیوں کو پانی پلانے کی ڈیوٹی سرانجام دیا کرتے۔ عقبہ کی رات مدینہ والوں سے رسول اللہ کی جانب
سے بات چیت کرنے والے تھے۔ عقبہ کی رات گفتگو کے دوران رسول اللہ پر ایمان لاتے
تھے۔ آپ کی پھوپھی صفیہ اور عاتکہ ہیں اور ان دونوں مستورات نے اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ کی
طرف ہجرت کی تھی۔ آپ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ جناب فاطمۃ الزہرا
ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرت کی زوجہ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰ ہیں جو
جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے فرزند حسنؓ اور حسینؓ ہیں جو جوانان بہشت کے سردار ہیں
رضوان اللہ علیہم حضرت علی ہاشمی ہیں اور ماں اور باپ کی جانب سے ہاشمی پیدا ہوئے ہیں۔"
وہ اعمال جن کی بدولت انسان خیر کثیر اور بڑے ثواب کا مستحق ہوتا ہے وہ چار ہیں اسلام
لانے میں پہل کرنا۔ دین کے بارے میں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین سے دشمنوں کو دور کرنا۔ علم
کثیر کا مالک ہونا۔ اللہ کے احکام میں سوجھ بوجھ رکھنا۔ رموز قرآن کا علم رکھنا اور دنیا سے لگاؤ نہ رکھنا۔ یہ
تمام اوصاف علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ذات میں بیک وقت جمع تھے۔ اور لوگوں میں الگ
الگ ایک صفت پائی جاتی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ میں انبیاء کے ساتھ سب لوگوں
سے پہلے رہا تھا اور یہ حضرات جس علم کو لے کر تشریف لائے تھے میں اس کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا
ہوں۔ آپ کی مدح میں کہا گیا ہے کہ آپ نے سن شباب میں وہ کار ہائے نمایاں انجام دئے
جو بڑے بڑے گھاگ لوگوں نے ان کا عشر عشیر بھی سرانجام نہیں دیا تھا ؎
یہ فاطمہ کے فرزند ہیں جس نے تمہیں ذبح کر کے ختم کر دیا ہے۔ شام کے وقت امن و امان میں
ہوتے ہیں اور آپ کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہوتا۔ عقلمند کے فرزند ہیں اور اس کے فرزند ہیں۔ جو
(اپنی قوم کے لئے) مشکلات کے وقت ایک ستون کی مانند تھے۔ اور اس کے فرزند ہیں۔ جو سنگریلی
زمین (مکہ) کی زینت کا باعث تھے۔
اگر سخاوت کے تمام اجزا کو حضرت کی سخاوت سے موازنہ کیا جائے تو دوسروں کی سخاوت آپ
کی سخاوت کے مقابل میں کنجوسی معلوم ہوگی۔ عبداللہ بن جعفر اور عبیداللہ بن عباس کی سخاوت کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

ہوتے زمین پر بنو ہاشم کے مقابلہ میں کوئی قوم بے نظیر خطیب اور بلند ترین فصاحت کی مالک نہیں
ہے جو بغیر بناوٹ اور اکتساب کے خطابت اور بلاغت کے مالک تھے۔
ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے یہ اشعار ارشاد فرمائے ہیں۔ ؎
بلا فخر یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ قریش کے لوگ جانتے ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ میں سخاوت کے اعلیٰ
مدارج پر فیض یاب تھے۔ ہماری لمبی زرہیں ان سے زیادہ تھیں۔ جب وہ نیزہ زنی کرتے تھے تو ہمارے
نیزے ان سے زیادہ تیز ہوتے تھے۔
ان سے زیادہ تکالیف کو دور کرنے والے تھے۔ جب وہ لوگ گفتگو کرتے تھے تو ہماری زبان
ان سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوتی تھی۔
علی کرم اللہ وجہ کی فضیلت اور بزرگی کے بارے میں جو بات شامل ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ
نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اصحاب سے پہلے کی تھی اور اصحاب کے ساتھ کی اور اصحاب
کے بعد کی۔ آپ کا امتحان ان امور میں لیا گیا جن میں مضبوط ارادہ کا آدمی نہیں ٹھہر سکتا۔ آپ ایسے مصائب اور
آلام میں گرفتار ہوتے جن میں گرفتار ہو کر صبر والا آدمی بھی پورا نہیں اتر سکتا۔ انہیں وجوہ کی بنا پر آپ رب العزت
کے جوار میں بزرگ ترین منازل اور مقامات رفیعہ پر فائز المرام ہیں۔
حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اولاد کے متعلق فیصلہ کن بات یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کے نزدیک عزت
اور بزرگی کی نگاہ سے بغیر کسی لیت و لعل کے دیکھی جاتی ہے۔ ان حضرات کی عزت اور بزرگی کے بارے
میں مومن لوگ پختہ یقین اور عزم رکھتے ہیں۔ یہ حضرات بزرگی کی بنیاد، مرتبہ بلند، بے مثل عادات
پاکیزہ جڑ، کھلی ہوئی بزرگی، سنجیدہ وقار، مکمل جڑ، بلند و بالا شاخ، قائم رکھنے والی جڑ اور بڑھنے والی
شاخ کے مالک ہیں۔ ان اعزاز اور بزرگیوں پر ان حضرات نے اکتفا اور قناعت نہیں کی بلکہ اپنے
آپ کو سخت تکالیف، بے پناہ آلام، جان لیوا عبادات اور کامل ریاضت میں مصروف رکھا۔ لوگ
اس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا کلام مبارک بیٹھے ہوئے ارشاد فرمانے کا اور انداز
ہے۔ کھڑے ہوتے بیان فرمانے کا اور اسلوب ہے اور مجمعوں میں طرز تکلم اور قسم کا ہے۔ آپ کی ذات
شریعت کے مسائل بیان کرنے، فرامین کے جاری کرنے حلال و حرام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے
تخلیق کائنات کے بارے میں آگاہ کرنے، تشریحات قرآن۔ نبی صلعم کی تعلیم کردہ تعلیم سے
گزشتہ اور آئندہ واقعات کی خبر دینے یا کشف جلی، علم جفر، موروثی علم یا علم لدنی کے ذریعہ واقعات
کے متعلق آگاہ کرنے میں آپ کی ذات منفرد اور یگانہ خصوصیت کی حامل ہے۔

عبداللہ بن عباس کی وہ شخصیت ہے جسے دین کی رئیس اور علم کا سمندر کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے فرمایا کرتے تھے۔ "اے سمندر علم کے غوطہ لگانے والے اور غوطہ لگاؤ" نیز حضرت عمر نے آپ کے حق میں فرمایا کہ عبداللہ بن عباس عقلمند دل اور بے حد فصیح زبان کے مالک ہیں۔ ابن مسعود وغیرہ نے کہا بہترین مفسر قرآن عبداللہ بن عباس ہیں۔ لوگوں میں حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی زبان فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے مستند مانی جاتی تھی۔ فصاحت و بلاغت کا دھنی آپ کی زبان کی پیروی کرتے ہوئے تمام خطیبوں پر غالب آجاتا تھا۔ اور لوگوں کا یہ بھی نظریہ تھا کہ بنو ہاشم بے حد سخی، بے حد بزرگ، شاندار نجابت اور شرافت اور تیز دھار نیزوں کے مالک ہیں میں نے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میں صرف آپ کے سامنے ایک جملہ بیان کیا ہے تاکہ یہ مختصر بات زیادہ حقائق کی طرف رہنمائی کرے اور فضائل آل رسول کا یہ قطرہ ایک بڑے چشمہ کی طرف دلالت کرے اور ایک حصہ تمام حقائق کی طرف نشان دہی کرے بنو ہاشم کے مراتب، ان کی اطاعت کے منازل، ان کے اعمال کے درجات، ان کاموں کی حقیقتیں، انکی بہترین اخلاق، ان کی شرافت کی خوبیاں، ان کی عمدہ بامعنی، ان کے جلیل القدر احسانات ان کی سخت تکلیف اور ہمیشہ رہنے والی نیکیوں اور دائمی رہنے والی برکات کے حصول کی خاطر ان کی بلند ہمتی اگر آپ کو معلوم ہوگئی تو تب نہیں ان کا حق اور ان کی قرابت کا حق جو رسول اللہ صلعم کی طرف سے عائد ہوتا ہے معلوم ہوگا۔ اور وہ مختصر سی ذمہ داری جو ہم لوگوں اور آپ حضرات پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے فضائل کو لوگوں کے سامنے بطور چیلنج پیش کریں اور ان تمام خرافات کو ٹھکرا دیں جو از روئے تعصب ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ ہم نے اس سے قبل بھی بنو ہاشم کے بارے میں متفرق اور مجمل طور پر بیان کیا ہے اور میرے بس کا یہ روگ نہیں ہے کہ ان کے تمام فضائل اس کتاب میں کما حقہ بیان کئے جاسکیں۔ رسالہ ختم ہوگیا۔ میں نے اس رسالہ کو کتاب غایۃ المرام کی مدد سے لکھا ہے۔ صاحب غایۃ المرام کا کہنا ہے کہ میں نے اس رسالہ کو اس نسخہ سے تحریر کیا ہے۔ جس کو عبداللہ بن حسن طبری نے امیر حسن بن امیر عیسیٰ بن مقتدر باللہ خلیفہ عباسی کے مجموعہ سے اپنے خط کے ساتھ تحریر کیا تھا۔

باب ۵۳

لیلۃ الھریر

جو رات صفین کی بڑی رات تھی جو مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کا خطبہ اور آپ کی وصیت کو نہج البلاغہ کی شرح میں تحریر کیا گیا ہے۔

اب ہم ان واقعات کو ذکر کرتے ہیں جن کو نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں بیان کیا ہے۔ نصر بن مزاحم ثقہ صحیح النقل اور حدیث بیان کرنے والے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بروز منگل دس ربیع الاول ۳۷ھ صبح کے وقت لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ پھر حضرت نے عراق کے لشکر کے ذریعے فوج شام پر حملہ کر دیا۔ دونوں فوجیں آپس میں لڑنے لگ گئیں۔ جنگ نے فریقین کو کھانا شروع کر دیا۔ لیکن فلسطین کی حالت بے حد خراب تھی۔ شامیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ جناب اشتر نے کمیت گھوڑے پر سوار ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔

"شکر ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا جس نے ہمارے درمیان اپنے نبی کے ابن عم کو موجود کر دیا جنہوں نے سب لوگوں سے ایمان لانے میں سبقت اور اسلام قبول کرنے میں پہل کی تھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں پر مسلط کر دیا ہے۔ میری طرف دیکھو اور میری پیروی کرو۔ ان (شامیوں) کے قدموں میں جا پہنچو۔"

پھر جناب اشتر نے شامیوں پر حملہ کر دیا۔ آپ نے ان سے سخت لڑائی لڑی۔ راوی کا بیان ہے کہ شامیوں کے ایک آدمی نے نکل کر آواز دی۔ اے ابوالحسن اے علی میرے سامنے تشریف لائیے۔ حضرت علی اس کے سامنے سوار ہوتے اور اس شخص نے عرض کیا اے علی آپ کو اسلام لانے اور ہجرت کرنے میں سبقت کا درجہ حاصل ہے۔ کیا آپ واپس عراق نہیں تشریف لے جاتے اور ہم لوگ واپس شام کی طرف چلے جاتے ہیں تاکہ جنگ و قتال کا معاملہ ٹھنڈا ہو جائے۔ حضرت علی نے فرمایا میرے لئے جنگ کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور میں بوقت جنگ کے چھوڑنے کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی رو سے جس کو حضرت محمد صلعم پر نازل کیا تھا۔ کفر خیال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے اس بات پر راضی نہیں کہ صفحہ زمین پر ایک قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی رہے۔ اور

وہ لوگ خاموش بیٹھے ہوئے تماشا دیکھتے رہیں۔ لوگوں کو نیکی کا حکم نہ دیں اور برائی سے لوگوں کو منع نہ کریں۔ جہنم طوق پہننے سے لڑائی میرے لئے بہت آسان ہے۔ وہ شخص واپس لوٹ گیا۔ لوگوں نے ایک دوسرے پر حملے اور پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جب ڈھیلے اور پتھر ختم ہو گئے تو نیزوں سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا۔ جب نیزے ٹوٹ گئے تو تلوار زنی شروع ہو گئی۔ سننے والوں کو تلواروں کی کھٹکھٹاہٹ کے سوا اور کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی۔ سورج گرد وغبار کے پردہ میں چھپ گیا۔ یہ لوگ گذشتہ دن کی صبح سے لیکر نصف رات تک جنگ میں دیوانہ وار لڑتے رہے۔ ان لوگوں نے اس عرصہ میں اللہ کی نماز ادا نہ کی۔ جناب اشتر معرکہ کارزار میں ادھر ادھر آتے جاتے تھے اور ہر ایک قبیلہ کو جنگ میں آگے بڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ اسی مار دھاڑ میں صبح ہو گئی۔ دونوں لڑائی سے الگ ہو گئیں۔ صرف اسی دن اور رات میں ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے تھے اور یہ رات لیلۃ الھریر کے نام سے مشہور ہے۔ اشتر میمنہ لشکر میں عبداللہ بن عباس میسرہ لشکر میں اور حضرت علی قلب لشکر میں لڑ رہے تھے۔ پھر معرکہ کارزار دوسری رات کے نصف حصہ سے شروع ہو کر چاشت کے بلند ہونے تک گرم رہا۔ اشتر کہتے تھے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اپنی جان فروخت کر دی تھی وہ ہمارے ساتھ شریک ہو کر جنگ کر رہے ہیں، ہم ضرور غالب ہوں گے یا شہید ہو کر اللہ سے ملاقات کریں گے۔ اللہ کے ہاں سے سعادت حاصل کریں گے۔ اشتر نے شامیوں پر اس قدر بھرپور حملے کیئے کہ اپنا لشکر لے کر شام کے لشکر کو پہنچ گئے۔ شامیوں کے پڑاؤ پر گھمسان کا رن پڑا۔ ان کا جھنڈا اٹھانے والا قتل ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام ملاحظہ فرمایا کہ فتحمندی اشتر کی جانب سے حاصل ہونے والی ہے۔ حضرت اشتر کو آدمیوں کی کمک بھیج دی۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا اے عمرو اب کیا رائے ہے۔ عمرو نے کہا اے معاویہ تمہارے آدمی علی کے آدمیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور تم علی کی مانند نہیں ہو۔ علی تم سے امر خدا کی خاطر لڑتے ہیں۔ اور تم غیر امر خدا پر رہے ہو اور تم دنیا میں اپنی زندگی چاہتے ہو اور علی آخرت میں اپنی شہادت چاہتے ہیں۔ عراقی تمہاری کامیابی پر تم سے خائف ہیں۔ شامی علی کی کامیابی پر علیؑ سے خائف نہیں ہیں۔ اب ان کو اس بات کی دعوت دو کہ تمہارے اور ان کے درمیان حکم خدا کی کتاب ہے۔ میں نے ہمیشہ تمہاری ضرورت کے وقت ایک کارگر تدبیر تمہاری خاطر محفوظ کر رکھی ہے۔ معاویہ نے کہا اے عمرو تم نے سچ کہا۔ جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ میں نے آسمانوں اور زمین کی خلقت سے لے کر آج تک کسی ایسے آدمی کے متعلق نہیں سنا۔ جس کے ہاتھ سے ایک دن اور ایک رات میں اس کی تلوار سے پانچ سو سے زیادہ سرداران عرب قتل ہوئے ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تلوار صرف ذوالفقار ہے اور نوجوان صرف علیؑ ہیں۔ حضرت جابر کا فرمانا ہے کہ لیلۃ الھریر

کی رات کو جب ہم نے صبح کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید نیزوں پر بلند کئے ہوئے ہیں۔ تین نیزوں کو اکٹھا باندھ کر ان پر مسجد اعظم کے قرآن مجید کو باندھا ہوا تھا اور اس قرآن مجید کو دس افراد تھامے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے پانچ سو قرآن مجید کو جمع کیا تھا۔ شام والوں کی طرف سے آواز بلند ہوئی۔ اے گروہ عراق! آئیندہ آنے والے مصائب کی خاطر اپنی عورتوں، بیٹیوں اور ان فرزندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو اس وقت ملک روم اور ترک کے علاقہ جات میں موجود ہیں۔ اگر تم لوگوں نے اس کتاب خدا کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان موجود ہے فنا کر دیا تو ان کی خیر نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا یہ لوگ کتاب خدا کا فیصلہ نہیں چاہتے بلکہ یہ لوگ حیلہ اور فریب دہی سے کام لے رہے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں اختلاف رونما ہو گیا ایک گروہ کہنے لگا جنگ جاری رکھنا ضروری ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ کتاب خدا کا فیصلہ منظور کر لینا چاہیئے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے لوگو! میرے لئے یہ بات نہایت مناسب ہے کہ میں کتاب خدا کی دعوت کو قبول کروں۔ لیکن یہ بات تمہیں معلوم ہونی چاہیئے کہ معاویہ، عمرو بن عاص، ابن ابی معیط، ابن ابی سرح اور ابن مسلمہ دین اور قرآن پر یقین رکھنے والے لوگ نہیں ہیں۔ میں تم لوگوں سے زیادہ ان کو جانتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ ان کے بچپن اور جوانی میں ساتھ رہا ہوں۔ یہ لوگ بچپن اور جوانی دونوں حالتوں میں شرارت پسند تھے۔ یہ لوگ حکم تو کلمہ حق کا دیتے ہیں لیکن اس سے ان کا مقصود باطل کی ترویج ہے۔ انہوں نے کلمہ حق پر کبھی عمل نہیں کیا بلکہ اس سے مراد ان کا مکر دینا مکر و فریب کے جال میں پھنسانا مقصود ہے۔ ایک گھنٹہ تک اس سے لڑتے رہو حق اپنے انجام کو پہنچ رہا ہے۔ بس اب قریب ہے کہ ظالم قوم کی جڑ کٹ جائے۔ اسی اثنا میں حضرت کے اصحاب میں سے تقریباً بیس ہزار افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے لوہے سے اپنے آپ کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اور اپنے کندھوں پر اپنی تلواروں کو لٹکایا ہوا تھا۔ ان حضرات کی پیشانیاں کثرت سجود کی وجہ سے سیاہ پڑ چکی تھیں۔ ان کے سردار مسعر بن فدکی، زید بن حصین اور قاریوں کا ایک گروہ تھا۔ یہ لوگ بعد میں خارجی ہو گئے تھے۔ حضرت علی کو امیر المومنین کہکر نہ پکارا بلکہ آپ کو آپ کے نام کے ساتھ بلایا اور کہا اے علی جب آپ کو کتاب خدا کی طرف بلایا گیا ہے تو اس کی دعوت کتاب خدا کے متعلق قبول کر لو۔ ورنہ جس طرح ہم لوگوں نے ابن عفان کو قتل کر دیا تھا آپ کو بھی قتل کر دیں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ نے قوم کی دعوت کو منظور نہ کیا تو جس طرح ہم کہہ چکے آپ کو ضرور قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے لوگوں کو کتاب خدا کی طرف بلایا اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے کتاب خدا کی دعوت قبول کیا۔ میں ان لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں گا جب تک یہ احکام قرآن کے مطابق دین دار نہ بن جائیں۔ ان لوگوں نے اللہ کے اس امر کی نافرمانی کی ہے جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہے اور کتاب خدا کو پس پشت پھینک دیا ہے! ان لوگوں نے کہا کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور

اشتر کی یہ حالت تھی کہ قریب تھا کہ آپ جنگ فتح کرلیں اور کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار ہو جائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے یزید بن ہانی کو اشتر کے پاس روانہ کیا اور اس نے جاکر آپ کو حضرت کا پیغام پہنچا دیا جناب اشتر نے کہا مجھے اس وقت فتح اور کامرانی کی اُمید واثق ہے۔ آپ مجھے میری جگہ سے الگ نہ کریں۔ یزید نے واپس لوٹ کر حضرت علی کو واقعات سے آگاہ کیا۔ عراق والوں کی فتح اور کامیابی کے قرائن واضح اور ظاہر تھے۔ اور شام والوں کی رسوائی اور شکست یقینی تھی۔ قوم نے (با اصرار) حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا اے علی! آپ کسی کو بھیج کر اشتر کو واپس اپنے پاس بلا لیجئے ورنہ ہم لوگ آپ کو قتل کردیں گے یا آپ کو دشمن کے حوالے کردیں گے حضرت علی نے فرمایا اے یزید اشترؒ سے جاکر کہہ دو کہ میرے پاس واپس آجاؤ اور یہاں فتنہ برپا ہو گیا ہے۔ یزید اشترؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشتر کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ اشتر نے کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ فتح قریب ہو چکی ہے اور ہم اس شخص (معاویہ) کو چھوڑ دیں اور اس سے واپس لوٹ جائیں۔ یزید نے اشتر کی خدمت میں عرض کیا کہ تم یہاں فتح کے جھمیلے میں پڑے ہوئے ہو اور امیر المومنین کو اپنے مکان میں قتل کر دیا جائے یا آپ کو دشمن کے حوالے کر دیا جائے۔ اشتر نے کہا سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ خدا کی قسم میں اس بات (واپس جانے) کو پسند نہیں کرتا۔ یزید نے اشتر سے کہا کہ ان لوگوں نے حضرت کی خدمت میں قسم کھا کر کہا ہے کہ تم کسی شخص کو اشتر کے پاس بھیج کر ضرور اپنے پاس بلوالو، ورنہ ہم تمہیں اپنی تلواروں سے اس طرح قتل کردیں گے۔ جس طرح حضرت عثمان کو قتل کر دیا تھا۔ یا تمہیں تمہارے دشمن کے حوالے کر دیں گے (رنجیدہ صورت میں) اشتر واپس حاضر ہوئے۔ ان لوگوں کے پاس پہنچ کر چلا اُٹھے اور رسوائی اور ذلت اُٹھانے والو! ان لوگوں کے مکر کو قبول نہ کرو۔ ان لوگوں نے اس حکم کو چھوڑ دیا ہے جس کا انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے۔ ان لوگوں نے اس شخص کے طریقہ کو ترک کر دیا ہے۔ جس ذات پر یہ کتاب نازل ہوئی تھی، مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو۔ میں فتح مندی کو یقینی خیال کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا (اے اشتر) ہم تمہیں مہلت نہیں دیں گے۔ شفیق بن ثور بکری نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے لوگو! ہم نے اہل شام کو کتاب خدا کی طرف دعوت دی تھی انہوں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا تھا تو ہم نے کتاب خدا کی خاطر ان سے لڑائی شروع کر دی تھی۔ آج شام والوں نے ہمیں کتاب خدا کی طرف بلاتا ہے اگر ہم ان کی دعوت کو قبول نہ کریں تو ان کے لئے وہ بات جائز ہو جائے گی جس کو ہم خود ان کے لئے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ تو کیا آج امیر المومنین علی ہیں اور کل علی امیر المومنین نہیں تھے۔ جنگ نے نگل لیا ہے۔ ہم اپنی بقا کی صورت صرف واپس لوٹ جانے میں دیکھتے ہیں۔

اشعث حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ اے امیر المومنین میں نے لوگوں کی حالت کو ملاحظہ کیا ہے وہ معاویہ کی دعوت پر راضی ہو گئے ہیں۔ اب میں جاکر معاویہ سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ اگر تمہاری مرضی [illegible] اشعث نے معاویہ کے پاس جاکر کہا کہ آپ نے کس مقصد کی خاطر قرآن کو نیزوں پر بلند

کیا تھا۔ معاویہ نے کہا اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم لوگ اور تم اس فیصلہ کی طرف رجوع کریں جو کتاب خدا میں موجود ہو۔ جس آدمی پر تمہیں اتفاق ہو اس کو تیار کرو۔ اور ہم بھی ایک آدمی کو تیار کرتے ہیں اور ہم سب لوگ ان دونوں اشخاص سے اس بات کا پختہ عہد لیں گے کہ وہ دونوں وہ فیصلہ صادر کریں جو کتاب خدا میں موجود ہو اور اس سے سرمو تجاوز نہ کریں۔ جس فیصلہ پر یہ لوگ متفق ہو جائیں گے ہم اس کی پیروی کریں گے۔ اشعث نے کہا یہ بات حق اور درست ہے۔ اشعث حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت کو پورے واقعہ سے آگاہ کیا۔ جب حضرت علی نے دیکھا کہ اس سکیم کے قبول کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے تو آپ نے عراق کے قاریوں کو اور معاویہ نے شام کے قاریوں کو معین کیا۔ یہ لوگ دونوں صفوں کے درمیان جمع ہو گئے اور آپ کے پاس قرآن موجود تھے۔ ان لوگوں نے قرآن میں نگاہ دوڑائی اور آپس میں قرآن کو پڑھا۔ انہوں نے دو آدمیوں پر اتفاق کیا کہ یہ دونوں آدمی اس شخص کو باقی رکھیں جس کو قرآن نے باقی رکھا ہے اور اس شخص کو ختم کر دیں جس کو قرآن نے ختم کر دیا ہے۔ شام والوں نے کہا ہم نے عمرو بن عاص کو منتخب کر لیا ہے۔ اشعث اور ان قاریوں نے کہا جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے کہ ہم نے ابو موسیٰ اشعری کو چن لیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا میں ابو موسیٰ پر رضامند نہیں ہوں۔ میں اس میں کوئی سوجھ بوجھ محسوس نہیں کرتا۔ اشعث، زید بن حصین، مسعر بن فدکی اور قاریوں کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم تو صرف ابو موسیٰ اشعری کو منتخب کرتے ہیں۔ علی علیہ السلام نے فرمایا جنگ جمل کے موقعہ پر جب میں بصرہ گیا تھا تو ابو موسیٰ اشعری مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور لوگوں کو میرے ساتھ شامل ہونے سے روک دیا تھا۔ میں عبداللہ بن عباس کو منتخب کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ اور ابن عباس ایک درخت کی شاخیں ہیں۔ ہم ابن عباس کو پسند نہیں کرتے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تمہیں ابو موسیٰ کے سوا باقی سب پر انکار ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا پھر جو کچھ تم چاہو کرو۔ اُنہوں نے ایک آدمی کو ابو موسیٰ کے پاس روانہ کیا۔ اس وقت ابو موسیٰ شام کے ایک مقام پر موجود تھے جس کو عرض کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ابو موسیٰ نے جنگ سے کنارہ کشی کی ہوئی تھی۔ ابو موسیٰ حاضر ہو کر حضرت علی کے لشکر میں داخل ہوا۔ احنف بن قیس حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ابو موسیٰ اس معاملہ کا اہل نہیں ہے۔ اگر جناب کی مرضی ہو تو مجھے حکم قرار دے دیجئے۔ اگر یہ صورت نہ ہو سکے تو مجھے بطور دوسرے مددگار کے مقرر فرما لیجئے۔ ابو موسیٰ کو عمرو عاص اپنی ڈگر پر لے آئے گا۔ حضرت علی نے احنف بن قیس (کی تجویز) لوگوں کے سامنے پیش کیا تو لوگوں نے انکار کر دیا۔ جب لوگوں نے عمرو عاص اور ابو موسیٰ پر اتفاق کر لیا تو اقرار نامہ لکھا گیا جس کی صورت یہ تھی۔

"یہ وہ بات ہے جس کا فیصلہ علی امیر المومنین اور معاویہ بن ابی سفیان نے کیا ہے۔"

حکم دیا کہ امیر المومنین کے لفظ کو مٹا دیا جائے گا۔ احنف کے منع سے کہا کہ تم امیر المومنین کے لفظ کو مت مٹاؤ۔ حضرت علی نے فرمایا۔ آج کا دن حدیبیہ کے دن کی مانند ہے کہ جب میں رسول اللہ کی جانب سے عہد نامہ تحریر کر رہا تھا کہ میں نے لکھا تھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو نے اتفاق کیا ہے۔ تو اس وقت سہیل نے کہا تھا کہ اگر ہمیں اس بات کا علم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ کیوں لڑتے اور آپ کی مخالفت کے در پے کیوں ہوتے۔ اگر آپ اللہ کے رسول ہوتے اور میں آپ کو بیت الحرام کے طواف سے منع کرتا تو اس صورت میں میں یقیناً ظالم ہوتا۔ لہٰذا یہ عبارت تحریر کرو کہ (یہ صلح نامہ) محمد بن عبداللہ کی طرف سے ہے (اس وقت) رسول اللہ نے مجھے فرمایا تھا۔ اے علی میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری رسالت کو ہرگز محو نہیں کرے گا۔ تم محمد بن عبداللہ لکھو۔ تمہارے ساتھ بھی ایک ایسا واقعہ پیش آئے گا۔ پھر انہوں نے یہ عبارت تحریر کی کہ یہ وہ فیصلہ ہے جس پر علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے اتفاق کیا ہے۔ عراق کے مومنین اور مسلمان جو حضرت علی کے ساتھ تھے ان کی طرف سے فیصلہ کرنے والے حضرت علی تھے۔ معاویہ کے ساتھ جو شام کے شیعہ مومن اور مسلمان تھے ان کی طرف سے فیصلہ کرنے والے معاویہ تھے۔

فیصلہ کی عبارت یہ تھی:۔

ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اگر دونوں فیصلہ کنندگان نے کتاب خدا میں کوئی فیصلہ موجود پایا تو ہم اس کی پیروی کریں گے۔ فیصلہ کرنے والے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) اور عمرو بن عاص ہیں اور دونوں فیصلہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عہد اور میثاق ہے کہ واجب قرار دیا جاتا ہے کہ وہ قوم کے ساتھ حق فیصلہ صادر کریں اور خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ یہ دونوں ظلم و جور کا ارتکاب نہ کریں اور اپنے آپ کو کسی شبہ میں نہ ڈالیں۔ کتاب خدا کے حکم سے تجاوز نہ کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کر دیا تو امت ان کے اس فعل سے بری الذمہ ہو گی۔ اور ان دونوں کے کسی اتفاق اور ذمہ دار کی تابع نہ ہو گی۔ اس قرارداد کی میعاد ایک سال پورا ہو گی۔ اگر فیصلہ کنندگان اپنا فیصلہ جلدی کرنا چاہیں تو وہ جلدی کر سکتے ہیں۔

نصر بن مزاحم نے کہا کہ ابو اسحٰق شیبانی نے روایت کیا ہے کہ میں نے شرائط نامہ کو سعید بن ابی بردہ کے پاس پڑھا جس میں مرقوم تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت کہا گیا جب شرائط نامہ کو لکھا جانے لگا کہ آپ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ لوگ (شامی) مومن ہیں۔ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ معاویہ اور اصحاب معاویہ کے متعلق میرا اقرار نہیں ہے کہ وہ مومن ہیں اور نہ وہ مسلمان ہیں لیکن صرف معاویہ کا لفظ تحریر ہونا چاہیئے اور معاویہ اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے جس بات کا اقرار کرے وہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ جب شرائط کی دستاویز مکمل ہو گئی اور گواہوں کی شہادت کرائی گئی تو اشعث دستاویز کا نسخہ لے کر لوگوں کے ساتھ باہر نکلا اور اس کو لوگوں پر

پڑھا۔ عراقیوں اور شامیوں کی صفوں کے درمیان سے گزرا اور وہ لوگ اس دستاویز پر رضامند تھے۔ جب اس کا گزر عنزہ کے لوگوں کے جھنڈوں کے پاس سے ہوا تو یہ لوگ حضرت علی کے طرفدار تھے اور ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ اشعث نے ان پر شرائط نامہ پڑھا۔ ان میں سے دو نوجوانوں نے کہا کہ حکم اللہ کا ہوتا ہے۔ دین کے بارے میں لوگوں کے حکم کو پسند نہیں کرتے۔ ان دونوں نے اپنی تلواروں سے شامیوں پر حملہ کر دیا۔ آخر کار یہ دونوں آدمی معاویہ کے دروازے کے پردے کے پاس قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے دوسرے لوگ کہنے لگے کیا ہم اللہ کے حکم میں مردوں کو حکم قرار دیں۔ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اے اشعث ہمارے مقتولین کہاں ہیں۔ لوگوں نے خیال کیا کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور ان کی بات پر کوئی اعتنا نہ کیا (آہستہ آہستہ) ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اور کہنے لگے اے علی حکمین کی رضامندی کی وجہ سے خطا کے مرتکب ہوئے اور یہ بات ہم پر واضح ہو گئی ہے کہ ہم نے غلطی اور خطا کی ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اپنے نبی کی طرف رجوع کر کے توبہ کی ہے۔ اے علی آپ بھی ہماری طرح رجوع کریں اور اللہ کی بارگاہ میں اس طرح توبہ کریں جس طرح ہم لوگوں نے توبہ کی ہے۔ ورنہ ہم لوگ آپ سے الگ ہو جائیں گے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا رضامندی اور عہد و پیمان کے بعد ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ "اپنی گرہ کو پورا کرو" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "جب تم وعدہ کر دو تو اللہ کے ساتھ وعدہ پورا کرو۔ قسم کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو۔ تم نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کو کفیل بنایا ہے۔" حضرت علی نے رجوع فرمانے سے انکار کر دیا اور خوارج آپ سے الگ ہو گئے اور حضرت علی ان سے الگ ہو گئے۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ دستاویز میں جو کچھ قلم بند کیا گیا ہے اس پر جناب اشتر رضامند نہیں ہیں۔ آپ تو صرف جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جب میں راضی ہو گیا ہوں تو وہ راضی ہو جائیں گے۔ اقرار کرنے کے بعد رجوع کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہاں یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب اللہ کی نافرمانی کی جائے اور اس کی کتاب کی معین کردہ حدود سے تجاوز کیا جائے۔ پھر لوگ اپنے اپنے مقتولین کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو دفن کر دیا۔ نصر بن مزاحم کا کہنا ہے کہ حابس بن سعد طائی معاویہ کے ساتھ تھا۔ قبیلہ طی کا علم اس کے ہاتھ میں تھا یہ شخص قتل ہو گیا تھا۔ عدی بن حاتم کا اس کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ کے ساتھ آپ کا بیٹا زید بھی تھا۔ جب زید نے اسے قتل شدہ حالت میں دیکھا تو کہا اے جان پدر، خدا کی قسم یہ تو ہمارے خالو ہیں۔ آپ نے کہا ہاں درست ہے اللہ تیرے خالو پر لعنت کرے۔ خدا کی قسم اس کا پچھڑنا نہایت برا پچھڑنا ہے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا اے ابوموسیٰ معاویہ اسلام کا آزاد کردہ غلام ہے اور اس کا باپ احزاب کا رئیس تھا۔ یہ شخص مشورہ اور بیعت کے بغیر خلافت کا مدعی ہو رہا ہے اور تمہیں اس ذمہ داری کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ حضرت کی بیعت ان لوگوں نے کی ہے۔ جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کی بیعت کی تھی۔ علی کی بیعت ہدایت کی بیعت تھی۔ حضرت علی نے جمل کی جنگ بیعت توڑنے والے نافرمانوں سے لی تھی یا اس موقع صفین پر

جنگ کی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا خدا کی قسم میرے لیے علی کو امام مقرر کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ معاویہ کی رضامندی کے مقابل میں مجھے اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ محبوب اور مطلوب ہے۔ دونوں حکم دومۃ الجندل کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔ سعد بن ابی وقاص نے فریقین سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ اور یہ شخص حوسلیم ... کے چشمہ پر اترا ہوا تھا۔ شریح بن ہانی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جب عمرو بن عاص سے ملاقات کرو تو ان سے یہ کلمات کہہ دو۔ میں نے عمرو بن عاص کو کہا کہ حضرت علی علیہ السلام تمہیں کہتے ہیں کہ مخلوق میں سے بہترین انسان وہ ہے جو حق بات پر عمل کرتا ہو اور حق کو پسند کرتا ہو۔ اگرچہ اس معاملہ میں اس کا مال کیوں کم کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دوری والا وہ فرد ہے جو باطل کا پیرو ہو اور اس کو پسند کرتا ہو۔ اے عمرو خدا کی قسم تم حق کے مقام کو پہچانتے ہو۔ تم اللہ کے اولیاء کے دشمن ہو گئے ہو۔ اور عنقریب تم اس بات کی تمنا کرو گے کہ تم نے حکم خدا کے مقابل میں رشوت کیوں قبول کی تھی۔ تم اپنی وفات کے وقت نادم ہو گے (یہ سن کر) عمرو عاص اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ دونوں حکم دومۃ الجندل کے مقام پر ملے۔ عمرو نے یہ دستور قائم کر لیا تھا کہ گفتگو کی ابتدا ابوموسیٰ اشعری سے کرواتے تھے اور عاص نے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے اسلام لائے ہیں اور آپ عمر کے لحاظ سے بھی مجھ سے بڑے ہیں۔ آپ گفتگو شروع فرمائیں۔ میں بعد میں بات چیت کروں گا۔ عمرو نے اس بات کو ایک وطیرہ بنا رکھا تھا۔ حالانکہ یہ ابوموسیٰ کے لیے صریح مکر، صریح دھوکہ اور غداری کا کھلا ہوا جال تھا۔ عمرو ابوموسیٰ سے گفتگو کا آغاز کرائے گا۔ اور وہ علی علیہ السلام کو خلافت سے الگ کر دے گا۔ پھر عمرو اپنی تجویز کردہ چال چل جائے گے۔ ابن دحیل نے کتاب صفین میں لکھا ہے کہ عمرو نے ابوموسیٰ کو صدر مجلس کی جگہ پیش کی اور نماز اور کھانے میں آگے بڑھاتے تھے۔ اور اس سے پہلے بات بھی نہیں کرتے تھے اور آپ کو بڑے بڑے ناموں سے مخاطب کرتے تھے اور اس سے کہتے تھے اے اللہ کے رسول کے ساتھی۔ حتیٰ کہ ابوموسیٰ عمرو عاص سے مطمئن ہو گیا کہ وہ اس کو کوئی دھوکہ نہیں دے گا۔ پھر ایک دن عمرو عاص نے اس سے کہا اے ابوموسیٰ آپ مجھے آگاہ فرمائیں کہ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں ان دونوں آدمیوں کو خلافت سے الگ کر دوں اور خلافت کے متعلق مسلمانوں میں شوریٰ قائم ہو جائے۔ ان کی مرضی ہے جس کو چاہیں منتخب کر لیں۔ عمرو عاص نے کہا خدا کی قسم میری رائے وہی ہے جو آپ کی رائے ہے۔ آپ لوگوں کی طرف تشریف لے چلیے وہ سب اکٹھے ہو چکے ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہنا شروع کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو، کہ ہم لوگوں نے امت کے اس معاملہ میں غور و فکر سے کام لیا ہے۔ ہم نے امت کی فلاح اور بہبود اس بات میں خیال کی ہے کہ ان دونوں آدمیوں کو خلافت سے الگ کر دیں اور مسلمان جس آدمی کو چاہیں نئے سرے سے منتخب کریں۔ اس بات پر میرا اور میرے ساتھی کا اتفاق ہے کہ علی اور معاویہ کو الگ کر دیا جائے اور مسلمانوں کے درمیان شوریٰ قائم ہو جائے

اور وہ جس شخص کو پسند کریں۔ اس کو اپنے امور کا نگران مقرر کر دیں۔ میں نے علی اور معاویہ کو الگ کر دیا ہے اور خلافت کے لیے جس شخص کو اس کا اہل تصور کرو منتخب کر لو۔ پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔ عمرو عاص اپنی جگہ پہ کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ میرے اس (ابوموسیٰ) ساتھی نے جو کچھ فرمایا ہے آپ حضرات نے سماعت فرما لیا ہے کہ آپ نے اپنے ساتھی علیؑ کو خلافت سے الگ کر دیا ہے۔ اور میں بھی علی کو خلافت سے اس طرح الگ کرتا ہوں جس طرح آپ نے الگ کر دیا ہے۔ اور اپنے ساتھی معاویہ کو خلافت پر قائم کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ حضرت عثمان کے ولی ہیں۔ اور آپ کے خون کے قصاص کے طالب ہیں۔ تمام لوگوں سے حضرت عثمان کی جانشینی کے زیادہ حق دار ہیں۔ ابوموسیٰ نے سن کر کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم نے غداری کی ہے۔ تم فاسق اور فاجر ہو گئے ہو۔ اور اللہ تم کو اپنی رحمت سے دور رکھے۔ تمہاری مثال اس کتے کی ہے۔ اگر اس پہ بوجھ لاد دیا جائے تو ہانپتا ہے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ہانپتا ہے۔ عمرو عاص نے ابوموسیٰ سے کہا کہ تمہاری مثال گدھے کی مانند ہے۔ جس پر کتابوں کا طومار لاد دیا جائے۔ شریح بن ہانی نے اپنے کوڑے کے ذریعے عمرو عاص پر حملہ کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد شریح کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی چیز پر اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس اس بات کا ہوا تھا کہ عمرو عاص پر کوڑے کی بجائے تلوار سے حملہ کرتا۔ اصحاب علیؑ نے ابوموسیٰ کو گالیاں دیں۔ ابوموسیٰ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا۔ ابن عباس نے کہا خدا ابوموسیٰ کو تباہ کرے۔ میں نے اس کو ڈرایا تھا اور حق بات کی ہدایت کر دی تھی۔ لیکن اس نے عقل سے کام نہیں لیا۔ کردوس بن ہانی نے ناراضگی کے عالم میں کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔ ؎

ا۔ عمرو عاص اور عبداللہ (ابوموسیٰ) کے حکمین بننے پر جس شخص نے رضامندی ظاہر کی تھی اب تو وہ گہرے سمندر میں (اپنے بچنے سے) بہت مایوس ہو گیا ہے۔

ب۔ ہم اللہ کے حکم پر رضامند ہیں غیر کے حکم پر نہیں، اللہ کے رب ہونے پر اور نبیؐ کے ذکر ہونے پر ناراض ہیں۔

ج۔ علی جو اصلح اور ہادی ہیں ہمارے امام ہیں۔ اس شیخ کے بارے میں ہم لوگ اور میں رضامند ہیں۔

حضرت علی کو جب کوفہ میں یہ بات معلوم ہوئی کہ دونوں حکم نے غداری سے کام لیا ہے تو آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا، "کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جن دو آدمیوں کو تم نے منتخب کیا تھا انہوں نے کتاب خدا کے حکم کو پس پشت ڈال دیا ہے اور انہوں نے اس چیز کو زندہ کیا ہے جس کو کتاب نے مردہ کر دیا تھا۔ دونوں نے اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے۔ کسی دلیل کے بغیر فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ اس بات پر نہ کتاب خدا کے ذریعہ اور نہ ہی گزشتہ سنت کے ذریعہ کوئی دلیل قائم کی ہے۔ دونوں نے اپنے فیصلہ میں اختلاف کیا ہے۔ دونوں نے

اللہ تعالیٰ سے بصیرت حاصل نہیں کی۔ اب تم جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے سازوسا
سے آراستہ ہو کر چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

نصر بن مزاحم کا بیان ہے کہ واقعہ تحکیم کے بعد حضرت علی جب صبح اور مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے تو
فرماتے تھے اے اللہ! معاویہ، عمرو بن عاص، ابو موسیٰ، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس اور
بن عقبہ پر لعن کر۔ معاویہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ جب نماز پڑھتا تھا (معاذ اللہ) حضرت علی، امام حسن، امام
ابن عباس، قیس بن سعد بن عبادہ اور اشتر پر لعنت کیا کرتا تھا۔

عبایہ بن ربعی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں دوزخ اور جنت کی تقسیم کر
والا ہوں اور میں جہنم سے کہوں گا یہ شخص میرا ہے اور یہ تمہارا ہے۔ انیسویں باب میں حضرت کے اس ارشا
ذکر ہو چکا ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں حق
راستہ پر قائم ہوں اور وہ لوگ باطل کے پھیلنے کی جگہ پر کھڑے ہیں۔"

حسن بصری سے روایت ہے کہ معاویہ میں چار ایسی عادتیں پائی جاتی تھیں۔ اگر ان میں ایک بھی اس میں پائی
تو وہ اس کی ہلاکت اور گناہ کبیرہ کے لئے کافی تھی۔ مشورہ کے بغیر خلافت کا دعویٰ کرنا۔ اپنے بیٹے یزید کی خلا
طلب کی جو شراب میں مخمور رہتا تھا اور اس بات کا دعویٰ کرنا کہ زیاد اس کے بھائی ہیں۔ حالانکہ حدیث میں
ہے کہ لڑکا شوہر کا ہوتا ہے۔ اور زانی کی سزا پتھر مارنا ہے۔ اس نے حضرت حجر بن عدی اور اس کے اصحاب کو
دیا تھا۔ اس کے لئے حجر اور اصحاب حجر کی وجہ سے ہلاکت ہو۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ حضرت اشتر
جنگ کے موقع پر خون میں تیر رہے تھے۔ اگر کوئی انسان اس بات کی قسم کھائے کہ اللہ تعالیٰ نے عرب
عجم میں اشتر سے زیادہ بہادر کسی انسان کو پیدا نہیں کیا۔ تو مجھے ایسے کہنے والے شخص پر گناہ کا ڈر نہیں
امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اشتر میرے لئے اس طرح ہیں جس طرح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کے لئے ہوتا ہوتا تھا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو کتاب نہج البلاغہ میں درج ہے۔ اے لوگو
نہیں اس طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح انبیاء اپنی امت کو کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان چیزوں کو تم تک
ہے جو اوصیا بعد والوں تک پہنچایا کئے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے تازیانہ سے ادب سکھانا چاہا۔ مگر تم سیدھے
ہوئے۔ زجر و توبیخ سے تمہیں ہنکایا مگر تم یکجا نہ ہوئے۔ اور تمہیں مجھے کیا میرے علاوہ کسی اور امام کے
جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے۔ دیکھو! دنیا کی رخ کرنے والی چیزوں نے جو رخ کے
تھیں پیٹھ پھرا لی اور جو پیٹھ پھرائے ہوئے تھیں انہوں نے رخ کر لیا۔ اللہ کے نیک بندوں نے د

کرنے کا تہیہ کر لیا اور فنا ہونے والی تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت لے
بھلا ہمارے ان بھائی بندوں کو جن کے خون صفین میں بہائے گئے، اس سے کیا نقصان پہنچا کہ وہ آج زندہ موجود
میں رہیں نہ اگر وہ ہوتے (تو تلخ گھونٹوں کو گوارا کرتے اور گندلا پانی پیتے۔ خدا کی قسم! وہ خدا کے حضور میں پہنچ
اس نے ان کو پورا پورا اجر دے دیا اور خوف و ہراس کے بعد انہیں امن و چین والے گھر میں اتارا۔ کہاں ہیں؟
میرے بھائی کہ جو سیدھی راہ پر چلتے رہے اور حق پر گزر گئے۔ کہاں ہیں؟ عمار اور کہاں ہیں؟ ابن تیہان، اور کہاں ہیں؟
ذوالشہادتین (خزیمہ) اور کہاں ہیں؟ ان جیسے لوگ کہاں ہیں؟ آپ نے اس کے بعد بلند آواز سے فرمایا۔ اے
اللہ کے بندو جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ، جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ، میں آج ہی لشکر کے روانہ ہونے والا ہوں
جو شخص تم میں سے چلنا چاہے وہ چلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ نوف کا بیان ہے کہ حضرت نے اپنے فرزند حسین
علیہما السلام کے دس ہزار سپاہی، قیس بن سعد کے دس ہزار سپاہی، ابو ایوب انصاری کے لئے دس ہزار سپاہی
رکھے۔ دوسرے لوگوں کے لئے دوسری تعداد تھی۔ جمعہ نہیں گزرا تھا کہ ابن ملجم ملعون نے آپ کو ضرب لگائی، لشکر
لوٹ آئے۔ ہماری مثال ان بھیڑ بکریوں کی طرح تھی جن کا چرواہا چلا گیا ہو اور بھیڑیئے ان کو ہر طرف سے
شکار کر رہے ہوں۔

جب ابن ملجم ملعون نے حضرت امیر علیہ السلام پر ضرب لگائی تو آپ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو
وصیت فرمائی۔ اے میرے دونوں بیٹو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ تم دنیا کو طلب نہ کرنا۔ اگرچہ دنیا
تمہیں کیوں نہ چاہنے لگ جائے۔ دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہ کرنا جو تمہارے حصول سے باہر ہو۔ حق بات کہنا۔ اجر کی
خاطر عمل کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بننا۔ اور میں تم دونوں اور اپنی تمام اولاد اور اہل اور اس
کو جس کے پاس میری یہ کتاب پہنچ جائے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے امر کو
رکھنا اور آپس میں صلح و صفائی سے رہنا۔ میں نے تمہارے نانا صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جھگڑے کی سبح
مٹانا روزمرہ کی نماز اور روزہ سے افضل ہے۔ یتیموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کے منہ کو
رکھو اور جو تمہارے ہاں موجود رہو ان کی کفالت میں کوتاہی نہ کرو۔ اپنے ہمسایوں کے بارے
اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان سے نیک سلوک کرنے کے بارے میں) تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت
ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر ان کے بارے میں وصیت کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ ہمیں اس بات
لاحق ہو گیا تھا کہ آپ ان کو میراث میں شریک کرتے ہیں۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ قرآن پر عمل کرنے
کوئی اور شخص سبقت نہ لے جائے۔ نماز کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ نماز تمہارے دین کی ستون ہے۔ اپنے
کے گھر (مسجد کے) بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جب تک تم زندہ رہو اس کو خالی نہ رکھو۔ اگر خدا کا

گھر خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر تم ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکو گے۔ اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان اور زبان کے جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خیال و لحاظ رکھو۔ آپس میں نیک سلوک کرنا اور مال خرچ کرنا تم پر واجب ہے۔ آپس میں قطع تعلق اور صلہ رحمی توڑنے سے بچے رہو۔ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو شرارت پسند لوگ تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ پھر تم ان کو (نیکی کی طرف) بلاؤ گے وہ تمہاری بات کو قبول نہیں کریں گے پھر حضرت نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب میں تمہیں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مسلمانوں کے خون کے در پے ہو رہے ہو۔ اور تم یہ کہتے ہو کہ امیر المومنین قتل کر دئے گئے ہیں۔ خبردار! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل قتل کیا جائے گا۔ دیکھو! اگر میں اس کی اس ضربت سے انتقال کر گیا تو اس کو اس کی ایک ضربت کی وجہ سے ایک ضربت کی وجہ سے ایک ضربت لگانا۔ آدمی کے ناک کان کاٹ کر مثلہ نہ کرنا چاہیئے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہیں مثلہ کرنے سے بچنا چاہیئے اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔

کتاب الغیبت میں حبیب بن عمرو سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے زخمی ہونے کے بعد عیادت کی غرض سے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے حبیب خدا کی قسم میں اس وقت تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ میں رو پڑا اور آپ کی بیٹی ام کلثوم بھی رو پڑیں۔ آپ نے اس سے فرمایا اے میری بیٹی رونا بند کر دو۔ خدا کی قسم جس چیز کو تمہارا باپ دیکھ رہا ہے اگر تم اس بات کو دیکھتیں تو بالکل نہ روتیں۔ میں فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں اور یہ فرشتے رحمت کے فرشتے ہیں اور میں انبیا اور مرسلین کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور یہ میرے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ فاطمہ، یہ خدیجہ موجود ہیں اور یہ حمزہ اور جعفر اور عبیدہ میرے پاس موجود ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں اے علی جس حالت میں تم اب تک قائم تھے اس سے آگے آنے والی حالت تمہارے لئے بھلائی اور اچھائی کے لحاظ سے بہتر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ! اللہ! اس حالت میں صلوات اللہ علیہ وعلیہم انتقال فرما گئے۔ دوسرے روز امام حسن علیہ السلام آپ کے بیٹے نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! یہ وہ رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ اور اسی رات میں یوشع بن نون اور میرے باپ امیر المومنین علیہ السلام شہید کئے گئے۔ خدا کی قسم امیر المومنین علیہ السلام ان اوصیائے جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان اوصیاء سے جو آپ کے بعد آئیں گے افضل تھے۔ آپ نے سونا اور چاندی میں سات سو درہم کے سوا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی اور یہ سات سو درہم وہ ہیں جو بخشش کرنے سے بچ گئے تھے۔ ان کے ذریعہ اپنے گھر والوں کے لئے خادم خریدنا چاہتے تھے۔ انتہیٰ

جب آپ کے سر مبارک پر تلوار کی ضربت لگی تو آپ نے فرمایا کعبہ کے رب کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب

ہو گیا ہوں!

جواہر العقدین میں حسین بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رات امام حسن، ایک رات امام حسین اور ایک رات عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے ہاں روزہ افطار فرماتے تھے، تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میرا پیٹ خالی ہو۔ جس رات کی صبح کو آپ قتل کر دیئے گئے اس رات کو آپ بار بار باہر تشریف لے جاتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آپ یہ فرمانا شروع کر دیتے تھے کہ خدا کی قسم نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا اور نہ میری بات کبھی جھوٹی ثابت ہوئی۔ اور یہ رات تو وہی معلوم ہوتی ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا جب سحری کا وقت نمودار ہوا تو آپ باہر تشریف لے گئے اور بطخوں نے آگے بڑھ کر آپ کے سامنے چلانا شروع کر دیا۔ آپ نے ان بطخوں کو ہٹا دیا اور فرمایا ان بطخوں کو جانے دو یہ نوحہ اور بین کر رہی ہیں۔ ۱۹ ماہ رمضان المبارک کی رات کو ابن ملجم ملعون نے آپ پر تلوار کا وار کیا اور حضرت کا انتقال ۲۱ ماہ رمضان کی رات کو رات کو ہو گیا تھا۔ اور اسی رات کو آپ کو دفن کر دیا تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو باہر لے جا کر قتل کر دیا۔

باب ۵۴

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل!

۱۔ (بخاری مسند) حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا "جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ ان دونوں کو ان دونوں کے باپ اور ان کی ماں کو دوست رکھے۔ یہ لوگ میرے ساتھ قیامت کے روز میرے درجہ میں داخل ہوں گے۔"

۲۔ ترمذی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا آپ کو کون سے اہل بیت زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ اور رسول اللہ صلعم جناب فاطمہؑ سے فرمایا کرتے تھے "میرے پاس میرے فرزندوں کو بلاؤ۔ آپ دونوں شہزادوں کو سونگھتے تھے اور اپنے سینے سے لگاتے تھے۔"

۳۔ ترمذی یعلیٰ بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے۔ حسینؑ فرزندوں میں سے ایک فرزند ہیں۔"

۴۔ ترمذی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة۔ حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔"

۵۔ ترمذی نے براء سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلعم نے حسن اور حسین کو دیکھ کر فرمایا۔ اے میرے اللہ! میں ان دونوں

کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی ان دونوں کو دوست رکھ۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

۶۔ ترمذی اور ابن ماجہ قزوینی نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علی، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ "میری اس شخص سے صلح ہے جس شخص سے تم لوگوں کی صلح ہے اور میری اس شخص سے جنگ ہے جس شخص سے تمہاری جنگ ہے۔

۷۔ ترمذی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "حسن اور حسین دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں"

۸۔ ترمذی براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ نے حسنؑ بن علیؑ کو اپنے شانے مبارک پر سوار کیا ہوا تھا اور فرما رہے تھے۔ "اے میرے اللہ! میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور تم بھی اسے دوست رکھو"

۹۔ ترمذی زر بن حبیش سے روایت کرتے ہیں۔ آپ حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتے ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے سوال کیا کہ تمہارے ساتھ کب وعدہ فرمایا تھا۔ آپ کی مراد رسول اللہ کے وعدہ کے متعلق تھی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایسا وعدہ آج تک رسول اللہ نے نہیں کیا۔ آپ مجھ سے رنجیدہ ہو گئیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے جانے دیجئے میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کروں گا۔ اور میں حضور سے اپنے اور آپ کے متعلق مغفرت طلب کرنے کی استدعا کروں گا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے میری آواز کو سن کر فرمایا حذیفہ ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں (حضور) فرمایا تمہیں کیا ضرورت در پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہاری ماں کو بخش دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر حاضر ہوا ہے کہ مجھے سلام کرے اور مجھے اس بات کی بشارت دے کہ جناب فاطمہؑ بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں"

۱۰۔ ترمذی عکرمہ سے آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم امام حسنؑ بن علیؑ کو اپنے شانے مبارک پر اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے کہا اے لڑکے جس سواری پر تم سوار ہو بہت خوب ہے۔" رسول اللہ صلعم نے فرمایا سوار بہت خوب ہیں"

۱۱۔ بخاری اور ترمذی نے ابوبکرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ اور فرمایا۔ میرا یہ فرزند سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا" یعنی حسن بن علیؑ"

۱۲۔ بخاری، ترمذی اور ابو داؤد نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ حسنؑ بن علیؑ کے سوا اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ مشابہت نہیں رکھتا تھا"

۱۳۔ ترمذی ہانی بن ہانی سے آپ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے سے لے کر سر تک زیادہ مشابہ تھے۔ اور امام حسینؑ رسول اللہ صلعم سے اس سے نیچے کے حصہ میں بہت مشابہت رکھتے تھے"

۱۴۔ بخاری عقبہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر کو دیکھا کہ آپ امام حسن کو اٹھائے ہوئے تھے اور کہتے تھے میرے ماں باپ اس شخص پر قربان ہوں جو شبیہ رسول ہو اور شبیہ علی نہ ہو اور حضرت علی ہنس رہے تھے!

۱۵۔ بخاری ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے اہل بیت کے معاملہ میں خیال رکھو!

۱۶۔ بخاری ابو نعیم بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو کسی شخص کے سوال کے جواب میں فرماتے ہوئے سنا جس نے حرام کی حالت کے متعلق سوال کیا تھا شعبہ نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ اس نے احرام کی حالت میں مچھر مارنے کے بارے میں سوال کیا تھا۔ ابن عمر نے کہا کہ عراق کے رہنے والے مچھر مارنے کی دیت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو قتل کر دیا ہے اور نبی صلعم نے فرمایا تھا وہ دونوں (حسنین) دنیا میں میرے پھول ہیں"

۱۷۔ ابن ماجہ ابو حازم سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے حسنؑ اور حسینؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا"

۱۸۔ ابن ماجہ سعید بن راشد سے روایت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یعلیٰ بن مرہ نے آگاہ کیا ہے۔ یہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ ایک دعوت طعام کی طرف روانہ ہوئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ کو کھانے کی دعوت دی تھی ناگاہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ جناب حسین گلی میں کھیل رہے ہیں۔ رسول اللہ نے لوگوں سے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا لیا۔ اور بچہ ادھر ادھر دوڑتا تھا اور رسول اللہ ہنس رہے تھے۔ آخرکار رسول اللہ نے بچے کو پکڑ لیا۔ آپ نے اپنا ایک ہاتھ بچے کے ذقن کے نیچے اور دوسرا ہاتھ سر پر رکھ کر بوسے دینے شروع کر دیئے۔ اور فرمایا "حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ حسینؑ فرزندوں میں سے ایک فرزند ہے"

۱۹۔ ابن ماجہ نافع سے آپ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہیں۔

۲۰۔ کتاب الاصابہ میں مالک بن حویرث لیثی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ اور ان دونوں کا باپ ان سے افضل ہیں"۔

۲۱۔ مشکوٰۃ میں بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دفعہ خطبہ بیان فرما رہے تھے۔ اسی دوران میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ تشریف لائے۔ دونوں شہزادے سُرخ قمیصیں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ چلتے تھے اور ٹھوکر کھا کر گر پڑتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں کو اُٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش کا باعث ہیں۔ میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے ہوئے گر پڑتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ آخر کار میں نے اپنی بات کو ختم کر دیا، اور ان دونوں کو اُٹھا لیا"۔

۲۲۔ مشکوٰۃ میں جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ ام المومنین عائشہ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔ فرمایا۔ "فاطمہ"۔ میں نے کہا مردوں میں کون تھا۔ فرمایا فاطمہ کا شوہر"۔

۲۳۔ مشکوٰۃ میں یعلی سے روایت ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ آپ نے دونوں کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ "بچہ کنجوسی اور بزدلی کا باعث ہوتا ہے"۔

۲۴۔ ابوحوراء نے کہا کہ میں نے امام حسن کی خدمت میں عرض کیا آپ اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بات بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے صدقے کے کچھ خرمے اُٹھائے تھے۔ میں نے ان کو اپنے مُنہ میں ڈال دیا تھا۔ میرے نانا نے ان کو میرے منہ سے (لعاب دہن سمیت) باہر نکال دیا اور فرمایا کہ تمہیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ ہم لوگ آل محمدؐ ہیں۔ ہم لوگ ہرگز صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے۔" اس واقعہ کو اصحاب صحیح نے بیان کیا ہے۔

۲۵۔ ابن زبیر سے روایت ہے۔ آپ نے کہا میں تم لوگوں کو ایسے شخص کے متعلق آگاہ کروں جو رسول اللہ صلعم سے زیادہ مشابہ اور آپ کو زیادہ محبوب تھا۔ وہ حسنؑ بن علیؑ کی ذات تھی۔ رسول اللہ سجدہ میں تھے آپ تشریف لائے اور رسول اللہ کے شانے پر سوار ہو گئے یا کہا پشت پر سوار ہو گئے (راوی کو شک واقع ہوا ہے) رسول اللہ نے آپ کو اس وقت تک نہ اُتارا جب آپ خود نہ اُتر گئے (ایک دفعہ) میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور رسول اللہ رکوع کی حالت میں موجود تھے، رسول اللہ نے آپ کی خاطر دونوں پاؤں کشادہ کر دیئے۔ آپ دوسری جانب نکل گئے"۔

۲۶۔ طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو اپنے ان دونوں کانوں سے فرماتے ہُوئے سُنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ آپ حسنؑ یا حسینؑ میں سے کسی ایک نے اپنے دونوں قدم رسول اللہ کے سینے مبارک پر رکھ دیئے۔ پھر فرمایا چھوڑ دو۔ آپ نے بچے کو چھوڑ دیا۔ فرمایا اے میرے اللہ اس کو دوست رکھ۔ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔

۲۷۔ نیز طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ آپ میں سے ایک باری باری رسول اللہ کے کندھے مبارک پر سوار ہوتا تھا۔ اور رسول اللہ اس کو چومتے تھے۔ جب آپ ہمارے پاس پہنچ گئے تو فرمایا جس شخص نے ان دونوں کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے اور سجدہ میں جاتے تھے حسنؑ اور حسینؑ آپ کی پیٹھ مبارک پر کُود کر بیٹھ جاتے تھے۔ جب (لوگ) ان دونوں کو ایسا کرنے سے منع کرتے تھے تو رسول اللہ صلعم لوگوں (اصحاب) کو اشاروں سے اس بات کی ہدایت فرماتے تھے کہ ان دونوں کو ایسے رہنے دو۔ جب نماز کو ختم کیا تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا دیا۔ فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے، اسے چاہیئے کہ ان دونوں کو دوست رکھے"۔

۲۸۔ مسند امام احمد بن حنبل میں جناب ام سلمہ کی حدیث بیان کی گئی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت علیؑ اور جناب فاطمہ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ان دونوں حضرات کے ساتھ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ نے ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا دیا اور ان دونوں کو چومنے لگے ایک ہاتھ سے حضرت علی کو اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو گلے لگایا۔ ان حضرات پر سیاہ کپڑا ڈال کر فرمایا۔ اے میرے اللہ! یہ تیرے بندے ہیں۔ آگ کی طرف نہ جائیں"۔ اس حدیث کی روایت کے کئی اسناد ہیں۔ بعض سندوں میں لفظ خمیصہ کی بجائے لفظ کسا بیان ہوا ہے"۔

۲۹۔ جناب عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف فرما ہُوئے اور آپ کے اوپر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی چادر موجود تھی۔ حسنؑ بن علیؑ حاضر ہوئے۔ آپ نے اس کو چادر کے اندر بلا لیا۔ پھر امام حسینؑ حاضر ہوئے۔ اس کو بھی حسنؑ کے ساتھ چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ پھر جناب علیؑ حاضر ہُوئے۔ ان کو بھی چادر کے اندر داخل فرما لیا۔ اور کہا اے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر رکھا ہے کہ تم سے ناپاک چیز کو دُور رکھے۔ اور تم کو اس طرح پاک کرے

جس طرح پاک کرنے کا حق ہے"

۳۰۔ (بحذف سند) ابوبکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اور حسنؑ بن علیؑ کود کر آپ کی پشت مبارک پر آپ کے سجدہ کی حالت میں بیٹھ جاتے تھے۔ امام حسن نے ایسا کئی بار کیا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ اس بچے کے ساتھ ایسا سلوک فرماتے ہیں کہ ایسا سلوک آپ کسی کے ساتھ نہیں فرماتے۔ فرمایا یہ میرا بیٹا (لوگوں کا) سردار ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا"

۳۱۔ طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت درج کی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسین رسول اللہ صلعم کے سامنے کشتی لڑ رہے تھے۔ رسول اللہ نے کہنا شروع کیا۔ شاباش حسنؑ، جناب فاطمہ نے عرض کیا، حسینؑ زیادہ کمزور ہیں۔ فرمایا جبرائیلؑ کہہ رہے ہیں شاباش حسینؑ"

۳۲۔ ابن سیرین انس سے روایت کرتے ہیں کہ حسین بن علی تمام افراد (خاندان) سے رسول اللہ صلعم کے زیادہ مشابہ تھے"

۳۳۔ عیسیٰ بن حسنین سے روایت ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ مجھے حسینؑ بن علی نے حدیث بیان کی کہ میں عمر بن خطاب کے پاس اس وقت گیا۔ جب آپ منبر پر خطبہ بیان کر رہے تھے۔ میں منبر پر چڑھ کر آپ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ سے کہا میرے باپ کے منبر سے اُتر جاؤ اور اپنے باپ کے منبر پر چلے جاؤ۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا، میرے باپ کا کوئی منبر نہیں ہے۔ آپ نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ میں ان پتھروں کو اُلٹتا پلٹتا تھا جو میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ جب آپ منبر سے اُترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے۔ اور مجھے کہا کہ یہ بات تمہیں کس نے تعلیم دی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے کسی نے تعلیم نہیں دی"

۳۴۔ نیز ابن حریث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر خانہ کعبہ کے سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میں آپ نے امام حسین بن علیؑ کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ آج کل زمین والوں سے لے کر آسمان تک یہ محبوب ترین انسان ہیں" انتہت الاصابہ

۳۵۔ جمع الفوائد میں عبداللہ بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ایک نماز عشاء کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ امام حسنؑ یا امام حسینؑ میں سے کسی ایک کو اٹھائے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے آپ کو نیچے بٹھا دیا۔ آپ نے نماز کے لئے تکبیر فرمائی۔ سجدہ کیا۔۔۔۔ سجدہ کو طول دیا۔۔۔۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پہ سوار تھا۔ آپ سجدہ کی حالت میں تھے۔ میں پھر اپنے سجدہ میں چلا گیا۔

آپ نے نماز کو تمام کیا۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے سجدہ کو اتنا طویل کر دیا ہے کہ ہم لوگوں کو گمان ہونے لگا تھا کہ کوئی حادثہ واقع ہو گیا ہے یا آپ کو وحی ہو رہی ہے۔ فرمایا ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ تھی بلکہ میرا یہ بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا۔ میں نے اس بات کو مکروہ تصور کیا کہ اس کو جلدی اتار دوں حتیٰ کہ یہ اپنی ضرورت پوری کرے۔

۳۶۔ جمع الفوائد میں ابوہریرہ کا بیان درج ہے کہ میں ایک گروہ کے ساتھ دن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا نہ رسول اللہ مجھ سے کوئی بات کرتے تھے۔ اور نہ میں آپ سے کوئی بات کرتا تھا۔ آخر کار آپ بنو قینقاع کی گلی میں تشریف لائے۔ وہاں سے مڑ کر جناب فاطمہ کے گھر تشریف لائے۔ تھوڑی دیر میں امام حسن دوڑتے ہوئے تشریف لائے۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کے گلے لپٹ گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا: اے میرے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی اسے دوست رکھ۔ اور اس شخص کو بھی دوست رکھ جو اس کو دوست رکھتا ہے۔

۳۷۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں سلیمؓ بن قیسؓ ہلالی سے روایت ہے۔ آپ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسینؑ بن علیؑ آپ کے دونوں زانو پر تشریف فرما ہیں رسول اللہ کبھی آپ کے رخسار پر بوسہ دیتے تھے اور کبھی آپ کا منہ چومتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ تم (لوگوں کے) سردار ہو، سردار کے فرزند ہو، سردار کے بھائی ہو، تم امام ہو، امام کے فرزند ہو، امام کے بھائی ہو، تم حجت ہو، حجت کے فرزند ہو، حجت کے بھائی ہو اور تم نو حجج (اللہ) کے باپ ہو۔ ان میں سے نواں قائم (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔

۳۸۔ نسائی کی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے لیے پناہ مانگتے تھے۔ (فرماتے تھے) میں تم دونوں کے لئے اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، ہر آفت اور ہر نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور فرماتے تھے کہ تم دونوں کا باپ (حضرت ابراہیم) اسماعیل اور اسحاق کے لئے اس کے ذریعہ پناہ مانگتے تھے۔

۳۹۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے امام حسن کے حق میں فرمایا اے میرے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ اور اس کو بھی دوست رکھ جو اس کو دوست رکھتا ہے۔

۴۰۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور ہم لوگوں سے آپ کی ملاقات ہو گئی۔ میرے ساتھ امام حسنؑ یا امام حسین میں سے کسی ایک کی

ملاقات ہو گئی تھی۔ آپ نے ہم میں ایک آدمی کو اپنے ہاتھوں پر اور دوسرے کو اپنی پشت پر رکھ لیا تھا۔ حتیٰ کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔"

۱۔ جواہر العقدین میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "اے لوگو! گذشتہ انبیاء کی اولاد میں سے کسی کی اولاد کو اتنی فضیلت نصیب نہیں ہوئی جتنی حسینؑ بن علی کو عطا ہوئی ہے۔ یوسفؑ بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم کے سوا۔ اے لوگو! فضیلت بزرگی، مدح اور ولایت اللہ کے رسول اور رسول کی اولاد کے لئے مختص ہو چکی ہے۔ جھوٹی باتیں تمہیں (حق سے) روگردان نہ کر دیں۔"

۲۔ کتاب الشفا میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے حق میں فرمایا۔ اے میرے پالنے والے میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں۔ تُو بھی ان دونوں کو اور اس شخص کو دوست رکھ جو ان کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا جس نے ان دونوں کو دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ جس نے ان دونوں سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

باب ۵۵

خدیجۃ الکبریٰ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کے فضائل

۱۔ صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی عبدالرحمٰن بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب کو فرماتے ہوئے سُنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "عورتوں میں بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد اور مریم بنت عمران ہے۔"

۲۔ بخاری اور مسلم میں ابوزرعہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جبرائیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول یہ خدیجہؑ آپ کے پاس برتن لائے گی۔ جس میں سالن ہو گا، کھانا ہو گا۔ یا پینے کی کوئی چیز ہو گی۔ جب آپ کے پاس آئے تو آپ اس کو اس کے رب کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہنا اور اسے اس بشارت سے آگاہ کرنا اس کا گھر بہشت میں ہو گا۔ جو قصب سے بنا ہوا ہو گا۔ جس میں شور و غل اور کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

۳۔ ترمذی میں انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ تمہارے لئے بڑے مرتبے کی عورتیں ہیں۔"

۴۔ جمع الفوائد میں اسماعیل بن ابوخالد سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے کہا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ کو اس بات کی خوشخبری سنائی کہ اس کا گھر جنت میں ہو گا۔ اس نے کہا ہاں! آپ نے اس کو خوشخبری دی تھی کہ اس کا گھر (بہشت میں ہو گا) جو قصب سے بنا ہوا ہو گا۔

۵۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں مہاجر بن میمون جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری ماں خدیجہ کہاں قیام فرما ہوں گی فرمایا۔ اس گھر میں قیام کریں گی جو قصب سے بنا ہوا ہو گا۔ جس میں نہ شور و غل ہو گا۔ اور نہ کوئی تکلیف ہو گی۔ یہ گھر جناب مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ کے گھر کے درمیان ہو گا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کون سے قصب سے بنا ہوا ہو گا۔ فرمایا وہ قصب جس پر موتی اور یاقوت ٹکے ہوئے ہوں گے۔"

۶۔ امام نسائی کی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں انس سے روایت ہے کہ جبرائیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس جناب خدیجہؑ تشریف فرما تھیں۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ اللہ عزوجل خدیجہؑ کو سلام کہتا ہے۔ جناب خدیجہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خود سلام ہے۔ جبرائیل پر سلام ہو (اے محمدؐ) آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

۷۔ شیخ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کی کتاب الاصابہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "عورتوں میں بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد، عورتوں میں بہترین عورت مریم بنت عمران ہے اور رسولؐ نے جناب خدیجہؑ کو اس بات کی خوشخبری سنائی تھی کہ اس کا گھر جنت میں ہو گا جو قصب سے بنا ہوا ہو گا۔ جس میں نہ شور و غل ہو گا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو گی۔ اور جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خدیجہ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں خدیجہ پر نازل ہوں۔"

۸۔ سنن ابن ماجہ میں فاطمہ بنت الحسینؑ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب قاسم کا انتقال ہوا تو جناب خدیجہؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول قاسم کی وجہ سے میرا دودھ اُتر آیا تھا۔ اگر اللہ عزوجل اس کو باقی رکھتا تو اس کے دودھ پلانے کی مدت پوری ہو جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے دودھ پلانے کی مدت بہشت میں پوری ہو گی۔ جناب خدیجہؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا۔ تو میرے لئے قاسم کا امر آسان ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اللہ تعالیٰ کو آواز دیتا ہوں اور تم اللہ کی آواز کو سنو گی، جناب خدیجہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اللہ اور اس کے رسول کی صداقت کا یقین ہے۔

۹ - صحیح بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے سوکن پن نے اتنا جوش کسی عورت کے حق میں نہیں مارا۔ جس قدر خدیجہ کے حق میں مارا تھا۔ میں نے خدیجہ کو دیکھا نہیں تھا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اُس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

اکثر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کو ذبح کر کے اس کے جوڑوں کو الگ کر کے خدیجہؓ کی سہیلیوں کے پاس روانہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بس دنیا میں صرف ایک خدیجہؓ ہی (اوصاف حمیدہ کی مالک) عورت تھی۔ آپ نے فرمایا وہ میری حبیبہ تھیں اور عقلمند تھیں اور میرے اسی سے فرزند پیدا ہوئے۔ مسلم نے یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں۔ میرے رگ و ریشہ میں اس کی (خدیجہ کی) محبت سرایت کر چکی ہے۔"

۱۰ - ترمذی عروہ سے آپ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جتنا حسد مجھے خدیجہ پر ہوا اتنا حسد اور کسی عورت پر نہیں ہوا۔ آپ کے مرنے کے بعد مجھ سے رسول اللہ صلعم نے شادی کی تھی اور یہ بات اس لیئے پیدا ہوئی کہ رسول اللہ نے اس کو ایک گھر (جو بہشت میں واقع ہوگا) کی خوشخبری سنائی تھی جو قصب کا بنا ہوا ہوگا۔ جس میں کوئی شور و غل نہ ہوگا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہوگی۔" ہٰذا حدیث حسن صحیح۔

۱۱ - جمع الفوائد میں بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ہالہ بنت خویلد جناب خدیجہ کی بہن نے رسول اللہ سے اس طرح اجازت طلب کی جس طرح جناب خدیجہ طلب کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلعم کو اس بات نے راحت دی، فرمایا اے میرے اللہ! ہالہ بنت خویلد ہیں، مجھے غیرت آگئی اور عرض کیا۔ آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک بوڑھی عورت کا ذکر کرتے ہیں جس کی باچھیں سرخ تھیں، پیوند خاک ہوگئی اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو اچھی عورتیں عطا کی ہیں۔"

۱۲ - الاصابہ میں عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی بکری ذبح فرماتے تھے تو فرماتے تھے خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس (گوشت) بھیجو۔ اس کی محبت مجھ میں سرایت کر گئی ہے۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ اپنے گھر سے نکلتے وقت اس کی تعریف بیان کرتے تھے، مجھے اس بات سے غیرت ہوتی تھی۔ میں نے (رسول اللہ کی خدمت میں) کہا وہ تو ایک

بوڑھی عورت تھی، اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے اچھی عورتیں عطا کی ہیں۔ یہ سُن کر رسول اللہ ناراض ہو گئے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اچھی عورتیں عطا نہیں کی ہیں (خدیجہ وہ تھیں) جب تمام لوگوں نے انکار کر دیا تھا وہ اس وقت مجھ پر ایمان لے آئیں۔ اس نے میری بات کی اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے میری بات کو جھٹلا دیا تھا۔ اس نے اپنے مال سے میری اس وقت مدد کی تھی جب لوگوں نے اپنی مدد سے مجھے محروم کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خدیجہ سے اولاد عطا کی ہے۔ اور کسی عورت سے میری اولاد نہیں ہوئی۔"

جناب خدیجہ اور حضرت ابوطالب کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں واقع ہوئی تھی۔ جناب خدیجہ کی وفات دس ماہ رمضان کو واقع ہوئی تھی۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۵ برس کی تھی۔ حکیم بن حزام کا کہنا ہے کہ آپ کی وفات جب بنو ہاشم شعب سے باہر نکل آئے تھے۔ بعثت کے دسویں سال واقع ہوئی تھی۔ آپ بمقام حجون دفن ہوئیں۔ اس وقت مردوں کے لیے نماز جنازہ مقرر نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی قبر منور میں اُتر گئے تھے اور آپ کے حق میں دُعا کی تھی۔ رضی اللہ عنہا۔"

جناب خدیجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ ہے۔ حضرت قاسم اور عبداللہ جن کا لقب طیب اور طاہر ہے۔ زینت، یہ رسول اللہ کی بڑی لڑکی ہیں۔ رقیہ۔ ام کلثوم اور فاطمۃ الزہرا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی لڑکی ہے[1]

آپ کے فرزند جناب ابراہیم کی ماں ماریہ قبطیہ ہیں۔ ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ابراہیم کو دودھ پلانے والی جنت میں موجود ہے اگر ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے

مناوی کی کتاب کنوز الدقائق میں روایت ہے کہ اگر جناب ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے" اس روایت کو ابن ماجہ اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

---

[1] شیعہ علماء محققین کے نزدیک رسول اللہ کی صرف ایک لڑکی تھیں جو جناب فاطمۃ الزہرا کے نام سے مشہور ہیں۔ باقی لڑکیاں جن کا صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے یہ رسول اللہ کی پروردہ تھیں۔ آپ کی حقیقی لڑکیاں نہیں تھیں۔ اکثر مورخین نے اس بارے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ ۱۲

(محمد شریف عفی عنہ)

۱۳۔ صحیح بخاری میں مسور بن مخرمہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو ناراض کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔"

۱۴۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ (رسول اللہ نے) فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس شخص نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔"

۱۵۔ ترمذی میں مسور سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس شخص نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا جس شخص نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔" جس شخص نے اس سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی۔ حدیث حسن صحیح۔

۱۶۔ ترمذی میں ابن زبیر سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے اس سے جھگڑا کیا۔ اس نے مجھ سے جھگڑا کیا۔ (حدیث حسن صحیح)

۱۷۔ کتاب استیعاب میں تحریر ہے (رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

۱۸۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں جناب ام سلمہؓ کے غلام صبیح اور زید بن ارقم سے روایت ہے، دونوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا۔ جس شخص نے تم سے جنگ کی اس سے میری جنگ ہے اور جس نے تم سے صلح کی اس سے میری صلح ہے۔"

۱۹۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔"

۲۰۔ جمع الفوائد میں انس رسول اللہ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا کی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی زوجہ آسیہ تمہارے لیے (فضیلت کے لحاظ سے) کافی ہیں۔ (بحوالہ ترمذی)

۲۱۔ مودۃ القربیٰ میں عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں، پھر فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ لکیریں کیا چیز ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں فرمایا۔ جنت کی عورتوں کی سردار خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم (جو فرعون کی عورت تھی) ہیں۔

۲۲۔ ترمذی بریدہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سے زیادہ محبوب جناب فاطمہ اور مردوں میں حضرت علی محبوب تھے۔"

۲۳۔ کتاب مشکوٰۃ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ

فتح (مکہ) کے سال جناب فاطمہؑ کو بلایا اور آپ سے کچھ راز کی باتیں بیان کیں۔ آپ سن کر رو پڑیں۔ پھر رسول اللہ نے آپ سے کوئی بات بیان کی، آپ ہنس پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد میں نے جناب فاطمہ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موت کے متعلق بیان کیا تھا۔ میں رو پڑی تھی۔ پھر مجھے کہا تھا کہ میں مریم بنت عمران کے سوا باقی تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہوں۔ میں ہنس پڑی تھی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے"

۲۴۔ مشکوٰۃ میں جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں کون شخص محبوب تھا۔ آپ نے کہا فاطمہ، کہا گیا مردوں میں کون تھا، کہا فاطمہ کا شوہر (علی)۔"

۲۵۔ مشکوٰۃ میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جناب فاطمہ کے سوا اور کوئی شخص طور طریق، چال ڈھال، سیرت و خلقت (ایک اور روایت میں ہے) گفتگو میں زیادہ مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ جب جناب فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتی تھیں تو آپ (تعظیم کی خاطر) کھڑے ہو جاتے تھے اور آپ کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ جب رسول اللہ آپ کے ہاں تشریف لاتے تھے تو آپ، رسول اللہ کی خاطر کھڑی ہو جاتی تھیں۔ آپ رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتی تھیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

۲۶۔ جمع الفوائد میں جناب عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام عورتیں آپ کے پاس موجود تھیں اور ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی۔ اس دوران میں جناب فاطمہ تشریف لائیں۔ آپ کی چال ڈھال ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال کی مانند تھی۔ ذرا برابر بھی فرق نہ تھا۔ جب رسول اللہ نے آپ کو دیکھا تو آپ کو خوش آمدید کہا۔ فرمایا اے میری بیٹی تمہارا آنا مبارک ہو، رسول اللہ نے آپ کو اپنے دائیں یا بائیں پہلو میں بٹھا دیا۔ آپ سے راز کی بات فرمائی۔ آپ سخت رو پڑیں رسول نے جب آپ کا جزع فزع ملاحظہ کیا تو دوسری مرتبہ آپ سے سرگوشی فرمائی۔ آپ ہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ چلے گئے تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے باپ نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟ آپ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کروں گی۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہو گیا میں نے آپ سے کہا میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر دریافت کرتی ہوں جو میری طرف سے تم پر واجب ہے مجھے اس بات سے آگاہ کیجئے جو تمہارے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے بتائی تھی۔ آپ نے

فرمایا ہاں اب میں بتاؤں گی۔ جب آپ نے پہلی مرتبہ مجھ سے سرگوشی فرمائی تھی تو مجھے آگاہ کیا تھا کہ جبرائیل میرے پاس سال میں ایک مرتبہ قرآن شریف لاتے تھے۔ اب کی مرتبہ سال میں دو دفعہ قرآن لائے ہیں۔ اب مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہو اور صبر کرنا، میں تیرا بہترین سلف ہوں۔ اسی وجہ سے میں رو پڑی تھی۔ یہ میرا وہ رونا تھا جس کو آپ نے دیکھا تھا، جب آپ نے میرے جزع و فزع کو ملاحظہ کیا تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی فرمائی۔ فرمایا اے فاطمہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار ہو یا تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو یہ میرے لئے وہ ہنسنا تھا جس کو آپ نے دیکھا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی (اور فرمایا) کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے ملوں گی۔ اور میں ہنس پڑی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور تم میرے اہل میں سے پہلے مجھ سے ملو گی اور میں ہنس پڑی۔" (اس حدیث کو بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۲۶۔ مناوی کی کنوز الدقائق میں روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے اور فاطمہ کی رضامندی سے رضامند ہوتا ہے۔" اس حدیث کو دیلمی نے بیان کیا ہے۔"

۲۷۔ ابن سعد نے کتاب شرف النبوۃ میں اور ابن مثنیٰ نے اپنی معجم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے اور تیری رضامندی سے راضی ہوتا ہے۔"

۲۸۔ ابوالفرج اصفہانی سے ایک سلسلہ روایت میں عبداللہ بن عمر قواریری سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ یحییٰ بن سعید ابان قرشی نے حدیث بیان کی۔ آپ نے کہا کہ جب عبداللہ بن حسین مثنیٰ بن حسن سبط رضی اللہ عنہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لائے تو آپ اس وقت کم سن تھے۔ آپ کی ذات سے وقار اور سکون ظاہر ہوتا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی مجلس کو برخاست کر دیا۔ آپ کی بہت عزت اور تعظیم کی اور آپ کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا۔ جب عبداللہ عمر کے ہاں سے چلے گئے تو لوگوں نے عمر سے آپ کی تعظیم اور احترام کا سبب دریافت کیا۔ عمر نے کہا کہ مجھے معتبر آدمی نے حدیث بیان کی ہے گویا کہ میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے فاطمہ کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔ جس شخص نے فاطمہ کو ناراض کیا مجھے ناراض کیا۔ عمر نے کہا عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہیں۔"

۲۹۔ کتاب الاصابہ میں مرقوم ہے کہ جناب فاطمہ رسول اللہ کی بعثت کے بعد پیدا ہوئیں۔ آپ رسول اللہ کی سب سے چھوٹی دختر تھیں اور تمام لڑکیوں سے آپ کو زیادہ پیاری تھیں۔ جناب عائشہ کا بیان ہے۔ کہ آپ کے باپ کے سوا فاطمہ سے افضل میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (زمین پر) چار خط کھینچے، فرمایا، جنت کی عورتوں کی سردار خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں۔

۳۰۔ ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ دنیا کی عورتوں کی سردار چار عورتیں ہیں۔ مریم، آسیہ، خدیجہ اور فاطمہ۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جنت کی عورتوں کی سردار جناب فاطمہ ہیں۔

مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سُنا، فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔ علیؑ بن حسینؑ اپنے باپ سے آپ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا (اے فاطمہ) اللہ تیری رضامندی سے راضی اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔"

۳۱۔ کتاب الاصابہ میں جناب خدیجہ کے حالات کے تحت حضرت علی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ عورتوں میں بہترین عورت خدیجہ بنت خویلد اور عورتوں میں بہترین عورت مریم بنت عمران ہیں۔ رسول اللہ نے خدیجہ کو اس بات کی خوشخبری سنائی تھی کہ اس کا گھر جنت میں ہو گا جو قصب سے تیار کیا گیا ہو گا۔ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ خدیجہ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اللہ کی رحمت اور برکتیں خدیجہ پر نازل ہوں۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کی عیادت کی اور آپ بیمار ہو گئی تھیں۔ فرمایا اے میری چھوٹی بیٹی تمہارا کیا حال ہے۔ میں غمگین ہو گیا ہوں، میں نے کھانا تک نہیں کھایا۔ فرمایا اے میری چھوٹی بیٹی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ تم کائنات کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔"

۳۲۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں انس بن مالک اور زیدؑ بن علی بن حسینؑ آپ اپنے باپ سے آپ کا باپ آپ کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہر روز صبح کی نماز کے وقت جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے تھے۔ اے اہل بیت نماز پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے (اے) اہلبیت پکا ارادہ کر رکھا ہے کہ تم سے نجاست کو دور رکھے۔ اور تمہیں ایسا پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔

اس آیت وامر اهلك بالصلوٰة واصطبر علیها نو اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور خود بھی نماز کے پابند رہو کے نازل ہونے کے بعد نو ماہ تک ایسا عمل کرتے رہے ۔ اس حدیث کو تین سو صحابہ نے روایت کیا ہے۔

۳۳۔ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو جناب فاطمہ کی گردن کو بوسہ دیتے تھے ۔ اور فرماتے تھے میں فاطمہ سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

فصل

جناب فاطمہ کی حضرت علیؑ سے تزویج کے بیان میں

۱۔ علامہ فہامہ سید شریف نورالدین سمہودی مصری رحمہ اللہ وقصعا بہ اپنی کتاب جواہر العقدین میں عبدالکریم بن سلیط مصری سے روایت کرتے ہیں ۔ آپ ابن بریدہ سے جس کا نام عبداللہ ہے وہ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت نے علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر جناب فاطمہ تمہارے عقد میں ہوتی تو اچھا ہوتا ۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں خواستگاری کی خاطر حاضر ہوئے ، رسول اللہ نے فرمایا (اے علی) کس ضرورت کے ماتحت آئے ہو ، حضرت علیؑ نے کہا کہ میں نے (رسول اللہ کی) خدمت میں فاطمہ کی خواستگاری کا ذکر کیا ۔ - - - - - -

- - - - - - - رسول اللہ نے فرمایا تمہارا آنا مبارک ہو اور تمہیں سلامتی حاصل ہو ، حضرت علیؑ انصار کے گروہ کے پاس تشریف لائے یہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے تھے ۔ انہوں نے کہا اے علی ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں کیا کہا ہے ، آپ نے کہا مجھے رسول نے کہا ہے " تمہارا آنا مبارک ہو اور تمہیں سلامتی حاصل ہو ، انہوں نے کہا تمہارے لئے یہی بات کافی ہے ، اس کے بعد جب رسول نے (فاطمہ) سے آپ کی شادی کر دی تو حضرت علیؑ نے کہا شادی کے لئے دعوت ولیمہ ضروری ہے ، جناب سعد بن عبادہ نے کہا ، آپ کی خاطر ایک مینڈھا موجود ہے ، انصار نے چند صاع جمع کی ، جب رخصتی کی رات آگئی تو رسول اللہ نے فرمایا اے علی جب تک میرے پاس نہ آؤ کوئی بات نہ کرنا ۔ نبی صلعم نے پانی طلب کیا اور اس سے وضو فرمایا ۔ پھر اس پانی کو علیؑ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما پہ چھڑک دیا اور فرمایا اے میرے اللہ ان دونوں پہ برکت نازل فرما ، ان کی نسل میں برکت دینا ۔ اس حدیث کو امام نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں درج کیا ہے

الدولابی نے اپنی کتاب الذریۃ الطاہرہ میں یہ الفاظ تحریر کئے ہیں ۔ اے میرے اللہ ! ان دونوں میں برکت دینا اور ان دونوں پر برکت نازل کرنا اور ان کو ان کے دو بچوں میں برکت دینا ۔ شبل شبیر کے بچے کو کہتے ہیں رسول اللہ نے حسن اور حسین پر لفظ شبلین کا اطلاق کیا ہے اور یہ دونوں ایسے ہی تھے "

۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا ۔ آپ کو وحی نے گھیر لیا ۔ جب آپ کو ہوش آگئی تو فرمایا اے انس تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس جبرائیلؑ عرش کے مالک ع ۔ و جل کی جانب سے کیا چیز لائے تھے ۔ میں نے عرض کیا میرے باپ آپ پہ قربان ہوں ۔ جبرائیل کیا چیز لائے تھے ۔ فرمایا جبرائیل نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ فاطمہ کی شادی علی سے کر دو ۔ جاؤ میرے پاس ابوبکر ، عمر ، عثمان ، طلحہ ، زبیر اور انصار کی ایک جماعت کو بلا کر لے آؤ ۔ انس نے کہا کہ میں نے جا کر ان لوگوں کو بلایا ۔ جب وہ لوگ اپنے اپنے مقامات پر بیٹھ گئے ۔ رسول نے فرمایا ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی صفتوں کے ساتھ تعریف کیا گیا ہے ۔ اور آپ نے ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا جو شادی و بیاہ کے مضمون پر مشتمل تھا ۔ اور خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک جگہ جوڑ دیا ہے اور ان دونوں کی نسل کو پاک و پاکیزہ کیا ہے ۔ اور اللہ نے ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں ، حکمت و دانائی کی کان اور امن کے لئے امن کا باعث قرار دیا ہے ۔ پھر حضرت علی حاضر ہوئے آپ اس وقت غائب تھے (آپ کو دیکھ کر) رسول اللہ نے مسکرا دیا ۔ اور فرمایا اے علی ! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی آپ سے کر دوں ، میں نے تم دونوں کی شادی چار سو مثقال چاندی کے (حق مہر کے) عوض کر دی ہے ، علی نے عرض کیا ، اے اللہ کے رسول میں راضی ہوں ۔ اس کے بعد حضرت علی اللہ کے لئے سجدہ شکر میں گر گئے ۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو رسول اللہ نے آپ سے فرمایا (اے علی) ، اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت دے ۔ اور تم دونوں میں برکت ودیعت کرے (اللہ نے) تم دونوں کی جد کو نیک و سعید بنایا ہے ۔ اور تم دونوں سے بہت سی پاکیزگی (اولاد طاہرہ) کو نکالا ہے ، انس کا بیان ہے خدا کی قسم اللہ نے ان دونوں سے کثیر طیب کو نکالا ہے "

۳۱۔ ابو داؤد اپنے سلسلہ سند میں قتادہ سے وہ حسن بصری سے آپ انس سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت ابوبکر نے (رسول اللہ سے) جناب فاطمہ کی خواستگاری کی درخواست کی ۔ رسول اللہ نے انکار کر دیا ۔ پھر عمر بن خطاب نے خواستگاری کی آپ نے انکار کر دیا ۔ فرمایا میں فاطمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا منتظر ہوں ۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے خواستگاری کی درخواست کی ۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز موجود ہے ۔ حضرت علی نے عرض کیا گھوڑا اور زرہ موجود ہے ۔ فرمایا گھوڑا تمہارے لئے بہت

ضروری ہے، زرہ کو بیچ اور اس کی قیمت میرے پاس لے آؤ۔ حضرت علیؑ کا کہنا ہے کہ میں نے جاکر زرہ کو چار سو اسی درہم میں فروخت کر دیا اور اس کی قیمت رسول اللہ کی جھولی میں ڈالی۔ رسول اللہ نے اس سے کچھ رقم کو لے لیا۔ فرمایا، بلال کہاں ہیں۔ بلال حاضر خدمت ہوئے۔ فرمایا اس رقم کے عوض میں خوشبو خرید کے لے آؤ۔ اس کے بعد ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان دونوں کے چوطرفہ تخت تیار کریں۔ اور چمڑے کا ایک تکیہ تیار کریں۔ جس کے اندر کھجور کا گودا بھرا ہوا ہو۔ گھر پر ریت بچھا دیں۔ ام ایمن (دایہ) کو حکم دیا کہ وہ آپ کی بیٹی کی طرف چلی جائے۔ حضرت علی سے فرمایا تم جلدی نہ کرو۔ ابھی تمہارے پاس لاتی ہیں۔ رسول اللہ چل کر دونوں (ام ایمن اور سیدہ) کے پاس تشریف لائے۔ ام ایمن سے فرمایا میرے بھائی یہاں موجود ہیں۔ ام ایمن نے عرض کیا ہاں آپ کے بھائی موجود ہیں۔ آپ سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دو۔ فرمایا، ہاں اب کر رہا ہوں، آپ دونوں (علی و فاطمہ) کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ پانی لاؤ۔ سیدہ نے ایک پیالہ پیش کیا جس میں پانی موجود تھا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر جناب فاطمہؑ کے سر اور سینہ کے درمیان چھڑک دیا فرمایا اے میرے پالنے والے میں اس کے متعلق اور اس کی اولاد کے بارے میں تمہاری بارگاہ میں شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، علی سے فرمایا پانی لاؤ، علی کا کہنا ہے کہ میں نے پانی کے پیالہ کو بھر کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس سے کچھ حصہ میرے سر پر اور میرے کندھے کے درمیان چھڑکا۔ فرمایا اے میرے پالنے والے میں آپ کی بارگاہ میں اس کے اور اس کی اولاد کے متعلق شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی برکتوں کے ساتھ اپنی بیوی کے پاس جاؤ!!

امام احمد بن حنبل نے ایک سلسلہ روایت میں اپنی کتاب مناقب میں ابو یزید مدائنی سے اس طرح روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے علی کے پاس کسی شخص کو بھیج کر فرمایا کہ تم اس وقت اپنی عورت کے قریب نہ جانا جب تک میں نہ آلوں۔ رسول اللہ تشریف لائے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا اس میں جو کچھ چاہا پڑھا، اس میں سے کچھ حصہ حضرت علی کے چہرے مبارک پر چھڑکا۔ فاطمہؑ کو بلایا آپ اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ آپ حیا و شرم کی وجہ سے اپنے کپڑے کے دامن میں گرتی پڑتی حاضر ہوئیں۔ آپ نے اس پر بھی پانی چھڑکا، فاطمہ سے فرمایا میں نے تمہاری شادی اس شخص سے کی ہے جو میرے اہل میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

ایک روایت میں جمال الدین زرندی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پانی طلب فرمایا

اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا، اور اس سے علیؑ کے چہرے مبارک اور آپ کے دونوں قدموں کو دھویا۔ اس کے بعد پانی کا ایک چلو لیا۔ اس کو فاطمہؑ کے سر پر چھڑکا۔ اور ایک اور چلو لے کر آپ کے سینہ پر .... چھڑکا۔ پھر فاطمہ کو حکم دیا کہ باقی تمام پانی کو اپنے جسم پر چھڑک دیں۔ پھر آپ نے ایک خضاب دار پانی کو طلب کیا۔ اس پانی کو جس طرح فاطمہ پر استعمال کیا اسی طرح علی پر استعمال فرمایا، اس کے لیے فرمایا اے میرے پالنے والے یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں میں سے ہوں۔ اے میرے پالنے والے جس طرح تو نے مجھ سے نجاست کو دور کیا ہے اور مجھے پاک بنایا ہے۔ اسی طرح ان دونوں سے نجاست کو دور کر کے ان کو پاک و پاکیزہ بنا۔ اس کے بعد فرمایا اللہ نے تم دونوں کو جوڑ دیا ہے۔ تمہیں تم دونوں کو تمہارے بچوں کے بارے میں برکت دے، تم دونوں میں برکت دے اور تم دونوں کے انتشار کی اصلاح کرے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ اپنے ہاتھ مبارک سے دونوں پر دروازہ بند کر دیا اور دونوں کے حق میں دعا فرمائی۔ اسی حالت میں اپنے گھر میں تشریف لائے۔ میں کہتا ہوں شبلیا سے مراد حسن اور حسین ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جبرائیل نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ آپ حسنؑ اور حسینؑ کا نام ہارون کے دونوں بیٹوں کے نام پر شبر اور شبیر رکھیں کیونکہ علیؑ کو رسول اللہ سے وہ منزلت حاصل تھی جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ رسول اللہ نے جبرائیل سے کہا میری زبان عربی ہے، مجھے شبر اور شبیر کے معانی سے آگاہ کیجئے۔ (جبرائیل نے عرض کیا) اس کے معانی حسنؑ اور حسینؑ ہیں، وہ خطبہ جو شادی اور بیاہ کے مضمون پر مشتمل تھا اس کی صورت یہ ہے:۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی صفتوں کے ساتھ تعریف کیا گیا ہے۔ اپنی قدرت کے ساتھ عبادت کیا گیا ہے۔ نگران ہونے کی وجہ سے اطاعت کیا گیا ہے۔ اپنے عذاب اور دبدبہ کی وجہ سے ہیبتناک ہے۔ آسمان اور زمین میں اپنا حکم جاری کرنے والا ہے۔ وہ وہ ذات ہے جس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا ہے، اپنے احکام کے ذریعہ ان میں فرق کر دیا ہے۔ اپنے دین کے ذریعہ ان کو عزت دی ہے۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس کو مکرم کیا ہے بے شک اللہ کا نام برکت والا ہے۔ اس کی عزت بلند ہے، دامادی کو ایک لاحق سبب اور امر فرض قرار دیا ہے اس کو صلہ رحمی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور اس سے لوگوں کی حالت منظم رہتی ہے، کہنے والے سے زیادہ عزت والے نے کہا ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب اور دامادی کا ذریعہ قرار دیا، تمہارا رب قدرت والا ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا اس کی تقدیر کی طرف جاری ہوتی

ہے، ہر تقدیر کی ایک مدت مقرر ہے اور ہر مدت کے لئے ایک نوشتہ ہے، جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ جس چیز کو چاہتا ہے اس کا حکم دیتا ہے اور اللہ کے پاس ام الکتاب موجود ہے۔"

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری شادی فاطمہؑ سے کردوں۔ میں نے چاندی کے چار سو مثقال پر تمہاری شادی کر دی ہے۔ علیؑ نے کہا یا رسول اللہ میں فاطمہ کے عقد پر راضی ہوں۔ میں اس بات پہ اللہ عظیم اور اس کے مہربان رسول سے راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت علی اللہ کے سجدۂ شکر میں گر پڑے۔ آپ نے جب سر اٹھایا تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو ایک سلک میں منسلک کر دیا ہے۔ تمہاری جد کو معزز کیا ہے۔ تمہاری نسل کو پاکیزہ بنایا ہے۔ تمہاری نسل کو رحمت کی کنجیاں، حکمت اور دانائی کی کان اور خزانہ مقرر کیا ہے اور اُمت کے لئے امان کا باعث قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں میں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیک اور سعید بنائے اور تم دونوں سے پاکیزہ اولاد کو ظاہر کرے۔ اے میرے اللہ یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں میں سے ہوں۔ اے میرے اللہ! جس طرح تو نے مجھ سے نجاست کو دور رکھا ہے اور مجھے پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔ اسی طرح ان دونوں سے ناپاک چیز کو دور رکھ، اور ان دونوں کو اور ان دونوں کی نسل کو پاکیزہ بنا، انس نے کہا خدا کی قسم اللہ نے ان دونوں سے بہت پاکیزگی کو ظاہر کیا۔ (اولاد طاہرین پیدا ہوئی)

۴۔ کتاب الاصابہ میں سنان بن شعد الدوسی کے حالات کے تحت تحریر کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث بیان کی، رسول اللہ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے حدیث بیان کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کی شادی علی سے کی تو رضوان کو حکم دیا کہ وہ درخت طوبیٰ کو ہلائے۔ میں (جبرائیل) نے دوستداران اہل بیت محمد کی تعداد کے برابر تمسک ناموں کو اٹھا لیا تھا۔"

۵۔ (حضرت استاد) بلال بن حمام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبسم اور ہنستے ہوئے چہرے کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے دائرہ کی مانند چمک رہا تھا۔ عبدالرحمن بن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ کونسا نور ہے جو آپ کے بزرگ چہرے پہ ظاہر ہو رہا ہے۔ فرمایا ایک خوشخبری کی وجہ سے ایسا ہو

رہا ہے جو میرے رب نے میرے بھائی، میرے چچا کے بیٹے اور میری بیٹی کے بارے میں میرے پاس بھیجی ہے، اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی شادی فاطمہ سے کر دی ہے۔ بہشتوں کے خزانچی رضوان کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ طوبیٰ کے درخت کو ہلائیں۔ رضوان نے طوبیٰ کو ہلایا۔ میں نے (جبرائیل نے) دوستداران اہل بیت کی تعداد کے برابر تمسک ناموں کو اُٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے طوبیٰ کے نیچے اپنے نور سے فرشتوں کو پیدا کیا اور ہر ایک فرشتے کو ایک ایک تمسک نامہ دیا، جب قیامت قائم ہو جائے گی تو فرشتے مخلوقات میں آواز دیں گے۔ میرے اہل بیت کا کوئی ایسا دوست باقی نہ رہے گا جس کو فرشتے تمسک نامہ نہ دیں۔ اس تمسک نامہ میں آگ سے چھٹکارا لکھا ہوا ہوگا۔ میرے چچا کے بیٹے، اور میری بیٹی کی وجہ سے میری اُمت کے مردوں اور عورتوں کی گردنیں دوزخ سے نجات پائیں گی۔"

۶۔ مناوی کی کتاب کنوز الدقائق میں مرقوم ہے (رسول اللہ نے فرمایا) مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے کر دوں۔" اگر اللہ تعالیٰ علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے ان فرزندوں کا نام حسن اور حسین رکھوں۔"

۷۔ کتاب الاصابہ میں مرقوم ہے کہ حضرت محسن بن علی بن ابی طالب بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ان کا نام ہارون کے فرزندوں کے نام پر شبر، شبیر اور مشبر رکھا ہے۔"

۸۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے چچا تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری مدد اوصیا کے سردار علیؑ سے کی ہے آپ کو میری بیٹی فاطمہ کا کفو قرار دیا ہے۔"

۹۔ ابو وائل ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شمار کرتے تھے۔ تو ابوبکر، عمر اور عثمان کا نام لیتے تھے، ایک شخص نے ابن عمر سے کہا علی کدھر گئے۔ ابن عمر نے کہا علی کا شمار اہل بیت رسول میں ہوتا ہے۔ آپ کے ساتھ کسی کا قیاس نہ کرو۔ آپ رسول اللہ کے ساتھ آپ کے درجہ میں (قیامت کے روز) ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ الذین آمنوا واتبعتهم ذریاتهم بایمان الحقنا بهم ذریاتهم فاطمہؑ اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے درجہ میں ہوگی۔ علیؑ ان دونوں (حسن، حسین) کے ساتھ ہوں گے۔"

۱۰۔ کنوز الدقائق میں تحریر ہے (رسول اللہ نے فرمایا) ہم اہل بیت ہیں، ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ (فرمایا) ہم اولاد عبدالمطلب جنت والوں کے سردار ہیں۔"

۱۱۔ سنن ابن ماجہ میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ "ہم اہل بیت جنت کے رہنے والوں کے سردار ہیں۔ ایک میں ہوں گا۔ حمزہؑ، علیؑ، جعفرؑ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوں گے۔"

باب ۵۶

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کا بیان!

کتاب کنوز الدقائق۔ کتاب الجامع الصغیر اور کتاب ذخائر العقبیٰ کی باتوں کا ذکر، المناقب السبعین۔ کتاب مودۃ القربیٰ، امام علی بن موسیٰ رضاؑ کی چالیس احادیث کا درج کرنا مشارب الاذواق میں آپ کے مناقب، آپ کے ان کلمات کا ذکر کہ مومنین آپ سے خالص محبت رکھیں۔ اپنے دلوں میں آپ کے دشمنوں کی محبت داخل نہ کریں۔ اور اس بات کا ذکر کہ آپ کو دوست رکھنے والے جہاد کا ثواب حاصل کریں گے۔ اگرچہ آپ کے بعد پیدا ہوں گے۔ (انتخاب از کنوز الدقائق)

۱۔ صاحبان علم نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰[1] رجب المرجب ۳۰ عام الفیل میں واقع ہوئی ہے۔ شیخ عبد الرؤف مناوی مصری کی کتاب کنوز الدقائق میں روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا: "اے علی تمہیں بشارت ہو کہ تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہوگی۔"

۲۔ اُبشری یا فاطمۃ ان المہدی ابنک (للحاکم)
اے فاطمہ تمہیں بشارت ہو مہدی (عجل اللہ فرجہ) تم سے پیدا ہوگا (فرمان رسول)

۳۔ اثبتکم علی الصراط اشدکم حُبًّا لاہل بیتی۔ (للدیلمی)
تم میں سے زیادہ ثابت قدمی سے پل صراط کو وہی شخص عبور کرے گا جو تم میں سے میرے

[1] صحیح تاریخ ۱۳ رجب ہے ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ

اہل بیت کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہوگا (فرمان رسول)

۴۔ احب اہل البیت الحسن والحسین (للطبرانی)
مجھے اہل بیت میں سے زیادہ محبوب حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔"

۵۔ احب اہلی الیٰ فاطمۃ (للحاکم)
(رسول اللہ نے فرمایا) میرے اہل میں سے فاطمہ مجھے زیادہ محبوب ہیں

۶۔ اعلم اُمتی من بعدی علی بن ابی طالب (للدیلمی)
(رسولؐ نے فرمایا) میرے بعد علی بن ابی طالب میری اُمت میں سب سے زیادہ عالم ہوں گے۔

۷۔ اللہ ورسولہ وجبرائیل عنک راضون یا علی۔ (للطبرانی)
اے علی تم سے اللہ اس کا رسول اور جبرائیل راضی ہیں۔" (فرمان رسول)

۸۔ اللھم انصر من نصر علیًا اللھم اکرم من یکرم علیًّا۔ اللھم اُخذل من یخذل علیًا۔ (للطبرانی)
اے میرے اللہ تو اس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے تو اس کو عزت دے جو علی کی عزت کرے تو اسکو چھوڑ دے جس نے علی کو چھوڑ دیا تھا۔ (فرمان رسول)

۹۔ اللھم ھؤلاء اَھلی وانا مستودعھم کل مومن (لابن عساکر)
اے میرے پالنے والے یہ لوگ میرے اہل ہیں۔ میں انہیں ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں؟

۱۰۔ اللھم الیک لا الی النار انا و اھل بیتی (للطبرانی)
اے میرے اللہ میں اور میرے اہل بیت تمہارے پاس وارد ہوں اور آگ میں نہ جائیں۔"

۱۱۔ اللھم اخلف جعفراً فی ولدہٖ (للطبرانی)
اے اللہ جعفر کی اولاد میں جعفر کا جانشین قرار دے۔"

۱۲۔ اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ یعنی احد الحسنین للمومنین (لاحمد)
اے میرے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ اور اس کو بھی دوست رکھ جو اسکو دوست رکھے یعنی حسنین میں سے کسی ایک کو۔

۱۳۔ اللھم انی احبھما فاحبھما یعنی الحسنین (للترمذی)
اے میرے اللہ! میں ان دونوں یعنی حسنین کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں کو دوست رکھ۔

۱۴۔ اللھم انی اسألک باسمک الاعظم
اے میرے اللہ تیرے بڑے نام اور تیری بڑی خوشنودی

ورضوانک الاکبر اللھم اسالک الجنۃ التی ظلھا عرشک۔ (للدیلمی)

کا واسطہ دے کر تم سے تیری جنت کا سوال کرتا ہوں جس کو تیرے عرش نے ڈھانپ رکھا ہے۔"

۱۵۔ اللھم اذھب عنہ الحر والبرد قالہ لعلی (للدیلمی)

اے میرے اللہ علی سے گرمی اور سردی کو دور رکھ۔"

۱۶۔ اللھم ثبت لسانہ واھد قلبہ قالہ لعلی۔ (للحاکم)

اے اللہ اس کی زبان کو ثابت اور اس کے دل کو ہدایت عطا کر۔ یہ آنحضرت رسول اللہ نے علی کے حق میں فرمائی۔

۱۷۔ اما ترضی انک اخی وانا اخوک، قالہ لعلی۔ (للطبرانی)

رسول نے علی سے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

۱۸۔ امرت ان اسمی ابنی ھذین حسنا و حسینا (للدیلمی)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے ان دونوں فرزندوں کا نام حسن اور حسین رکھوں؟

۱۹۔ ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمۃ بعلی (للطبرانی)

اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کر دوں۔

۲۰۔ ان اللہ لیغضب لغضب فاطمہ ویرضی لرضاھا (للدیلمی)

اللہ فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض اور آپ کی رضامندی سے رضامند ہوتا ہے۔

۲۱۔ ان اللہ یباھی بعلی کل یوم الملائکۃ (للدیلمی)

اللہ ہر روز فرشتوں پر علی کے ذریعہ فخر و مباہات کرتا ہے۔

۲۲۔ ان اللہ یرضی لرضاک و یغضب لغضبک قالہ لعلی۔ (لابن ابی الدنیا)

رسول اللہ نے علی سے فرمایا، اللہ تعالیٰ تیری رضامندی سے رضامند اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔

۲۳۔ ان امی رأت انا الذی فی بطنھا نوراً (للدیلمی)

جب میں اپنی ماں کے شکم میں تھا تو میری ماں نے ایک نور کو دیکھا تھا۔

۲۴۔ ان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ (لاحمد)

حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔

۲۵۔ الحسن والحسین ریحانتای من الدنیا۔ (للطبرانی وابن عدی)

حسنؑ اور حسینؑ دنیا میں میرے پھول ہیں۔

۲۶۔ ان علیا سبقک بالھجرۃ قالہ العباس (للترمذی)

عباس نے کہا علی نے تم سے ہجرت کرنے میں پہل کی ہے۔"

۲۷۔ ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن (للطبرانی)

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی ہر مومن کے سردار ہیں۔

۲۸۔ انما فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی (لابن شیبۃ)

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس شخص نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"

۲۹۔ ان ھذا العلم دین فلینظر احدکم فمن اخذ دینہ (للدیلمی)

یہ علم دین ہے تم میں سے ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ وہ دین کو کس شخص سے حاصل کر رہا ہے۔

۳۰۔ انا المنذر وعلی الھادی (للدیلمی)

میں ڈرانے والا ہوں اور علی ہدایت کرنے والے ہیں۔

۳۱۔ انا خاتم الانبیا وانت یا علی خاتم الاوصیا (للدیلمی)

اے علی میں خاتم الانبیاء ہوں اور تم خاتم الاوصیاء ہو۔

۳۲۔ انا دار الحکمۃ وعلی بابھا۔ (للترمذی)

میں دانائی کا گھر ہوں۔ علی اس کا دروازہ ہیں۔

۳۳۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ (للطبرانی والدیلمی)

میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔

۳۴۔ انا سید ولد ادم وعلی سید العرب۔ (للحاکم)

میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔

۳۵۔ انا وعلی حجۃ اللہ علی عبادہ (للدیلمی والخطیب البغدادی)

میں اور علی اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔

۳۶۔ انا وعلی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی۔ (للدیلمی والطبرانی فی الاوسط)

میں اور علی ایک درخت سے ہیں اور لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔

۳۷۔ ان سرکم ان تقبل ھذا صلاتکم فلیومکم خیارکم۔ (لابن عساکر)

اگر تمہیں یہ بات پسند ہو کہ تمہاری نماز مقبول ہو تو اپنے میں سے بہترین آدمی کو اپنا امام بناؤ۔

۳۸ - ان سرکم ان تزکوا صلاتکم فلیؤمکم خیارکم (للبخاری)

اگر تمہیں پسند ہو کہ تمہاری نماز پاکیزہ ہو تو اپنے میں سے بہترین آدمی کو امام بناؤ۔

۳۹ - ان لم تضل اُمتی لم یقم لھم عدوٌ ابدًا (للطبرانی)

اگر میری امت گمراہ نہ ہوئی تو ان کے مقابل میں دشمن کبھی ٹھہر نہیں سکے گا۔"

۴۰ - انت یا علی تقتل علی سنتی (لابن عدی)

اے علی تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔"

۴۱ - اوّل عین تنظر الیٰ عینی عینیٰ۔ (للدیلمی)

(قیامت کے روز) سب سے پہلی آنکھ جو میری آنکھ سے دوچار ہوگی وہ علی کی آنکھ ہوگی۔"

۴۲ - اوّلُ من صلی معی علیٌّ (الحاکم)

جس نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز پڑھی وہ علی تھے۔

۴۳ - اوّل من یُبدل دینی رجل من بنی امیۃ (للدیلمی)

سب سے پہلے جو شخص میرے دین کو بدل دیگا بنو اُمیہ کا ایک آدمی ہوگا۔"

۴۴ - الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساءِ المومنین قالہ لفاطمۃ (للبخاری)

فاطمہ سے فرمایا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

۴۵ - اللھم انی اُحبھُما فاحبھما وابغض من یبغضھما۔ (لابن ابی شیبۃ)

اے میرے اللہ میں ان دونوں (حسنین) کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ میں اس شخص سے کینہ رکھتا ہوں جو ان دونوں سے کینہ رکھتا ہے۔

۴۶ - بغض علی سیئۃ لا تنفعھا معھا حسنۃ۔ (للدیلمی)

علی سے بغض رکھنا گناہ ہے اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہ دے گی (فرمان رسول)

۴۷ - بنو ھاشم خیر العرب و خیر البریۃ (للدیلمی)

اولاد ہاشم تمام عرب اور تمام کائنات سے افضل ہیں۔

۴۸ - تقوم السّاعۃُ والروم اکثر الناس (لاحمد)

جب قیامت قائم ہوگی تو روم کے لوگ زیادہ ہوں گے۔

۴۹ - الجنۃ تحت اقدام الامّھات (لمسلم)

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے واقع ہے

۵۰ - الجفاء والبغیُ فی الشّام (لابن عدی)

ظلم اور غداری شام میں واقع ہوگی۔

۵۱ - حبُّ علی حسنۃ لا تضرُّ معھا سیئۃٌ (للدیلمی)

علی سے محبت رکھنا ایک نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان نہیں دے گی۔"

۵۲ - حب علی براءۃ من النّار حبُّ علیٍ یاکل الذنب کما تاکل النّار الحطب حب علی براءۃ من النفاق، حق علیٍ علی ھذہ الامّۃ کحق الوالد علی ولدہ (للدیلمی)

علی کی محبت دوزخ سے نجات کا پروانہ ہے۔ علی کی محبت گناہ کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو ختم کر دیتی ہے۔ علی کی محبت نفاق سے دوری کا ذریعہ ہے۔ علی کا حق اس اُمت پر اس طرح واجب ہے جس طرح باپ کا حق بیٹے پر قائم ہوتا ہے۔

۵۳ - الحبّ فی اللہ والبغض فی اللہ فریضۃٌ (للدیلمی)

اللہ کی خاطر محبت رکھنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا فرض ہے۔"

۵۴ - الحب فی اللہ والبغض فی اللہ افضل الاعمال۔ (لابی داؤد)

اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا بہت فضیلت والا عمل ہے۔

۵۵ - الحسن والحسین سیفا العرش و لیسا بمعلقتین (للطبرانی)

حسن و حسین عرش کی دو تلواریں ہیں لیکن وہاں لٹکی ہوئی نہیں ہیں۔"

۵۶ - ذکر علی عبادۃ (للخلیلی)

علی کا تذکرہ کرنا عبادت ہے۔

۵۷ - رأیت جعفر الطیر مع الملائکۃ فی الجنۃ (للترمذی)

میں جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا ہے۔

۵ - سیّد العرب علی (لابی نعیم الحافظ)

عرب کے سردار علی ہیں۔

۵ - سیکون فی اُمتی زنادقۃ شر قبائل العرب بنو امیہ، حنیفہ و ثقیف (للدیلمی)

عنقریب میری امت میں بے دین لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ عرب کے بدترین قبیلے بنو امیہ، بنو حنیفہ اور بنو ثقیف ہیں۔

شیعۃ علی ھم الفائزون۔ (للدیلمی)

(روز قیامت) علی کے شیعہ کامیاب و کامران ہوں گے۔"

صاحب سری علی بن ابی طالب (للدیلمی)

میرے رازدار علی بن ابی طالب ہیں۔

عادی اللہ من عادی علیًا (لابن عساکر)

اللہ اس سے دشمنی رکھتا ہے جو علی سے دشمنی رکھتا ہے۔

علی اخی فی الدنیا والاخرۃ (للطبرانی)

علی میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہیں۔

علی عیبۃ علمی (لابن عدی)

علی میرے علم کا خزانہ ہیں۔

۶۵۔ علی منی بمنزلة راسی من بدنی۔ (للخطیب)
علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو میرے سر کو میرے بدن کے ساتھ۔"

۶۶۔ علی تولی من کنت مولاہ (للحاکم)
علی ان کے سردار ہیں جن کا میں سردار ہوں۔

۶۷۔ علی لیظهر فی الجنة ککوکب الصبح۔ (للبیہقی)
علی جنت میں صبح کے ستارے کی مانند جلوہ افروز ہوں گے۔"

۶۸۔ علی یقضی دینی (للدیلمی)
علی میرا قرض ادا کریں گے۔

۶۹۔ علی ملیء ایمانا (الی مشاشه لابی نعیم)
علی کی سرشت میں ایمان بھرا ہوا ہے۔"

۷۰۔ علی منی وانا منه وهو ولی کل مومن (لابی داؤد الصیالسی)
علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں وہ ہر مومن کے سردار ہیں۔"

۷۱۔ علی وشیعته هم الفائزون یوم القیامة
علی اور ان کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب و کامران ہوں گے۔"

۷۲۔ علی قسیم الجنة والنار
علی جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔

۷۳۔ علی خیر البشر من شک فیه فقد کفر (لابی یعلی موصلی)
علی بہترین انسان ہیں جس نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے۔"

۷۴۔ علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر (للخطیب البغدادی)
علی بہترین انسان ہیں جس نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے۔"

۷۵۔ علی منی وانا من علی ولا یؤدی عنی الا انا وعلی۔ (لاحمد)
علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے میں خود ادا کروں گا یا علی۔

۷۶۔ علی امام البررة و قاتل الفجرة۔ (للحاکم)
علی نیکو کاروں کے امام اور فاجروں کے قتل کرنے والے ہیں۔

۷۷۔ علی یعسوب المومنین (للطبرانی)
علی مومنوں کے سردار ہیں۔

۷۸۔ عنوان صحیفة المومن حب علی (للدیلمی)
مومن کے صحیفہ کا عنوان علی کی محبت ہے۔"

۷۹۔ العبد المطیع لوالدیه و لربه فی اعلی علیین (للدیلمی)
اپنے والدین اور اپنے رب کا فرمانبردار بندہ اعلی علیین میں قیام فرما ہوگا۔

۸۰۔ فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی۔ (للبخاری)
فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

۸۱۔ فاطمة سیدة نساء اهل الجنة الا مریم (للحاکم)
مریم کے سوا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۸۲۔ فاطمة احب الی منک یا علی وانت اعز علی منها (للطبرانی)
اے علی فاطمہ تم سے مجھے زیادہ محبوب ہے اور تم اس سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

۸۳۔ قد اجرنا من اجرت وامنا من امنت یا ام هانی۔
اے ام ہانی جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی، جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا۔

۸۴۔ قل لمن احب علیا تهیا لدخول الجنة (للدیلمی)
اس شخص سے کہہ دو جس نے علی کو دوست رکھا وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جائے۔"

۸۵۔ قم یا ابا تراب قالہ لعلی (للبخاری ومسلم)
رسولؐ نے علیؑ سے فرمایا اے ابوتراب اٹھو۔

۸۶۔ کل نسب وصهر ینقطع یوم القیامة الا نسبی وصهری (لابن عساکر)
قیامت کے روز میرے نسب اور میری دامادی کے سوا تمام نسب اور دامادیاں ختم ہو جائیں گی۔

۸۷۔ کان النبی صلی اللہ علیه واله وسلم اذا غضب لم یجترء علیه احد الا علی (لاحمد)
نبی صلعم جب ناراض ہو جاتے تھے تو آپ کے پاس جانے کی علی کے سوا اور کوئی شخص جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

۸۸۔ لقد صلت الملائکة علی وعلی علی سبع سنین (للدیلمی)
فرشتوں نے مجھ پر اور علی پر سات سال درود بھیجا۔

۸۹۔ لکل نبی وصی ووارث وعلی وصی ووارثی (للدیلمی)
ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے۔ میرے وصی اور میرے وارث علی ہیں۔

۹۰۔ لو عاش ابراهیم لکان صدیقا نبیا (لاحمد وابن ماجه وابن عساکر)
اگر میرے فرزند ابراہیم زندہ رہتے، تو صدیق نبی ہوتے۔"

۹۱۔ لولم یخلق علی ماکان لفاطمة کفؤ (للدیلمی)
اگر علی پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

۹۲۔ ما اختلفت امة بعد نبیها الا ظهر
اپنے نبی کے بعد جس امت میں اختلاف

باطلها علی حقها (للحاکم)

رونما ہوا تو باطل حق پر غالب آگیا۔

۹۳- ما ادری انا بقدوم جعفر او بفتح خیبر اسر (للطبرانی)

میں نہیں جانتا کہ جعفر کے واپس آنے کی وجہ سے یا قلعہ خیبر کے فتح ہونے کی وجہ سے خوشی کا اظہار کروں۔

۹۴- ما ضل قوم بعد هدی الا اوتوا الجدل (للترمذی)

ہدایت کے بعد جو قوم گمراہ ہوتی ہے، وہ لڑائی فساد میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

۹۵- ما کانت نبوة قط الا کان بعدها قتل وصلب ومثلة (للطبرانی)

نبوت کے بعد قتل و غارت اور لوگوں کو سولی پر چڑھانا اور لوگوں کے ناک کان کاٹنا شروع ہو جائے گا۔

۹۶- مثل عترتی کسفینة نوح من رکبها نجا (للثعلبی)

میری اولاد کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا تھا نجات پا گیا تھا۔"

۹۷- مثل علی فی الناس مثل قل هو الله احد فی القرآن (للدیلمی)

علی کی مثال لوگوں میں ایسی ہے، جیسے قل ہو اللہ احد قرآن میں ہے۔

۹۸- مثلی ومثل اهل بیتی کنخلة نبتت فی مزبلة (للطبرانی)

میری اور میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے کھجور کا درخت مزبلہ پر پیدا ہو گیا ہو۔

۹۹- مرحبا یا بنتی قاله لفاطمة (للبخاری ومسلم)

رسول نے فاطمہ سے فرمایا، میری بیٹی کے لئے خوش آمدید ہو۔

۱۰۰- مرحبا بک ابا زید کیف اصبحت قاله لعقیل (للدیلمی)

رسول اللہ نے عقیل سے کہا ابو زید تمہیں خوش آمدید ہو تم نے صبح کس حالت میں کی؟"

۱۰۱- مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین قاله لعلی (لابی نعیم)

رسول اللہ نے فرمایا علیؑ کو جو مسلمانوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام ہیں خوش آمدید ہو

۱۰۲- منا الذی یصلی عیسی خلفه (لابی نعیم)

ہم میں سے وہ شخص پیدا ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔

۱۰۳- من آذی علیا فقد آذانی (لاحمد)

جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

۱۰۴- من ابغض اهل البیت فهو

جس شخص نے اہل بیت سے بغض رکھا

منافق۔ (للدیلمی)

وہ منافق ہے۔

۱۰۵- من آذانی فی اهل بیتی فقد آذی الله۔ (للدیلمی)

جس شخص نے مجھے میرے اہل بیت کے بارے میں تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی

۱۰۶- من احب الحسن والحسین فقد احبنی (للدیلمی)

جس شخص نے حسنؑ اور حسینؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔"

۱۰۷- من احب الله ورسوله فلیحب اسامة (لاحمد)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اسے اسامہ (بن زید) سے محبت کرنی چاہیئے

۱۰۸- من احبنی فلیحبه۔ یعنی الحسن (لابی داؤد الطیالسی)

جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اسے حسنؑ کو دوست رکھنا چاہیئے۔

۱۰۹- من بر والدیه طوبی له وزاد الله فی عمره (للبخاری)

جس شخص نے اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کیا اس کے لئے خوشخبری ہے اور اللہ تعالے اس کی زندگی کو زیادہ کر دیتا ہے۔"

۱۱۰- فی الادب من فارق علیا فارقنی ومن فارقنی فارق الله (لابی داؤد)

ادب میں ہے کہ جس شخص نے علی کو چھوڑ دیا اس شخص نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا۔

۱۱۱- من قاتل علیا علی الخلافة فاقتلوه کائنا من کان۔ (للدیلمی)

جو شخص خلافت کے بارے میں علی سے لڑائی لڑے اسے قتل کر دو۔ خواہ کوئی بھی ہو۔

۱۱۲- من کنت مولاه فعلی مولاه (لاحمد وترمذی)

جس کا میں مولا ہوں اسکے علی مولا ہیں۔

۱۱۳- من کنت ولیه فعلی ولیه (للدیلمی)

جس کا میں ولی ہوں اس کے علی ولی ہیں۔

۱۱۴- المرء مع من احب وله ما اکتسب (للترمذی)

آدمی اس شخص کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو اس عمل کا درجہ ملے گا جس کو اس نے کمایا ہے۔

۱۱۵- المرء مع من احب۔ (للبخاری ومسلم)

آدمی اس شخص کے ساتھ (محشور) ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔"

۱۱۶- المرء مع من احب وانت مع من احببت (للترمذی)

آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست

رکھتا ہے تم اس شخص کے ساتھ ہوگے جس کو تم دوست رکھتے ہو۔

۱۱۷- المهدی (عجل الله فرجه) طاؤس اهل الجنة المهدی منا اهل البیت یصلحه الله فی لیلة واحدة (لاحمد)

مہدی (عجل اللہ فرجہ) جنت کے طاؤس ہونگے۔ مہدی ہم اہل بیت میں سے پیدا ہوگا۔ اللہ تعالٰی اس کے انتظامات کو ایک رات کے اندر درست کرے گا۔

۱۱۸- المهدی منا یختم بنا الدین کما فتح بنا (للطبرانی)

مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہم ہی میں سے پیدا ہوگا جس طرح دین کا دروازہ ہمارے ذریعہ کھلا تھا۔ اسی طرح آپ ہمارے ساتھ دین کا دروازہ بند کر دینگے۔

۱۱۹- المهدی منی وهو اجلی الجبهة اقنی الانف (لابی داؤد)

مہدی مجھ سے پیدا ہونگے۔ آپ کی پیشانی بہت روشن اور ناک بہت سرخ ہوگی۔

۱۲۰- المهدی من ولد فاطمة (لابی داؤد)

مہدی فاطمہ کا فرزند ہوگا۔

۱۲۱- نحن اهل بیت لا یقاس بنا احد (للدیلمی)

ہم اہلبیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا

۱۲۲- نحن بنو عبد المطلب سادات اهل الجنة (للدیلمی)

ہم اولاد عبد المطلب جنت کے رہنے والوں کے سردار ہیں۔

۱۲۳- النظر الی وجه علی عبادة۔ (للطبرانی والحاکم وابن عساکر)

علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

۱۲۴- هذا علی لحمی لحمه ودمی دمه (للطبرانی)

یہ علی ہیں میرا گوشت اس کا گوشت ہے اور میرا خون اس کا خون ہے۔

۱۲۵- هما جنتك ونارك یعنی الوالدین (لابن ماجه)

وہ دونوں یعنی تمہارے والدین تمہارے لئے جنت (اطاعت کی حالت میں) ہیں اور تمہارے لئے دوزخ بھی ہیں۔ (نافرمانی کی صورت میں)

۱۲۶- هنیئًا للمتحابین فی الله (للدیلمی)

ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں۔

۱۲۷- والذی نفسی بیده لیعودن هذا الامر کما بدا (للدیلمی)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ امر اس طرح پلٹ جائے گا جس طرح شروع ہوا تھا۔

۱۲۸- ولد الحکم ملعونون (للطبرانی)

حکم کے فرزند ملعون ہیں۔"

۱۲۹- ویل لامتی مما فی صلب هذا۔ (للطبرانی)

اس کے صلب میں جو چیز ہے اس سے میری اُمت کیلئے ہلاکت ہے۔

۱۳۰- ویل بنی امیه ثلاثا (للدیلمی)

بنو امیہ کیلئے ہلاکت ہو۔ تین مرتبہ فرمایا

۱۳۱- الود یتوارث والبغض یتوارث (للطبرانی)

محبت بھی اپنے وارث پیدا کرتی ہے اور بغض بھی اپنے وارث پیدا کرتا ہے۔

۱۳۲- الود والعداوة یتوارثان (للشافعی)

محبت اور دشمنی اپنے وارث چھوڑ جاتے ہیں۔

۱۳۳- الولد الصالح ریحان من ریاحین الجنة (للدیلمی)

نیک فرزند جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہوتا ہے۔

۱۳۴- الولد ریحانة وریحانتی الحسن والحسین۔

فرزند ایک پھول ہوتا ہے۔ میرے پھول حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

۱۳۵- الولد من ریحان الجنة (للحکیم الترمذی)

فرزند جنت کا پھول ہوتا ہے۔

۱۳۶- الولد من کسب الوالد (للطبرانی)

فرزند باپ کی کوشش سے ہوتا ہے۔"

۱۳۷- لا تسبوا علیا فانه کان فانیا فی ذات الله (لابی نعیم)

علی کو گالیاں نہ دو۔ وہ اللہ کی ذات میں فنا ہو چکے ہیں۔

۱۳۸- لا تسبوا علیا فانه خشن لدین الله (لابی نعیم)

علی کو گالیاں نہ دو۔ آپ اللہ کے دین میں سخت تھے۔

۱۳۹- لا دین لمن لا تقیة۔

اس کا دین نہیں ہے جو تقیہ نہیں کرتا۔"

۱۴۰- لا یحب علیا منافق ولا یبغضه مؤمن (للترمذی)

منافق علی سے دوستی نہیں رکھے گا۔ اور مومن آپ سے بغض نہیں رکھے گا۔"

۱۴۱- لا یحب علیا الا مؤمن ولا یبغضه الا منافق (للطبرانی)

علی کو مومن دوست رکھے گا اور منافق آپ سے بغض رکھے گا۔

۱۴۲۔ لایحبک منافق ولایبغضک الا منافق قالہ لعلی (لمسلم)

رسول اللہ نے علی سے فرمایا تمہیں منافق دوست نہیں رکھے گا۔ منافق تم سے بغض رکھے گا۔

۱۴۳۔ لایقرض دینی الا انا او علی (للطبرانی)

میرا قرض میں خود ادا کروں گا یا علی۔

۱۴۴۔ لایقوم الرجل من مجلسہ الا لبنی ہاشم (للخطیب البغدادی)۔

آدمی کو بنو ہاشم کے سوا اور کسی کے لئے اپنی جگہ سے نہیں اٹھنا چاہیئے۔

۱۴۵۔ لاینبغی لاحد ان یجنب فی المسجد الا انا وعلی (للبخاری ومسلم)

مسجد میں میرے اور علی کے سوا اور کوئی جنب نہیں کرسکتا۔

۱۴۶۔ یا بریدۃ ان علیا ولیکم من بعدی (للدیلمی)

اے بریدہ میرے بعد علی تمہارے سردار ہیں۔

۱۴۷۔ یاعلی ان اللہ غفرلک ولذریتک (للدیلمی)

اے علی اللہ نے تمہیں اور تمہاری اولاد کو بخش دیا ہے۔

۱۴۸۔ یاعلی ابشر حیاتک وموتک معی (للطبرانی)

اے علی تمہیں خوشخبری ہو تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہوگی۔

۱۴۹۔ یاعلی انک ستبتلی بعدی فلا تقاتلن (لابی یعلی الموصلی)

اے علی میرے بعد تم عنقریب مصائب میں گھر جاؤگے۔ تم ہرگز جہاد نہ کرنا۔

۱۵۰۔ یاعلی انت بمنزلۃ الکعبہ (للدیلمی)

اے علی تم کو وہ درجہ حاصل ہے جو کعبہ کو حاصل ہے۔

۱۵۱۔ یاعلی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیہ بعدی (للدیلمی)

اے علی تم میرے بعد میری امت میں اختلاف کو دور کروگے۔

۱۵۲۔ یاعلی انت تغسل جثتی وتودی دینی (للدیلمی)

اے علی تم میرے جسم کو غسل دوگے اور میرے قرض کو چکاؤگے۔

۱۵۳۔ یاعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی (للبخاری ومسلم)

اے علی تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسٰے سے حاصل تھا۔

۱۵۴۔ یاعلی انت تقتل علی سنتی۔ (لابن عدی)

اے علی تم میری سنت پہ جہاد کروگے

۱۵۵۔ یاعلی انت سید فی الدنیا وسید فی الاخرۃ (للدیلمی)

اے علی تم دنیا میں سردار ہو اور آخرت میں سردار ہو۔

۱۵۶۔ یاعلی انت وشیعتک تردون علی الحوض رواء مرویین (للدیلمی)

اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔

۱۵۷۔ یاعلی انت ولی کل مومن بعدی (لابی داؤد الطیالسی)

اے علی تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔

۱۵۸۔ یاعلی انک مستخلف وانک مقتول (للطبرانی)

اے علی تم خلیفہ ہوگے اور قتل کئے جاؤگے

۱۵۹۔ یاعلی محبک محبی ومبغضک مبغضی (للدیلمی)

اے علی تیرا دوست میرا دوست، تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

۱۶۰۔ یاعلی لایحبک الا مومن ولایبغضک الا منافق (لابن ماجہ)

اے علی تمہیں مومن دوست رکھے گا اور منافق تم سے بغض رکھے گا۔

۱۶۱۔ یاعلی لاترج الا ربک ولاتخف الا من ذنبک (للطبرانی)

اے علی اپنے رب سے امید رکھ اور صرف اپنے گناہ سے ڈر۔

۱۶۲۔ یخرج فی آخرالزمان خلیفۃ یعطی المال بغیر عدد (المسلم)

آخری زمانہ میں ایک خلیفہ خروج کریگا۔ جو لوگوں کو بلا حساب مال عطا کرے گا۔

۱۶۳۔ یقتل الحسین علی راس ستین سنۃ (للطبرانی)

حسین ساٹھ کے سرے پر قتل کئے جائیں گے

۱۶۴۔ یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (لابی داؤد)

ابن مریم دجال کو لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔

۱۶۵۔ یقتل فی ھذہ الحرۃ خیار امتی (للبیہقی)

اس ابل بیل میں میری امت کا بہتر فرد قتل کردیا جائے گا۔

۱۶۶۔ یکون بعدی اثنا عشر امیرا کلھم من قریش (للبخاری ومسلم)

میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

۱۶۷۔ یکون خلیفۃ ھو وذریتہ من اھل

ایک خلیفہ ہوگا وہ خود اور اس کی اولاد

النّار (للطبرانی)	جہنم میں ہو گی۔
۱۶۸۔ یکون فی آخر الزمان خلیفۃ تقسیم المال ولا یعدہ (لاحمد)	آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہو گا جو مال کو تقسیم کرے گا اور اس کا شمار نہیں کرے گا۔
۱۶۹۔ ینزل عیسٰی فیمکث اربعین سنۃ۔ (لاحمد وابی داؤد)	عیسٰی اُتریں گے اور چالیس سال تک زمین پر رہیں گے۔
۱۷۰۔ ینزل عیسٰی عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق۔ (للطبرانی)	عیسٰی دمشق کے مشرقی سفید اور روشن منارہ کے نزدیک اُتریں گے۔
۱۷۱۔ الیقین الایمان کلہٗ۔ (للبیہقی)	یقین تمام کا تمام ایمان ہے۔

ان احادیث کے بیان میں جو جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ مصر کی کتاب

الجامع الصغیر میں بیان ہوئیں

۱۔ اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔ بخاری نے اس کو سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔

۲۔ ترمذی نے انس سے، امام احمد طبرانی اور ضیاء نے سوید بن عامر سے اور ابو القاسم ابن لبشران نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ یہ احد کا پہاڑ ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں، یہ جنت کے ایک دروازہ پر قائم ہو گا۔ اور یہ عیر کا پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں، یہ جہنم کے ایک دروازہ پر ایستادہ ہو گا۔

۳۔ طبرانی کتاب الاوسط میں ابو عیسٰے سے روایت کرتے ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ ان حسینًا یقتل بشاطی الفرات۔ حسین دریائے فرات کے کنارے پر قتل کر دئے جائیں گے۔"

۴۔ ابن سعد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوھا فان فیھا خلیفۃ المھدی۔ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو ان میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ ان میں خلیفہ مہدی ہو گا۔"

۵۔ احمد اور حاکم ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔ (رسول اللہ نے فرمایا) جب قیامت کا روز ہو گا تو ایک آواز دینے والا پردوں کے پیچھے سے آواز دے گا۔ اے اہل محشر فاطمہؑ بنت محمدؐ کی خاطر اپنی آنکھیں بند

کر لو۔ تاکہ آپ گزر جائیں۔

۶۔ تمام اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ کا غضب اس شخص پر زیادہ ہو گا جو مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دے گا۔

۷۔ دیلمی اپنی کتاب الفردوس میں ابو سعید سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جنت کی عورتوں کی سردار خدیجہؑ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ، مریم بنت عمران اور فرعون کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم ہیں۔"

۸۔ احمد طبرانی اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اے لوگو! بس میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے رب کا ایلچی میرے پاس آئے گا۔ میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں گا۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب ہے جو ہدایت اور نور پر مشتمل ہے۔ جس نے کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑا اور اس پر عمل کیا تو وہ شخص ہدایت یافتہ ہو گا۔ اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گیا۔ کتاب خدا پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں۔

۹۔ امام احمد، عبد بن حمید اور مسلم زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چن لیا تھا۔ اور کنانہ سے قریش کو منتخب کیا۔ قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔"

۱۰۔ مسلم اور ترمذی واثلہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) مجھے اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات سے بھی آگاہ کیا۔ کہ وہ خود بھی ان کو دوست رکھتا ہے اور علی ان چار شخصوں میں سے ایک ہیں۔ ابوذرؓ، مقدادؓ اور سلمان ہیں۔

۱۱۔ ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم بریدہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کر دوں۔

۱۲۔ طبرانی المعجم الکبیر میں ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت سے قرار دی ہے۔ اور میری اولاد کو علی بن ابی طالب کی صلب میں قرار دیا ہے۔"

۱۳۔ طبرانی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جناب فاطمہؑ نے اپنے نفس کو محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا ہے۔"

۱۴۔ بزاز ابو یعلی، طبرانی کتاب الکبیر میں اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میرے اہل بیت کی مثال تم میں نوح کی کشتی کی مانند ہے۔ جو شخص اس پر سوار ہو گیا تھا وہ نجات پا گیا۔ اور

جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

۱۵۔ حاکم ابوذر سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) ہم لوگ آل محمدؐ ہیں ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔"

۱۶۔ احمد اور ابن حبان حسن بن علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں تم میں دو قائم مقام چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا ہے یہ ایسی رسی ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان کھچی ہوتی ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں گے۔"

۱۷۔ طبرانی اپنی کتاب الکبیر میں زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

۱۸۔ ترمذی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص علم کا طالب ہو اسے دروازہ سے آنا چاہیے۔

۱۹۔ عقیلی، ابن عدی، طبرانی کتاب کبیر میں اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ نیز ابن عدی اور حاکم جابر سے روایت کرتے ہیں۔ (کہ رسول اللہ نے فرمایا) تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں بدبخت ترین انسان دو ہیں۔ ایک احمر ثمود جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں (دوسرا) اے علی وہ شخص ہے جو تمہیں اس جگہ ضرب لگائے گا جس سے یہ جگہ خون آلود ہو جائے گی۔"

۲۰۔ طبرانی نے کتاب المعجم الکبیر میں اور حاکم نے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے (کہ رسول نے فرمایا) فضیلت کے لحاظ سے کائنات میں عورتوں کی سردار مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی عورت آسیہ ہیں۔"

۲۱۔ احمد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم انس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ حسن اور حسین فرزندوں میں سے فرزند ہیں۔"

۲۲۔ بخاری، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم یعلی بن مرہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

۲۳۔ احمد اور ترمذی ابوسعید سے، طبرانی معجم کبیر میں، عمرؓ، علیؓ، جابر اور ابوہریرہؓ سے، طبرانی اوسط میں اسامہ بن زید اور براء سے اور ابن عدی ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ ان کا باپ ان سے افضل ہے۔"

۲۴۔ ابن ماجہ اور حاکم ابن عمر سے، طبرانی معجم کبیر میں ... اور مالک بن حویرث سے نیز حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میرے ... کے فرزند عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے سوا حسن اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ف ... مریم بنت عمران کے سوا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۲۵۔ احمد، ابویعلیٰ، ابن حبان اور طبرانی معجم کبیر میں نیز حاکم ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ اور محمد پر سب سے پہلے ایمان لانے والی عورت جناب خدیجہ ہیں۔"

۲۶۔ حاکم حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میرے بہترین بھائی علی ہیں اور میرے بہترین چچا حمزہؓ ہیں۔"

۲۷۔ دیلمی عالبس بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) دنیا کی عورتوں سے افضل چار عورتیں ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ ہیں۔

۲۸۔ شیخین اور ترمذی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میری ولادت کے وقت میری ماں نے اپنے آپ سے ایک نور بلند ہوتے دیکھا جس کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔"

۲۹۔ احمد اور طبرانی انس سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) تمام عورتوں سے افضل مریمؑ بنت عمران خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔

۳۰۔ ابن سعد ابوالجعفار سے اور ابو امامہ سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) میں نے جعفر بن ابی طالب کو ایک فرشتے کی شکل میں دیکھا جو دو پروں کے ساتھ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے تھے۔

۳۱۔ ترمذی اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں نے خدیجہ کو جنت کی ایک نہر پر قصب کے ایک گھر میں دیکھا جس میں کوئی شور و شغب اور تکلیف نہیں ہے۔

۳۲۔ طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں جابر سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) میں نے اپنے رب سے اس بات کا سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت کا کوئی فرد آگ میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس درخواست کو منظور فرما لیا تھا۔"

۳۳۔ ابوالقاسم بن بشران اپنی امالی میں عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) ہمارا سابق سبقت لے جائے گا اور ہمارا درمیانہ والا نجات پا جائے گا اور ہمارا ظالم بخش دیا جائے گا۔

۳۴۔ ابن مردویہ اور بیہقی حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) سلمان ہم اہل بیت سے ہیں۔

۳۵۔ طبرانی اور حاکم عمرو بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔ "سلمانؓ اہل فارس سے (اسلام لانے میں) سبقت کرنے والے ہیں۔"

۳۶۔ ابن سعد امام حسن سے مرسلاً روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ سے میرا واسطہ دے کر سوال کیا کرو۔ دنیا میں جو انسان میرا واسطہ دے کر سوال کرتا ہے میں اس کا گواہ ہوتا ہوں اور قیامت کے روز اس کی سفارش کروں گا۔"

۳۷۔ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے (رسول اللہ نے فرمایا) حضرت ہارون کے دو بیٹوں کا نام شبر اور شبیر رکھا گیا تھا۔ میں اپنے بیٹوں کا نام اسی طرح حسنؑ اور حسینؑ رکھتا ہوں جس طرح ہارون نے اپنے بیٹوں کا نام رکھا تھا۔"

۳۸۔ بغوی عبدالغنی الفاح میں اور ابن عساکر سلمانؓ سے روایت کرتے ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) اللہ کے نزدیک قیامت کے روز شہداء کے سردار حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں۔

۳۹۔ حاکم جابر سے اور طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں حضرت علیؑ سے روایت کرتے، اکہ رسول اللہ نے فرمایا) حمزہؓ بن عبدالمطلب سید الشہداء ہیں۔"

۴۰۔ حاکم اور ضیا جابر سے روایت کرتے ہیں۔ جعفر بن ابی طالب سید الشہداء ہیں۔ اور اس کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں۔ یہ منصب گذشتہ امتوں کے کسی فرد کو نصیب نہیں ہوا۔ یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالے نے محمدؐ کو نوازا ہے۔"

۴۱۔ ابوالقاسم حر اپنی کتاب امالی میں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ سبقت کرنے والا اور درمیانی راہ چلنے والا بلاحساب بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والے سے تھوڑا سا حساب کتاب لیا جائے گا۔ پھر بہشت میں داخل ہو گا۔

۴۲۔ حاکم ابوداؤد سے روایت کرتے ہیں کہ سبقت کرنے والے تین شخص ہیں۔ یوشع بن نون نے موسٰی کی طرف حاجی یسین نے عیسٰی کی طرف اور علی بن ابی طالب نے محمد کی طرف سبقت کی تھی۔

۴۳۔ طبرانی اور ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ رکہ رسول اللہ نے فرمایا) میری شفاعت اس شخص کو حاصل ہو گی جس نے میرے اہل بیت کو دوست رکھا ہو گا۔

۴۴۔ خطیب بغدادی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (قیامت کے روز) شفاعت کرنے والی پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن (۲) صلہ رحمی (۳) امانت (۴) تمہارا نبی (۵) نبی کے اہل بیت

۴۵۔ دیلمی اپنی کتاب فردوس میں ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) مجھ پر درود پڑھا کرو۔ اور دعا میں کوشش کیا کرو۔ اور (درود) اس طرح کہا کرو:۔

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارك علی محمد و علی ال محمد کما صلیت و بارکت علی ابراہیم

وال ابراھیم انك حمید مجید۔

۴۶۔ احمد، نسائی، ابن سعد، سمویہ، البغوی، باوردی، ابن قانع اور طبرانی زید بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا) صدیق تین آدمی ہیں۔ حبیب نجار مومن آل یسین جس نے کہا تھا۔ "اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو۔" اور حزقیل مومن آل فرعون جس نے کہا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور علی بن ابی طالب ان سے افضل ہیں۔

۴۷۔ ابونعیم اور ابن عساکر ابولیلی سے ابن نجار اس کے قریب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ تعالی اس شخص سے دشمنی رکھتا ہے جو علی سے دشمنی رکھتا ہے۔

۴۸۔ ابن مندہ بی بی عائشہ کے غلام رافع سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) میں نے جعفر کو فرشتوں کی صحبت میں دیکھا ہے۔ وہ جعفر کے گھر والوں کو بارش کی بشارت دیتے ہیں۔

۴۹۔ ابن عساکر اسماء بنت عمیس سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) علی میرے دنیا اور آخرت دونوں میں بھائی ہیں۔

۵۰۔ ابن عدی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) جعفر ایسے انسان پر رد نہ کیا کرو کہ جن کو رونا چاہیے۔

۵۱۔ طبرانی ابوعمر سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) علی میری جڑ ہے اور جعفر میری شاخ ہیں۔

۵۲۔ طبرانی اور ضیا عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) علی نیکو کاروں کے امام اور بدکاروں کے قاتل ہیں۔ جس نے علی کی مدد کی، اس کی مدد کی جائے گی، جس نے علی کو چھوڑ دیا۔ اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔"

۵۳۔ حاکم جابر سے روایت کرتے ہیں (رسول اللہ نے فرمایا) علی باب حطہ کی مانند ہیں جو شخص اس کے ذریعے اندر داخل ہوا تھا وہ مومن تھا اور جو اس دروازے سے نکل گیا تھا وہ کافر تھا۔

۵۴۔ دارقطنی کتاب الافراد میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) علی میرے علم کا خزانہ ہیں۔

۵۵۔ ابن عدی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اکہ رسول اللہ نے فرمایا) علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے جب تک میرے پاس حوض پہ وارد نہیں ہوں گے۔

۵۶۔ طبرانی اور حاکم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں رکہ رسول اللہ نے فرمایا) میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں جو بات میری طرف سے ادا کرنی ہو گی میں اس کو خود ادا کروں گا۔ یا علی ادا کریں گے۔

۵۷۔ احمد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ حبشی بن جنادہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے "

۵۸۔ خطیب بنا سے دیلمی نے الفردوس میں ابن عباس سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"

۵۹۔ ابوبکر مطیری۔ اپنی جز میں ابوسعید سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی بن ابی طالب اس شخص کے سردار ہیں جس کا میں سردار ہوں۔

۶۰۔ محاملی اپنی امالی میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی جنت میں اس طرح چمکیں گے۔ جس طرح صبح کا ستارہ دنیا والوں کے لئے چمکتا ہے۔

۶۱۔ بیہقی فضائل الصحابہ میں اور دیلمی انس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی مومنین کے سردار ہیں اور مال منافقین کا سردار ہے"

۶۲۔ ابن عدی نے تحریر کیا ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) علی میرا قرض چکائیں گے۔

۶۳۔ بزار انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا مومن کی کتاب کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت رکھتا ہے۔

۶۴۔ خطیب انس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (بحوالہ بخاری)

۶۵۔ مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جو اس کو ناراض کرتا ہے وہ مجھے ناراض کرتا ہے۔ جو اسے خوش کرتا ہے وہ مجھے خوش کرتا ہے۔ قیامت کے روز تمام رشتے ختم ہو جائیں گے مگر میرا رشتہ میرا سبب اور میری دامادی باقی رہے گی"

۶۶۔ احمد اور حاکم مسور سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) مریم بنت عمران کے سوا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں"

۶۷۔ حاکم ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا (اے علی) فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور تم اس سے مجھے زیادہ عزیز ہو۔

۶۸۔ طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ خدیجہ کو بشارت دے دو کہ اس کا گھر بہشت میں واقع ہوگا جس میں کوئی شور و غل نہیں ہوگا۔

اور نہ اس میں کوئی تکلیف ہوگی۔ اور یہ گھر قصب کا بنا ہوا ہوگا۔

۶۹۔ طبرانی نے ابو الی ارفی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے کہا ہے کہ میں نے مشرق اور مغرب کو چھان مارا ہے لیکن مجھے محمد سے افضل آدمی کوئی نہیں ملا۔ اور میں نے مشرق اور مغرب کو ڈھونڈ ڈالا۔ لیکن مجھے ایسے باپ والی کوئی اولاد نہیں ملی جو اولاد ہاشم سے افضل ہو۔

۷۰۔ (حذف اسناد) بی بی عائشہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر ایک اولاد آدم کی اولاد اپنے ددھیال کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ مگر اولاد فاطمہ کا ایسا معاملہ نہیں ہے۔ میں ان لوگوں کا ولی ہوں اور میں ان کا ددھیال ہوں"

۷۱۔ طبرانی معجم کبیر میں جناب فاطمۃ الزہرا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہ کی اولاد کے سوا ہر عورت کی اولاد کا ددھیال اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن فاطمہ کی اولاد کا میں ددھیال اور باپ ہوں۔

۷۲۔ طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تک مجھ پر درود نہ بھیجا جائے ہر دعا رد ہو جاتی ہے

۷۳۔ دیلمی انس سے روایت کرتے ہیں اور بیہقی اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے سبب اور نسب کے سوا ہر سبب اور نسب ختم ہو جائے گا (بروز قیامت)

۷۴۔ (بحذف اسناد) ابن عباس اور مسور سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں پیدائش کے لحاظ سے سب لوگوں سے پہلا شخص ہوں اور رسالت کے اعلان کے لحاظ سے آخری شخص ہوں۔

۷۵۔ ابن سعد قتادہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے منازل طے کر رہے تھے۔

۷۶۔ (بحذف اسناد) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی۔ جب عیسیٰ بن مریم تم میں تشریف لائیں گے۔ اور تمہارا امام تم ہی میں موجود ہوگا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

۷۷۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ناراض ہو جاتے تھے۔ تو حضرت علی کے سوا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اور کوئی شخص جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

۷۸۔ ابونعیم اور حاکم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ نماز پڑھتے تھے تو امام حسن اور حسین کھیلتے ہوئے آ کر رسول اللہ کی پشت پر بیٹھ جاتے تھے۔

۷۹۔ ابونعیم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) تم یقیناً زندہ کو ظلم

جب زمین ظلم و جور سے معمور ہو جائے گی۔ آسمان سے ایک قطرہ بارش کا نہیں برسے گا۔ اور زمین سے سبزی تک نہیں اُگے گی۔ اس طرح تمہاری حالت سات یا آٹھ سال رہے گی۔ اگر اس سے کچھ زیادہ ہوا تو نو سال ہوں گے۔

۸۰۔ بزاز اور طبرانی قرۃ المزنی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) تم لوگ ضرور زمین کو ظلم و ستم سے بھر دو گے۔ پھر ضرور ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نکلے گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔

۸۱۔ حرث، ابوسعید سے روایت کرتے ہیں ہر چیز کی ایک دُلہن ہوتی ہے اور قرآن مجید کی دُلہن سورہ رحمٰن ہے۔

۸۲۔ شعب الایمان میں بیہقی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جب میں رات کے وقت بیت المقدس کی طرف گیا تھا تو قریش نے مجھے جھٹلانا شروع کر دیا تو میں حجر (اسود) کے پاس کھڑا ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے (میرے سامنے) بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تھا تو میں نے بیت المقدس کی نشانیوں سے قریش کو آگاہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بحوالہ امام احمد بن حنبل

۸۳۔ بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) وہ اُمت ہرگز ہلاک نہ ہو گی جس کے شروع میں میں ہوں گا۔ اور اس کے درمیان میں عیسٰے بن مریم ہوں گے۔ اور اس کے آخر میں مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوں گے۔"

۸۴۔ ابونعیم اپنی کتاب اخبار المہدیٰ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اگر ابراہیم (میرے فرزند) زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔

۸۵۔ (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اگر زمانہ کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو ضرور اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت کے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔"

۸۶۔ احمد اور ابو داؤد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا تھا نجات پا گیا تھا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ غرق ہو گیا تھا۔

۸۷۔ (بحذف سند) ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ مہدی ہم میں سے پیدا ہو گا۔ جس کے پیچھے عیسٰے بن مریم نماز ادا کریں گے۔

۸۸۔ ابونعیم نے اپنی کتاب اخبار المہدیٰ میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

۸۹۔ امام احمد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے عمرو بن شاس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ

نے فرمایا من آذی شعرۃ منی فقد آذانی۔ جس نے میرے ایک بال کو بھی تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔

۹۰۔ ابن عساکر حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جس نے اللہ کی خاطر محبت، اللہ کی خاطر بغض، اللہ کی خاطر دیا اور اللہ کی خاطر منع کیا تو اس شخص نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔"

۹۱۔ ابو داؤد اور ضیاء، ابو قرۃ ماذ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جس نے حسن اور حسین کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

۹۲۔ احمد، ابن ماجہ اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۹۳۔ (بحذف اسناد) ابن عمر سے روایت ہے کہ جس نے کسی شخص کو ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ اس کے پیروکاروں کو ملے گا۔ اور پیروی کرنے والے اشخاص کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہو گی۔ اور جس کسی شخص نے کسی کو گمراہی کی طرف بلایا اس شخص کو اتنا گناہ ملے گا جتنے گناہ اس پر چلنے والوں کو ملیں گے اور ان کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہو گی۔

۹۴۔ امام احمد اور بخاری کے سوا صحاح ستہ نے روایت کیا ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ۔ جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھے گالیاں دیں جس نے مجھے گالیاں دیں اس نے خدا کو گالیاں دیں۔

۹۵۔ احمد اور حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ جنت کے جوانان کے سردار کو دیکھے تو اسے چاہیئے وہ حسن کی طرف دیکھے۔

۹۶۔ ابی لیلی جابر سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ جنت کی عورت سے شادی کرے اسے چاہیئے وہ ام ایمن سے شادی کرے۔"

۹۷۔ ابن سعد مرسلاً سفیان بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) جس شخص نے ہم پر ہتھیار کھینچا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۹۸۔ امام احمد اور مسلم سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اگر کسی شخص نے میرے اہل بیت کے کسی فرد کے ساتھ کوئی نیکی کی تو میں قیامت کے روز ایسے شخص کو بدلہ دوں گا۔

۹۹۔ ابن عساکر حضرت علی سے روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ نے فرمایا) اگر کسی شخص نے اولاد عبدالمطلب کے ساتھ کسی قسم کا دنیا میں نیک سلوک کیا (قیامت کے روز) جب وہ مجھے ملے گا تو مجھ پر اس کا بدلہ

دینا واجب ہے۔"

۱۰۰۔ خطیب بغدادی حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں دکہ حضرت رسولؐ نے فرمایا) جس شخص نے میں دھوکہ دیا
عالم میں سے نہیں ہے۔ مکر کرنے والا اور دھوکہ دینے والا دوزخ میں ہوگا۔"

۱۰۱۔ طبرانی اور ابونعیم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے دکہ رسول اللہ نے فرمایا) جس کا میں مولا ہوں اس کے علی
مولا ہیں۔

۱۰۲۔ (بحذف اسناد) زید بن ارقم سے روایت ہے دکہ حضرت رسول نے فرمایا) جس کا میں ولی ہوں اس کے
علی ولی ہیں۔"

۱۰۳۔ حاکم بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے فرمایا) آدمی (قیامت کے روز) اس شخص کے ساتھ ہوگا
جس کو وہ دوست رکھتا تھا۔

۱۰۴۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے دکہ رسول اللہ نے فرمایا) آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو
وہ دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو وہی کچھ ملے گا جو کچھ اس نے کمایا تھا۔

۱۰۵۔ ترمذی انس سے روایت کرتے ہیں دکہ رسول اللہ نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ فرجہٗ) میری اولاد سے ہوگا۔ جو
فاطمہ کے فرزند سے پیدا ہوگا۔

۱۰۶۔ ابو داؤد، ابن ماجہ اور حاکم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں دکہ رسول اللہ نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ فرجہٗ) ہم
اہل بیت میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے انتظامات کو ایک رات کے اندر ٹھیک کر دے گا۔"

۱۰۷۔ ابن ماجہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں دکہ حضرت نبی نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ ظہورہٗ) مجھ سے
جس کی پیشانی کشادہ ہوگی۔ اور ناک سرخ ہوگی۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح
وہ جور و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ وہ سات سال حکومت کرے گا۔"

۱۰۸۔ حاکم ابوسعید سے روایت کرتے ہیں دکہ جناب رسول مقبول نے فرمایا) مہدی (عجل اللہ فرجہٗ) ایسا انسان ہے
جو میری اولاد سے ہوگا۔ اس کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہوگا۔

۱۰۹۔ رویانی حذیفہ سے روایت کرتے ہیں دکہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرے جس نے
ہم لوگوں سے کسی چیز کو سماعت کیا۔ اور اس کو ٹھیک اسی طرح دوسرے کے ساتھ پہنچا دیا۔ بہت سے
پہنچانے والے سننے والے سے زیادہ حافظ ہوتے ہیں۔

۱۱۰۔ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے (رسول اللہ نے فرمایا) ستارے آسمان والوں کے لئے امن کا
باعث ہیں۔ اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان کا باعث ہیں۔

۱۱۱۔ ابو یعلیٰ سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے اہل بیت کے
بارے میں یہ وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے جس فرد نے توحید کا اقرار کیا اور تبلیغ کے فرائض انجام دئے
ان کو اللہ عذاب نہیں دے گا۔

۱۱۲۔ حاکم انس سے روایت کرتے ہیں دکہ جناب رسول مقبول نے فرمایا) کنارہ کش خلیفہ کی جانب سے آل محمد کے
ایک بچے کے لئے افسوس ہے۔

۱۱۳۔ عمار کے بارے میں افسوس ہے آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ ان کو جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ
لوگ اس کو دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔

۱۱۴۔ احمد اور بخاری ابوسعید سے روایت کرتے ہیں دکہ رسول اللہ نے فرمایا) محبت بھی اپنے وارث چھوڑتی ہے
اور بغض بھی اپنے وارث چھوڑتا ہے

۱۱۵۔ طبرانی اور حاکم عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ نے کہا) میری امت کا گروہ لگاتار اللہ کے دین پر قائم
رہے گا جو ان کی مخالفت کرے گا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۱۱۶۔ ابن ماجہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں دکہ جناب رسول نے فرمایا) خلافت قریش میں ہمیشہ رہے گی۔ جب
تک لوگوں میں دو آدمی موجود رہیں گے۔

احمد البخاری اور مسلم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں دکہ جناب رسول نے فرمایا) لوگوں پر ایک صبر آزما زمانہ آئے گا۔
دین پر قائم رہنا ایسا مشکل ہوگا جس طرح آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑا جائے۔

ترمذی انس سے روایت کرتے ہیں دکہ رسول اللہ نے فرمایا) اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔

(بحذف اسناد) رسول اللہ نے فرمایا۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ اور غالب ہوگا جو ان کو
چھوڑ جائے گا۔ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا۔

ترمذی ثوبان سے روایت کرتے ہیں اور ترمذی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے (رسول اللہ نے فرمایا) میری
امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ اور ان کا مخالف ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم
آجائے گا۔ ابو داؤد نے ثوبان سے روایت کی ہے اور ترمذی نے لفظ ظاہرین۔ وہ لوگ غالب ہوں گے۔
زیادہ کیا ہے۔"

کتاب مشکوٰۃ المصابیح میں ابن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جب اہل
شام کی حالت بگڑ جائے گی تو اس وقت تم میں بھلائی نہیں ہوگی۔ فرمایا میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ کامیاب و
کامران رہے گا۔ ان کو چھوڑنے والا ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ حتیٰ کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔